اسلام علیکم !
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.znzlibrary.com/

https://www.znz.today/

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاٹسیپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020

**WHATSAPP CHANNEL LINK**

Channel Join Now

باکس میں موجود کیٹیگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

Novels Categories

*Web Special*

*Short Novels*

*Long Novels*

*Digest Novels*

*Romantic Novels*

*Facebook Novels*

*Ebook Novels PDF*

*Youtube Novels PDF*

# مکمل ناول

## میری دھڑکنوں کو قرار دے

### ایمن خان

طوفانی بارش نے۔۔۔۔۔دو ہی دن میں اس لاہور جیسے بڑے شہر کی حالت خراب کر کے رکھ دی تھی۔۔۔۔پانی مکانوں میں جمع ہونے لگے تھا۔۔۔۔۔ گلیوں میں بھی کھڑے پانی کی وجہ سے طرح طرح کی وبائیں پھیلنے لگی تھی۔۔۔۔

کئی پسماندہ علاقوں میں مکانوں کی چھتیں بھی گر چکی تھی۔۔۔

دو ہی دن میں کئی حادثات رونما ہو چکے تھے۔۔۔۔۔

رات کے گیارہ بجے جب لوگ اپنے گھروں میں سو رہے تھے۔۔۔۔۔ہر طرف

خاموشی کا راج تھا۔۔۔۔

یہ پورا علاقہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔۔

ٹائی روں کی چرچراہٹ نے رات کے اس سناٹے میں۔۔۔۔۔ارتعاش پیدا کیا

تھا۔۔۔۔

بڑا سا مین گیٹ کھلا تھا۔۔۔

اور مین گیٹ پہ کھڑے۔۔۔۔۔۔اس موٹے تازے۔۔۔۔۔ بڑی بڑی

مونچھوں والے شخص نے ہاتھ کے اشارے سے ٹرک کو اندر آنے کی اجازت

دی تھی۔۔۔۔

پھر مین گیٹ بند ہو گیا تھا۔۔۔۔

باہر کی نسبت اندر اچھی خاصی روشنی تھی۔۔۔۔۔جگہ جگہ پہ مختلف بند ڈبے

پڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

نیچے زمین پہ خالی بوتلوں کا گند۔۔۔۔۔کچرا۔۔۔۔۔جیسے اس جگہ بہت عرصے سے صفائی ہی نہیں ہوئی تھی۔۔۔

ایک جگہ پہ جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی کرسی جو اپنی خالت زار پہ ماتم کر رہی تھی۔۔۔۔

اس پہ بیٹھا ایک شخص۔۔۔۔۔۔ہاتھ میں موبائل پکڑے۔۔۔۔پیٹھ کر کے بیٹھا تھا۔۔۔۔

"وہ سامان لینے گاڑی آگئی ہے۔۔۔۔سرکار۔۔۔۔۔۔"

اس موٹے تازے شخص نے تابعداری سے سر جھکا کے کہا تھا۔۔۔۔۔

"ہاں تو۔۔۔۔۔۔سامان لوڈ کرواؤں۔۔۔۔۔"

اس نے بیزاری سے کہا۔۔۔۔۔

میں تو کہتا ہوں خان آج رات ائیر پورٹ پہ سکیورٹی سخت ہے۔۔۔۔۔۔آج"

"رات کو سامان یہیں رکھتے ہیں صبح بجھوا دیں گے۔۔۔۔

اس موٹے شخص نے آہستہ سی آواز میں جیسے مفت مشورہ دیا۔۔۔

تو وہ کرسی پہ بیٹھا شخص۔۔۔۔۔ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔ پھر اس کی

طرف مڑا تھا اور دھیرے سے ہنسا۔۔۔۔۔ تھا

روشنی میں اس کا چہرہ واضح تھا۔۔۔۔۔

ڈھیلی ڈھالی قمیض نیچے پینٹ پہنے۔۔۔۔۔ گھنگریالے بال جن پہ شاید بہت دنوں

سے کنگھی نہیں کی تھی یا شاید کنگھی کرنے کے بعد بھی وہ ایسے ہی رہتے

تھے۔۔۔۔ درمیانی سی مونچھیں سانولی رنگت۔۔۔۔۔ متناسب

نقوش۔۔۔۔ سبز آنکھیں۔۔۔۔۔ شیر جیسی تیز۔۔۔۔۔۔

اونچا لمبا قد۔۔۔۔۔ چوڑا سینہ۔۔۔۔۔ آنکھوں میں غصہ لیے وہ اس کی طرف

بڑھا تھا۔۔۔۔

بازو اوپر کی طرف فولڈ کر رکھے تھے۔۔۔۔۔

ہاتھوں میں مختلف قسم کے بریسلیٹ۔۔۔۔۔ زنجیریں گلے میں

چین۔۔۔۔آوارہ لڑکوں جیسا حلیہ۔۔۔

سامنا کھڑا شخص مذید گھبرا گیا تھا۔۔۔۔

میں نے تم سے رائے مانگی کیا"؟"

مردانہ انگوٹھیوں سے مذین ہاتھ اس کے کندھے پہ رکھتے ہوئے اس نے چبا چبا کہ کہا تھا۔۔۔

"نہیں خان وہ تو بس میں۔۔۔۔۔"

اس نے اپنی کمزور سی صفائی ی پیش کی۔۔۔۔۔

اس نے اس کا گریبان پکڑ لیا تھا۔۔۔۔

گھبراہٹ کے مارے اس شخص کی آنکھیں باہر کی طرف ابل پڑی تھی۔۔۔۔

میں اب یہاں آگیا ہوں۔۔۔۔یہاں ہر چیز اب میرے ذمے ہے ہر دھندہ۔۔۔۔تم لوگوں کے لیے یہی بہتر ہے جیسا میں کہتا ہوں ویسا ہی کرو۔۔۔اپنی عقل اگر مجھ پہ آزمانے کی کوشش کی ناتولاش بھی نہیں ملے گی"

"گھر والوں کو۔۔۔۔

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے سختی سے اسے وارن کر رہا تھا۔۔۔

خان سب جانتا ہے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔۔۔۔"اب جاؤ جیسا کہا ہے ویسا"

"ہی کرو۔۔۔۔۔

اس نے اسے پوری قوت سے دور پھینکا پھر زمین کے ساتھ جا لگا۔۔۔

کپڑے جھاڑے اور سر جھکائے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

اس نے جیب سے سگریٹ نکالی۔۔۔۔ماچس جلائی ی۔۔۔اور تھوڑی ہی

دیر میں سیاہ دھواں۔۔۔۔ہوا میں پھیلنے لگا۔۔۔۔۔

دل میرا کرے میں اڈی اڈی جاواں۔۔۔۔

لال دوپٹہ۔۔۔۔سر پہ اوڑے۔۔۔۔وہ پورے گھر میں چکر کاٹ رہی

تھی۔۔۔۔

جب مین گیٹ کھلا تھا۔۔۔۔

اور وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اندر داخل ہوا تھا

اس لڑکی کی پیٹھ اس کی طرف تھی۔۔۔۔اسی وجہ سے وہ اسے دیکھ نہیں پائی ی تھی اپنی دھن میں مگن گائے جا رہی تھی۔۔۔

وہ دبلا پتلا لڑکا جس نے کالے رنگ کی قمیض شلوار پہن رکھی تھی آستین اوپر کی طرف فولڈ کیے۔۔۔۔اپنی ڈارک براؤن رنگ کی آنکھیں سکیڑ کے وہی کھڑا ہو کہ اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔

چوڑی پیشانی چہرے کے ساتھ چپکی داڑھی اس کی شخصیت میں چار چاند لگا رہی تھی۔۔۔۔

پھر وہ لڑکی پیچھے مڑی تھی وہ چلتا چلتا اس کے قریب گیا تھا

وہ ایک دم چونکی تھی آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔پھر منہ کو بریک لگی تھی۔۔۔

اس نے ایک نظر اسے دیکھا تھا جس نے سفید رنگ کی سادہ سی قمیض شلوار پہن

رکھی تھی نفاست سے کٹے ہوئے چھوٹے چھوٹے بال جنہیں کھلا چھوڑ رکھا

تھا۔۔۔۔ بڑی بڑی آنکھیں۔۔۔۔۔ جن میں بیزاری واضح تھی کھڑی مغرور

ناک جو اس نے پھلا رکھی تھی۔۔۔۔۔ عنابی ہونٹوں کو بھینچ کے کھڑی

تھی۔۔۔۔۔

اس نے مسکرا کہ اسے دیکھا تھا

وہ رخ موڑ گئی تھی۔۔۔

"جس سپیڈ سے تم اڑ رہی ہو لڑکی پانچ منٹ میں تم پیرس پہنچ جاؤ۔۔۔۔"

اس نے نچلا لب دانتوں تلے دبا کہ شرارت سے کہا تھا۔۔۔۔۔

"آپ کو اس سے کیا ہے۔۔۔۔"

اس نے روکھے لہجے میں کہا۔۔۔۔

تو اس کی مسکراہٹ یکدم غائب ہوئی وہ ایک دم سنجیدہ ہوا تھا۔۔۔۔

وہ بھول گیا تھا اس کے سامنے اشنال ملک ہے۔۔۔۔۔ جو اسے منہ لگانا بالکل پسند

نہیں کرتی۔۔۔۔

گلے میں لال دوپٹہ ڈالے ہاتھ باندھ کے دوسری طرف دیکھنی لگی تھی۔۔۔۔

"تمہارے گھر میں مہمانوں کو بیٹھانے کا رواج نہیں۔۔۔۔"

اس نے ایک دفعہ پھر اسے متوجہ کرنا چاہا تھا۔۔۔۔

جو بلاوجہ ہی موڈ آف کر کے کھڑی تھی۔۔۔

رواج ہے بالکل رواج ہے لیکن زبردستی کے مہمانوں کو صرف ہم دروازے

میں کھڑے کھڑے ہی دعا سلام کر کے رخصت کر دیتے ہیں۔۔۔ آپ کو اندر

اس لیے آنے دیا کہ ایک تو آپ میری امی کی بہن کے بیٹے ہیں

دوسرے۔۔۔۔ خیر سے آپ ڈاکٹر بھی ہیں۔۔۔۔

اس نے ہاتھ ہلا ہلا کہ ایک ایک لفظ چبا چبا کہ ادا کیا۔۔۔۔۔

اس نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرنے کی کوشش کی۔۔۔

"بری بات ایشو گھر میں آئے مہمانوں سے کوئی ای اس طرح بات کرتا ہے۔۔"

پیچھے کچن سے نکلتی امی نے اسے ٹوکا تھا

تو اس نے زبان دانتوں تلے دے کے خود کو بولنے سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی

آؤ اسامہ بیٹا۔۔۔۔اندر آؤ اس لڑکی کا تو دماغ ہی خراب ہے ہر وقت زبان چلتی رہتی ہے اس کی۔۔۔۔

ساتھ ہی ایک گھوری سے نوازہ گیا تھا۔۔۔

اس نے آنکھیں پھیر لی تھی۔۔۔۔

"چھوڑیں خالہ بچی ہے۔۔۔۔۔"نا سمجھ ہے"

اس نے کرسی پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"ہاں۔۔۔۔۔۔آٹھ دس بچوں کے ابا جی تو تم ہی ہو نا۔۔۔۔۔"

وہ ہاتھ باندھے منہ ہی منہ میں بڑبڑائی ی۔۔۔۔۔

اسامہ نے سن لیا تھا ہنسی ضبط کر کے۔۔۔۔۔شائستہ بیگم کی طرف متوجہ ہو گیا

تھا۔۔۔

کھڑی منہ کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔۔جاؤ۔۔۔بھائی ی کے لیے چائے بنا کے

لاؤ۔۔۔۔

شائی ستہ بیگم کے کہنے پہ اسامہ کے گلے میں جیسے کچھ پھنس گیا تھا۔۔۔

اسے بلاوجہ ہی کھانسی آنے لگی تھی۔۔۔۔

خالہ کچھ تو احساس کریں بچے کی فیلنگز کا۔۔۔۔

وہ سوچ کے رہ گیا بظاہر مسکراتے ہوئے خالہ کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیا۔۔۔۔

وہ پیر پٹھتی ہوئی ی چلی گ ئی کہ کہیں امی پھر نہ روک لے

صبح کی خوبصورت کرنوں نے ہر چیز کو اپنے حصار میں لینا شروع کر دیا تھا

وہی گرمی کی شدت میں بھی اضافہ کیا تھا۔۔۔

وہ اپنا کوٹ درست کرتا ہوا شان سے گاڑی سے نکلا تھا۔۔۔۔

قیمتی گرے رنگ کا تھری پیس سوٹ۔۔۔۔ہاتھوں میں قیمتی

گھڑی۔۔۔۔۔چوڑی پیشانی۔۔۔۔۔ذہانت سے بھرپور

چمکتی۔۔۔۔۔۔آنکھیں۔۔۔۔۔ کھڑی مغرور ناک۔۔۔۔۔چہرے کے ساتھ

چپکی داڑھی۔۔۔۔۔ گھنی مونچھوں کے نیچے دبائے ہونٹ۔۔۔۔۔۔چہرے پہ بلا

کی سنجیدگی سجائے۔۔۔۔وہ لمبا چوڑا شخص۔۔۔۔۔اپنی مخصوص مغرور چال چلتا

ہوا اس وسیع و عریض بلڈنگ کے اندر داخل ہوا۔۔۔۔

ایک وردی میں ملبوس شخص۔۔۔۔۔۔نے اسے دیکھ کے ہاتھ ماتھے کے قریب

لے جا کے سلوٹ مارا تھا۔۔۔۔

اس نے بس سر کو تھوڑا خم کیا تھا۔۔۔۔۔۔

اور پھر۔۔۔۔۔آگے بڑھ گیا تھا۔۔۔۔

آگے۔۔۔۔۔۔ بھی دو تین اور وردی میں ملبوس۔۔۔۔۔اہلکاروں نے اسے

سلیوٹ کیا تھا

وہ سر کو ہولے سے خم کرتا۔۔۔۔۔راہداری عبور کر کے آگے بڑھتا گیا۔۔۔۔

جہاں مختلف بلا گز بنے ہوئے تھے۔۔۔۔

سامنے۔۔۔۔۔راشد منہاس۔۔۔۔۔اور دوسرے شہدا کی تصاویر

آویزاں تھی۔۔۔۔

ساتھ ہی ایک بڑا سا آفس تھا۔۔۔

وہ دروازہ دھکیلتا ہوا اندر بڑھ گیا۔۔۔۔

سامنے ہی کرسی پہ آرمی کی مخصوص وردی میں ملبوس۔۔۔۔۔

ایک ادھیڑ عمر شخص کرسی پہ براجمان تھا

جو اسے دیکھ کہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔

آنے والے شخص نے ہاتھ۔۔۔۔ماتھے کے قریب لے کے جا کے سیلوٹ کیا

تھا۔۔۔۔

پھر ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تھا۔۔۔۔

کیپٹن حیدر۔۔۔۔۔۔شاہ۔۔۔۔۔"

اس شخص نے بھی ہاتھ ملایا تھا

ویلکم۔۔۔۔۔۔میجر حمدان۔۔۔۔۔خان

اس شخص نے بھی اپنا تعارف کروایا تھا۔۔۔۔

بیٹھئیے۔۔۔۔۔

حمدان نے کرسی کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔۔

وہ اس کے مقابل کرسی پہ بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔

"Congract for your success......"

حمدان خان نے مسکرا کہ کہا تھا۔۔۔۔۔

"جتنی تم میں صلاحیتیں تھی مجھے پتہ تھا تم بہت آگے جاؤ گے۔۔۔۔۔"

ایک سال میں جتنے کرائم کیسیس تم نے ڈیل کیے ہیں۔۔۔۔۔میرے اور کسی آفیسر نے نہیں کیے۔۔۔۔۔

مجھے تم پر فخر ہے۔۔۔۔

انہوں نے فخر سے گردن اونچی کر کے کہا تھا

تو وہ بس شکریہ ادا کر کے مسکرا دیا تھا۔۔۔۔

لیکن اب میں تمہیں جو ذمہ داری دے رہا ہوں وہ بہت مشکل ہے لیکن مجھے"

"یقین ہے تم کر لو گے۔۔۔۔

وہ ایک دم سے سنجیدہ ہوئے تھے۔۔۔۔

تو وہ بھی چوکنا ہو گیا تھا حاضر دماغی سے ساری بات سننے لگا تھا۔۔۔

لاہور۔۔۔۔۔۔جہاں اب بہت حد تک محفوظ ہے وہی۔۔۔۔ایک جگہ ایسی"

"ہے جو ابھی بھی جسم فروشی منشیات فروشی کا گڑھ ہے۔۔۔۔

انہوں نے نقشہ کھول کے اس کے سامنے رکھا۔۔۔۔جواب غور سے سن رہا

تھا۔۔۔

"یہ جو جگہ ہے انہوں نے مار کر سے مارک کر کے اسی دیکھائی ی تھی۔۔۔۔"

یہاں ایک خان نام کا غنڈہ ہے۔۔۔۔عرصہ دراز سے اس جگہ پہ اس کا راج"

"ہے۔۔۔۔۔

"اب تمہارا مشن یہ شخص ہے۔۔۔۔"

انہوں نے نقشہ۔۔۔۔۔اس کی طرف بڑھایا۔۔۔۔۔

"کہاں ملے گا سر یہ۔۔۔۔"

اس نے کہنیاں میز پہ ٹکا کہ تشویش بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

وہ بہت خطرناک شخص ہے اسے آج تک کسی نے دیکھا نہیں ہے یہاں تک کہ "
اس کے قریبی لوگوں نے بھی۔۔۔۔۔۔وہ کہاں ہوتا ہے کہاں نہیں کسی کو نہیں
"پتہ۔۔۔۔۔تب ہی وہ ہماری فورسز کے لیے ایک چیلنج ہے۔۔۔۔

ان کے لہجے میں فکر مندی واضح تھی۔۔۔۔۔

"وہ پر سوچ نظروں سے انہیں دیکھتا رہا پھر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔"

i will manage sir.....

اس نے مسکرا کہ ہاتھ ان کی طرف بڑھایا اور سلیوٹ کر کے آفس سے باہر نکل

گیا

دوپہر کی چلچلاتی ہوئی ی دھوپ اوپر سے جولائی ی کی گرمی۔۔۔۔۔پھر سکول کالجز کی چھٹی کا وقت۔۔۔۔مین روڈ سبزی منڈی کا منظر پیش کر رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ دونوں کالج کا یونیفارم پہنے چادر اوڑے۔۔۔۔۔بیگ لٹکائے۔۔۔۔گھر واپس جا رہی تھی۔۔۔۔

اس نے اپنی سائیڈ پاکٹ میں ہاتھ ڈالا اور تین لال لال نوٹ نکالے۔۔۔۔۔

چل ناوہ سامنے۔۔۔۔۔ہوٹل جاتے ہیں۔۔۔۔کوک پی کے جاتے ہیں۔۔۔۔"

اس نے جیسے منت کی تھی۔۔۔۔۔

"اریشہ نے گھور کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔"

میں نہیں جا رہی مجھے پتہ ہے تو وہاں کیوں جا رہی ہے تاکہ تو اس آوارہ لڑکے کا" بل دے سکے۔۔۔۔۔"

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اس نے اسے گھورتے ہوئے۔۔۔۔۔۔ تیزی سے کہا تھا۔۔۔

ہاں بل تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے وہ دس گیارہ بریانی کی پلیٹیں کھاتا"

"ہے۔۔۔۔۔ایک کوک کی بوتل ہی تو پیتا ہے۔۔۔۔۔۔

اس نے برا سا منہ بنایا تھا۔۔۔

کوک کی ایک بوتل بھی چالیس روپے کی ہے۔۔۔۔"اور خود حساب لگاؤ دو"

دن سے تم چالیس روپے کا بل ادا کر رہی ہو آج خیر سے تیسرا دن

ہے۔۔۔۔"بغیر کسی رشتہ داری کے اگر اس نے ہمیں پکڑ لیا تو لینے کے دینے

پڑ جائیں گے کیا سوچے گا پتہ نہیں اور مجھے پورا یقین ہے اب تک تو وہ ہماری ٹوہ

"میں ہو گا

اریشہ نے ایک ایک لفظ چبا چبا کہ ادا کیا۔۔۔۔اور ساتھ ہی اندیشہ بھی ظاہر کیا

اچھا بس اب ذیادہ باتیں مت کرو نا۔۔۔۔کون سا تمہاری جیب سے جاتے"

ہیں پیسے۔۔۔"اور تم تو ایسے کہہ رہی ہو لینے کے دینے پڑ جائے گے جیسے ہم

"کچھ برا کر رہے ہیں ہم تو اس کا بل ادا کرتے ہیں۔۔۔۔

اس نے اب کی بار ماتھے پہ بل ڈال کے اسے ڈانٹا تھا۔۔۔

پھر اسے کہنی سے پکڑ کے تقریباً گھسیٹتی ہوئے سامنے چھوٹے سے کیفے میں لے گئی۔۔۔۔

جہاں کرسیوں پہ مختلف لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔

وہ بھی چپ چاپ ایک میز کے گرد پڑی کرسیوں پہ بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔

اور ہاتھ تھوڑی کے نیچے ٹکا کہ۔۔۔۔۔ادھر ادھر دیکھنے لگی۔۔۔۔

اسے وہ کہیں دیکھائی ہی نہیں دے رہا تھا۔۔۔۔

"ہوگئی تسلی آج نہیں آیا وہ۔۔۔"

اریشہ نے ہاتھ اٹھا کہ اسے کہا تھا۔۔۔

اس کا منہ بن گیا تھا۔۔۔

"اچھا سن تجھے پتہ ہے۔۔۔۔ کل رات کو پھر۔۔۔ ہمارے ادھر چوری"

ہوئی ی۔۔۔۔۔"کیسا منظر تھا توبہ۔۔۔۔۔

اریشہ نے کانوں کے ساتھ ہاتھ لگائے۔۔۔۔۔

وہ بھی بے دلی سے اس طرف متوجہ ہو گ ئی تھی۔۔۔۔۔

"یہ سب یہاں کا ایک جانا پہچانا غنڈہ ہے وہ کر رہا ہے۔۔۔۔بھائی ی کہہ رہے

"تھے وہ بہت خطرناک ہے پولیس بھی اسے ابھی تک پکڑ نہیں پائی ی۔۔۔۔۔

اس نے رازداری سے کہا۔۔۔۔۔۔

اس نے برا سا منہ بنایا وہ غیر دلچسپی سے اس کی بات سن رہی تھی دھیان سارا اس

کرسی کی طرف تھا جہاں روز وہ بیٹھتا تھا۔۔۔۔

"کچھ بھلا سا نام تھا اس کا۔۔۔۔۔"

اریشہ نے دماغ پہ زور ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"خان۔۔۔۔۔"

"ہاں" خان

وہ ایک دم پر جوش ہوئی ی تھی۔۔۔۔

وہ ذبردستی مسکرائی ی تھی۔۔۔۔۔۔

اس نے غائب دماغی سے اس کی بات سنی تھی۔۔۔۔

اور اسی وقت اس کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔۔۔۔

سامنے والی ٹیبل پہ وہ گھنگریالے بالوں والا لڑکا جس نے سفید رنگ کا کرتا پہن رکھا تھا۔۔۔۔کف پیچھے کی طرف موڑے ہوئے سامنے کے بٹن کھولے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کہ عجیب ہی بے نیازی سے آ کے بیٹھا تھا۔۔۔۔

وہ چھوٹا بچہ جو اس دکان کا ملازم تھا۔۔۔۔۔۔بھاگ کے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اریشہ نے اپنی دوست کا کھلا منہ دیکھ کہ گردن موڑ کے دیکھا تو سمجھ گ ئی۔۔۔۔۔

اس نے اس کے چہرے کے سامنے ہاتھ لہرایا۔۔۔۔

جو ابھی تک بس اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

اس کے ہاتھ ہلانے سے ہوش میں آئی ی۔۔۔۔

اسی وقت ملازم نے کوک کی دو بوتلیں ان کے سامنے ٹیبل پہ رکھی۔۔۔۔

وہ چھوٹا بچہ ابھی بھی ہاتھ ہلا کے کچھ کہہ رہا تھا۔۔۔

اور وہ توجہ سے سن رہا تھا۔۔۔۔

اس نے دیکھا تھا اس نے آنکھیں سکیڑ کے اسکی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

اس نے تیزی سے بوتل پکڑ کے منہ کے ساتھ لگالی تھی۔۔۔۔۔

روز جب بھی وہ آتا تھا۔۔۔۔ تو وہ بس پیپسی پی کہ اٹھنے ہی والی ہوتی تھی۔۔۔۔۔

اور وہ اس ویٹر کو ایڈوانس ہی اس کی ایک بوتل کا بل ادا کر کے بھاگ جاتی

تھی۔۔۔

دو دنوں سے وہ یہ ہی کر رہی تھی۔۔۔۔"لیکن وہ پکڑی نہیں جاتی تھی۔۔۔۔"

لیکن آج ایک تو وہ آیا لیٹ تھا اوپر سے وہ اسے دیکھنے میں ایسی محو ہوئی ی تھی کہ

اٹھ کہ بھاگ بھی نہیں سکی تھی۔۔۔۔

اریشہ بھی سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

جواب بیگ اٹھا کہ بس بھاگنے کو تیار تھی

اس نے بھی پوزیشن سنبھال لی تھی۔۔۔۔اسے بھی تو بھاگنا تھا۔۔۔۔

اسے یقین تھا وہ پکڑی گ ئی ہیں۔۔۔۔

کیونکہ وہ بندہ اٹھ کہ اب انہیں کی طرف ہی آرہا تھا۔۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ دم دبا کہ بھاگتی۔۔۔۔۔وہ ان کے سر پہ پہنچ آیا تھا۔۔۔۔۔

اریشہ تو بوکھلا کہ یہاں وہاں دیکھنے لگی

اس نے تو سختی سے آنکھیں مینچ لی۔۔۔۔۔

اس لڑکے نے قریب آ کہ ٹیبل کو زور سے بجایا تھا۔۔۔۔

اریشہ نے ڈرتے ڈرتے۔۔۔۔۔اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

جس کے ماتھے پہ بل واضح تھے

دوسری لڑکی نے دھیرے سے آنکھیں کھولی۔۔۔

وہ ایک ہاتھ ٹیبل پہ ٹکا کہ بالکل اس کے قریب کھڑا تھا۔۔۔

محترمہ آپ دونوں کون ہے۔۔۔"اور دودن سے میرا بل کیوں ادا کر رہی"

ہیں۔۔۔؟

اس نے سرد مہری سے مگر آہستہ آواز میں کہا تھا۔۔

اریشہ نے۔۔۔۔۔بے بسی سے اپنی کم عقل دوست کو دیکھا۔۔۔۔دل تو اس کا

چاہ رہا تھا ایک دو تھپڑ پہلے اس کو پھر خود کو رسید کرے۔۔۔۔

جو اگر وہ دو دن سے یہ عنایت کر ہی رہی تھی تو آج انہوں نے پکڑے جانا تھا پھر

وہ کیوں اپنی بربادی کے انتظار میں بیٹھی رہی۔۔۔

وہ ہم آپ کا بل۔۔۔۔اس لیے ادا کرتے رہے ہیں کیونکہ۔۔۔۔"

وہ تھوڑی دیر سوچنے کو رکی۔۔۔۔

وہ ابرو اچکا کہ اسے دیکھنے لگا۔۔۔

کیوں کہ۔۔۔۔۔آپ میری دادی کے بھائی ی کے بیٹے کی طرح لگتے"

ہیں۔۔۔۔۔اور وہ مر گیا ہے۔۔۔۔۔اس کی یاد میں۔۔۔۔۔۔

کہتے کہتے داد طلب نظروں سے اریشہ کی طرف دیکھا۔۔۔۔

جو سر تھام کے بیٹھی ہوئی ی تھی۔۔

"آج تو یہ اسے مروا کے چھوڑے گی۔۔۔۔۔"

"کیا۔۔۔۔۔"

وہ الجھن بھرے لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔

"وہ میرا مطلب ہم آپ کا بل اس لیے ادا کرتے ہیں کیونکہ آپ وہ شکل سے

غریب لگتے ہیں۔۔۔۔"

تو ہم بس اسی لیے اللہ کے نام پہ بل ادا کرتے ہیں۔۔۔۔۔

وہ بوکھلا گئی تھی جو کچھ ذہن میں آرہا تھا بولتی جارہی تھی۔۔۔۔۔

"آپ کو میں شکل سے اتنا غریب لگتا ہوں کہ میں ایک کوک کی بوتل افورڈ نہیں"

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"کر سکتا۔۔۔۔۔

اس نے طنزیہ لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

آواز میں ابھی تک وہی رعب تھا۔۔۔۔

اریشہ بس بے بسی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔شکل سے اور حلیے سے تو آپ۔۔۔۔۔۔"

ٹھیک ہے۔۔۔۔"

اریشہ نے اس کی بات کاٹ دی۔۔۔۔

اسے پتہ تھا وہ کوئی ی نیا شوشا چھوڑ دے گی۔۔۔۔۔۔

"آپ لوگ یونہی مردوں کا بل ادا کرتی رہتی ہیں۔۔۔۔۔"

اس کا لہجہ اب کی بار سخت تھا۔۔۔۔۔

اس نے گردن موڑ کے ایک نظر اس کا چہرہ دیکھا تھا

پھر سوچا تھا اور جب اسے بات کی سمجھ آئی ی تھی تو وہ تیش میں آ کے اٹھ کھڑی

ہوئی ی۔۔۔۔۔

ایک منٹ محترم آپ اتنا بھڑک کس خوشی میں رہے ہیں۔۔میں نے بل ہی ادا"

"کیا ہے آپ کا کون سا یہ گلاس آپ کے سر پہ دے مارا ہے۔۔۔۔۔

وہ اونچی آواز میں بولی تھی۔۔۔۔۔

سب لوگ ادھر متوجہ ہو گئے تھے۔۔۔

اریشہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی ی تھی۔۔۔۔

وہ ہاتھ باندھ کے بس اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

ہاں دیا ہے بل پولیس کے حوالے کر دو ہمیں۔۔۔۔۔عزت تو راس ہی نہیں"

ہے۔۔۔۔۔"

وہ اونچی آواز میں کہتی ہوئی ی بیگ اٹھانے لگی۔۔۔۔

"وہ کچھ دیر اسی پوزیشن میں کھڑا اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔"

وہ جانتا تھا اس سے جواب نہیں بن پا رہا تھا اس لیے وہ مصنوعی غصہ دیکھا کے

معاملہ رفع دفعہ کرنا چاہ رہی تھی۔۔۔۔

وہ سر ہلاتا ہوا واپس اپنی کرسی پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔"

چل اریشہ جلدی۔۔۔۔

اس نے تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑا اور باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔۔۔۔۔

باجی بل۔۔۔۔

بچے نے اس سے بل مانگا۔۔۔۔تو اریشہ نے سائیڈ پاکٹ میں ہاتھ ڈالا۔۔

اوئے چھوٹو رہنے دو۔۔۔۔۔۔ان کا بل میں دوں گا۔۔۔۔۔میں کسی کا قرض "نہیں رکھتا۔۔۔۔۔۔

اس نے سگریٹ لبوں میں دباتے ہوئے کہا۔۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے انہی سے ہی لے لینا۔۔۔اچھا ہے ہمارا 80 روپے بچ جائیں "گے۔۔۔۔

اس نے دھیرے سے اریشہ کو ٹوکا۔۔۔۔اور اس کا ہاتھ پکڑ کے تیزی سے باہر

نکل گ ئی۔۔۔

"""پاگل لڑکیاں"

اس نے سر جھٹک دیا۔۔۔۔

وہ دونوں جیسے ہی اس ہوٹل سے جان بچا کہ نکلی۔۔۔۔۔

اریشہ کی ہمت اور صبر دونوں جواب دے گ ئی۔۔۔۔۔

وہ طیش سے اس کی طرف پلٹی جس کے چہرے پہ بلا کا اطمینان تھا۔۔۔۔

"پڑھ گ ئی تمہارے کلیجے میں ٹھنڈ۔۔۔۔"

اس نے تپش بھری نظریں اس کے چہرے پہ گاڑھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"ہاں کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔؟"

اس نے لاپروائی ی سے کہا۔۔۔۔۔

وہ اس وقت۔۔۔۔۔۔ایک کچی سی گلی میں کھڑی تھی جہاں سے اکا دکا لوگ گزر

رہے تھے۔۔۔۔۔

کیا اس سے بھی زیادہ کچھ ہوتا اشنال کیا یہ جو بھی ہوا وہ کم تھا۔۔۔؟ کیسی"

"بات بول کے گیا ہے وہ؟

وہ صدمے کے زیر اثر آنکھیں پھاڑ کے اسے دیکھ رہی تھی جو اس سب کو اتنا

نارمل سمجھ لی رہی تھی

اور کیا تیرے ماموں چاچے کو گالیاں تھوڑی نا دی ہے اس نے جو اتنا بھڑک"

"رہی ہو۔۔۔نارمل ساری ایکشن تھا۔۔۔

اس نے برا سا منہ بنا کہ کندھے اچکا دیئے۔۔۔۔

"اس میں اتنی ہمت نہیں تھی۔۔۔"

وہ تیڑھا سا منہ بنا کہ چلنے لگی۔۔۔

"ہمت تو اس میں بہت تھی۔۔۔"

اس نے ایک آنکھ دبا کہ کہا۔۔۔

تو اریشہ نے محظ گھورنے پہ اکتفا کیا۔۔۔۔۔

"لیکن بات کرتے ہوئے لگ بڑا کیوٹ رہا تھا۔۔۔۔"

وہ جیسے پھر وہی کھوگ ئی تھی۔۔۔۔

ایشو۔۔۔ کیا ہو گیا ہے کب سے میں دیکھ رہی ہوں۔۔۔۔۔ تو اس بندے کی"

بڑی تعریفیں کر رہی ہے۔۔۔۔"؟

اس نے تفتیشی لہجے میں کہتے ہوئے جانچتی ہوئی ی نظروں سے اسے

دیکھا۔۔۔۔

جس کے چہرے پہ خوشی کے رنگ بکھرے ہوئے تھے۔۔۔۔

خیریت تو ہے نا۔۔۔۔۔۔

اس نے شکوک و شبہات سے اسے دیکھتے ہوئے کہا

"خیریت ہی تو نہیں ہے۔۔۔۔"

اس نے مڑ کے اریشہ کے گال کو مسکرا کے چھوا۔۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اشنال کا گھر آ گیا تھا وہ اس طرف جانے لگی۔۔۔۔۔

اسی لمحے اریشہ نے اشنال کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔۔"

نہیں ایشو ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔وہ اپنے حلیے سے ہی بدمعاش لگتا"

"ہے۔۔۔۔۔

اس نے بے بسی سے کہتے ہوئے۔۔۔اشنال کی کلائی ی پکڑ کے اسے روکنا

چاہا۔۔۔۔

"تب ہی تو اچھا لگتا ہے۔۔۔۔"

اس نے مسکرا کہ اپنی کہنی چھڑوائی ی۔۔۔۔۔

"ایشو بہت غلط کر رہی ہو تم"

وہ اب اس سے دور جا رہی تھی۔۔۔۔اس نے پیچھے سے ہانک لگائی ی

تھی۔۔۔۔۔

"اپنی مرضی سے"۔۔۔۔۔"

اس نے بھی پلٹ کے قدرے اونچی آواز میں کہا تھا۔۔۔ پھر دروازہ کھول کے

اپنے گھر کے اندر گھنس گ ئی تھی۔۔۔

"اور اریشہ بس بے بسی سے اسے جاتے دیکھ کہ رہ گ ئی۔۔۔۔۔۔"

وہ جانتی تھی اب اس نے کسی کی نہیں سننی ہے۔۔۔۔۔

اس لیے مرے مرے قدموں سے اپنے گھر کی جانب چلنے لگی۔۔۔۔۔۔

شہر کا یہ مصروف ترین علاقہ رات کے اس پہر سنسان پڑا تھا۔۔۔۔۔ باہر صرف

کتوں کے بھونکنے کی آوازیں تھی۔۔۔۔۔

سڑک بالکل سنسان پڑی تھی۔۔۔۔

اس جگہ کی وہ عمارتیں۔۔۔۔۔ جن کے اندر۔۔۔۔۔ جرائی م پیشہ افراد کے

بڑے بڑے ریکارڈز دفن تھے۔۔۔۔۔۔

اور یہ کرپٹ مافیہ۔۔۔۔۔۔۔ کسی کو دینے پہ تیار نہ تھے۔۔۔۔۔ بڑے پر سکون

انداز میں۔۔۔۔۔ ان عمارتوں کو بڑے بڑے تالوں کی نظر کر کے۔۔۔۔۔ بستر

میں دبک کے خواب خرگوش کے مزے لوٹنے میں محو تھے۔۔۔۔

بظاہر یہ عمارتیں عام شاپنگ مال یا پلازہ۔۔۔۔ تھی۔۔۔ لیکن درحقیقت یہ

۔۔۔۔ان جرائم پیشہ افراد کے تمام ریکارڈ کا گڑھ تھی جو بڑے بڑے پولیس

اسٹیشن سے غائب کر کے یہاں چھپا دیا جاتا تھا کہ تمام ایجنسز اس سے دور

رہیں۔۔۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم۔۔۔۔ تول تول کے دھیان سے اٹھاتا۔۔۔۔ ساتھ ہی

ایک تفتیشی نگاہ ارد گرد پہ ڈالتا۔۔۔۔۔ کندھے پہ بیگ لٹکائے ایک بڑی سی

عمارت کی طرف بڑھ رہا تھا

آنکھیں کسی شیر کی طرح تیزی سے یہاں وہاں گھماتا رومال سے آدھا چہرہ

ڈھانپ رکھا تھا۔۔۔۔۔

دھیان سے یہاں وہاں دیکھتے ہوئے۔۔۔۔اس عمارت کے بالکل قریب پہنچ

گیا تھا۔۔۔

اس نے دیکھا تھا کرسی پہ بیٹھا سکیورٹی گارڈ نیند کے مزے لوٹ رہا تھا۔۔۔

اس نے مسکرا کے اسے ایک نظر دیکھا

پھر بیگ سے ایک چھوٹی سی بوتل نکالی۔۔۔۔۔اور اس کے ارد گرد اسپرے کی

پھر عقاب جیسی نظریں اطراف پہ گاڑھتے ہوئے۔۔۔۔

اس کی پینٹ کے جیب میں ہاتھ ڈالا اور چابیوں کا گچھا اس کے ہاتھ میں

تھا۔۔۔۔

وہ پارکنگ میں سے ہوتا ہوا جہاں گھپ اندھیرا تھا سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر کی

جانب گیا۔۔۔۔

جہاں بڑے سے دروازے پہ بڑا سا تالا لگا تھا۔۔۔۔

اس نے ایک نظر۔۔۔۔چابیوں کے اس کے گچھے کو دیکھا۔۔۔۔۔جس

میں تقریباً سولہا یا سترہ چابیاں تھی۔۔۔

ایک چابی ڈھونڈنے میں کم از کم۔۔۔۔پانچ سے دس منٹ لگنے تھے۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اس نے ہونٹ چباتے ہوئے۔۔۔۔۔۔ سوچا تھا۔۔۔۔۔۔

اور اس کے پاس تھے ہی دس سے بیس منٹ۔۔۔۔اس کے بعد سکیورٹی گارڈ کو

ہوش آجانا تھا۔۔۔۔

اس نے تالے کو ہاتھ میں پکڑا۔۔۔۔اس کا جائزہ لیا۔۔۔۔ پھر چابیوں کو

دیکھا۔۔۔۔ پھر اندازے سے ایک چابی لگائی ی۔۔۔۔

تالا کھل گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ چاہتا تو۔۔۔۔۔۔تالا توڑ بھی سکتا تھا لیکن وہ اپنے کسی عمل سے بھی یہ ظاہر

نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ ان کے کمپیوٹر تک رسائی ی حاصل کر چکا ہے۔۔۔۔۔۔

اگر انہیں اس چیز کا علم ہو جاتا تو یہ بات خان کے علم میں بھی آجاتی اور ایسا وہ چاہتا

نہیں تھا۔۔۔۔۔

دروازہ تھوڑی سی آواز پیدا کرتا ہوے کھل گیا۔۔۔

اندر تمام لائیٹس آف تھی اس نے لائیٹ آن کرنے سے پرہیز کیا تھا۔۔۔۔

اور اپنے بیگ کو نیچے زمین پہ رکھا اس میں سے ایک نقشہ اور ٹارچ نکالی۔۔۔۔

ٹارچ آن کر کے نقشے پہ لگائی ی۔۔۔۔

پھر نقشہ فولڈ کر کے بیگ میں ڈالا۔۔۔۔

اور اب اس کا رخ اس کمرے کی طرف تھا۔۔۔۔

اب کی بار اس نے تالے کا جائی زہ لیا۔۔۔۔

چابی لگائی ی تالا نہیں کھلا تھا۔۔

دوسری بار۔۔۔۔۔۔اور پھر تیسری بار۔۔۔۔۔

آخر تالا کھل گیا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ اس چھوٹے سے کمرے کے اندر گیا تھا جو دوسری دکانوں سے ہٹ کے بنایا گیا تھا۔۔۔۔

زمین پہ بچھی قالین کو ٹھوکر ماری تھی۔۔۔۔

اور اسے اپنی مطلوبہ جگہ مل گ ئی تھی۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

قالین اٹھائی ی تھی تو سامنے ایک چھوٹا سا دروازہ تھا۔۔۔۔

اس نے دوسرے جیب میں ہاتھ ڈالا تو کل رات چوری کی ہوئی ی ڈپلیکیٹ چابی

نکال کے لگائی ی۔۔۔تالا کھل گیا وہ سڑھیاں اترتا ہوا نیچے اترا۔۔۔۔

ٹارچ کی مدھم روشنی میں صرف کمپیوٹر نظر آتے تھے

وہ اپنے مطلوبہ کمپیوٹر کے سامنے بیٹھا پھر سائی یڈ پاکٹ سے یو ایس

بی۔۔۔۔۔نکالی۔۔۔۔۔اور کمپیوٹر کے ساتھ فٹ کی۔۔۔

پھر کچھ فائی لز پہ کلک کیا تو ڈیٹا ٹرانسفر ہونے لگا۔۔۔

وہ وہی کرسی کے ساتھ سر ٹکا کہ بیٹھ گیا۔۔۔۔

گھڑی پہ ٹائی م دیکھا اس کے پاس صرف ایک منٹ تھا۔۔۔۔

اس نے سائی یڈ پاکٹ میں ہاتھ ڈالا ایک سفید چالک اس کے ہاتھ میں

تھا۔۔۔۔اس نے اٹھ کہ دیوار پہ مار خور لکھا۔۔۔۔۔ساتھ ایک سمائی لی بنایا

اور واپس کرسی پہ آکے بیٹھ گیا۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

جب تک وہ یہاں پہنچے گے تب تک وہ خان تک پہنچ چکا ہو گا اسے یقین تھا۔۔۔۔

آخر فائی لز ٹرانسفر ہوئی ی اس نے یو ایس بی نکال کے جیب میں ڈالی رومال سیٹ کیا۔۔۔۔

اور تیزی سے اس چھوٹے سے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔ قالین درست کی۔۔۔

اور دھیان سے ادھر ادھر دیکھتا دروازے کو لاک کر کہ باہر نکل آیا۔۔۔
ایک الوداعی نگاہ کرسی پہ اونگھتے ھوئے سیکیورٹی گارڈ پہ ڈالی اور آگے بڑھ گیا۔۔۔۔

موسم گرما کی اس تپش بھری دوپہر میں۔۔۔۔ وہ اکیلی ہی اس مصروف سڑک سے۔۔۔۔۔ گزر رہی تھی۔۔۔۔ آنکھوں میں اداسی تھی۔۔۔

آج صبح جب وہ اریشہ کو بلانے گ ئی تھی تو اس نے کالج چلنے سے ہی انکار کر دیا

تھا۔۔

یہ اس کی ناراضگی کا ایک انداز تھا۔۔۔

وہ اس کی الٹی سیدھی حرکتوں سے ویسے بھی پریشان ہو چکی تھی۔۔۔

اور یہ بندہ تو اسے ویسے بھی پسند نہیں تھا۔۔۔۔

اس نے خالی خالی نظروں سے اس ہوٹل میں اپنی اور اریشہ کی کرسی کو دیکھا۔۔۔

تو نظر بھٹکتی ہوئی ی۔۔۔۔۔اس کرسی پہ چلی گ ئی جہاں وہ اپنا والٹ

۔۔۔۔ٹیبل سے اٹھاتا موبائ ل کان کے ساتھ لگائے۔۔۔۔۔۔مین دروازہ

کراس کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا

اشنال کی آنکھوں میں چمک ابھری۔۔۔۔

وہ بے دھیانی میں ھی اس گھنگریالے بالوں والے لڑکے کے پیچھے چلنے

لگی۔۔۔۔۔۔

جو آج قدرے بہتر حلیے میں تھا۔۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

چہرے پہ بے زاری سجائے۔۔۔۔۔

وہ فٹ پاتھ پہ پیدل ہی چلنے لگا۔۔۔۔۔

اشنال بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چلنے لگی۔۔۔۔

چہرہ اس نے ڈھانپ لیا تھا۔۔۔۔۔

وہ اونچی اونچی آواز میں کسی کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا

اشنال کو اس کی باتوں کی آواز نہیں آ رہی تھی۔۔۔۔

اس کی پیٹھ اشنال کی طرف تھا۔۔

اسے پتہ ہی نہیں چلا کب یہ سنسان علاقہ شروع ہو گیا تھا۔۔۔۔

اب وہ تھوڑا گھبرانے لگی تھی

یہ علاقہ جنگل جیسا معلوم ہوتا تھا اونچے اونچے درخت جھاڑیاں۔۔۔۔

تو کیا یہ سچ میں بد معاش ہے۔۔۔۔؟ وہ تو صرف یہاں اریشہ کو غلط ثابت کرنے "

"آئی تھی۔۔۔۔۔ لیکن وہ یہاں آ کے پھنس گئی تھی۔۔۔۔۔

کسی کے موجودگی کے احساس پہ اس نے پلٹ کے دیکھا تھا۔۔۔

وہ پیڑ کے پیچھے چھپ گئی تھی

وہ آگے بڑھ گیا تھا۔۔۔

وہ بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چلنے لگی۔۔۔۔۔

آگے ایک بوسیدہ سا دروازہ جس کے سامنے دو تین اسلحے سے لیس ڈراؤنی

شکلوں والے۔۔۔۔۔۔ مرد کھڑا تھے۔۔۔۔۔

خان۔۔۔۔۔ آج زیادہ لیٹ ہو گئے ہیں آپ۔۔۔۔۔۔ ہم پریشان ہو"

"گئے تھے۔۔۔۔۔۔ خیریت تو تھی نا۔۔۔۔۔

ایک نے ذرا متفکر لہجے میں اس کا نام لیا۔۔۔۔۔

تو پیڑ کے پیچھے چھپ کے کھڑی۔۔۔۔۔ اشنال کے طوطے اڑ گئے۔۔۔۔۔

اریشہ کی ساری باتیں جو وہ کسی خان نامی غنڈے کے بارے میں سناتی

تھی۔۔۔۔۔

ذہن میں گردش کرنے لگی۔۔۔۔۔

"خان۔۔۔۔۔"

اس کے منہ سے گھٹی گھٹی آواز نکلی۔۔۔۔۔

خان۔۔۔۔۔وہ رات کوائی یرپورٹ پہ جو ڈرگز بھیجے تھے وہ بندہ پکڑا گیا ہے"

"اور حراست میں ہے مجھے ابھی ہی اطلاع ملی ہے۔۔۔۔۔

اشنال نے واپس جانے کے لیے قدم موڑے ہی تھے۔۔۔۔

کہ یہ الفاظ اس کے کانوں میں پڑے۔۔۔۔۔۔

اس نے پلٹ کہ دیکھا۔۔۔۔۔ایک موٹا تازہ مرد خان کے پاس کھڑا عجلت

بھرے اور پریشان لہجے میں اسے بتا رہا تھا۔۔۔۔۔

"میں نے آپ کو پہلے ہی کہا تھا سکیورٹی سخت ہے وہاں۔۔۔۔۔"

اس نے ڈرے ڈرے لہجے میں آہستہ سے کہا۔۔۔۔۔۔

اشنال نے دیکھا خان کے تاثرات بدلے تھے۔۔۔۔

''اس نے اسے گریبان سے پکڑا تھا۔۔۔۔۔''

کتنی بار کہا ہے مجھے نصیحت مت کیا کر مجھے خان کہتے ہیں۔۔۔۔۔میں سب

سنبھال لوں گا۔۔۔۔۔''

وہ لال آنکھوں سے کہتا اسے دور پھینکتا۔۔۔۔

اندر چلا گیا۔۔۔۔

اشنال کتنی ہی دیر وہی بت بن کے کھڑی رہی جب ہوش آیا تو پھر تیزی سے گھر

کی طرف بھاگی۔۔

اچھی بات یہ تھی کہ اشنال کو راستے یاد رہ جاتے تھے۔۔۔۔۔

اگلے دن۔۔۔۔۔کالج کی چھٹی کے بعد۔۔۔۔۔اریشہ اور وہ دونوں کالج سے

ساتھ نکلی تھی۔۔۔۔

اریشہ کالج آنے پہ رضامند تو ہو گئی تھی لیکن ابھی بھی اس سے کھنچی کھنچی

تھی۔۔۔

اشنال نے بھی ذیادہ بات نہیں کی تھی وہ بھی صبح سے ہی کچھ سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔

"آج نہیں جاؤ گی کیفے۔۔۔۔"

چلتے چلتے اریشہ نے ہی بات کا آغاز کیا۔۔۔۔۔

کل ہونے والے قصے کے بارے میں۔۔۔۔۔اس نے اریشہ کو کچھ نہیں بتایا تھا کہ وہ ہی بندہ خان ہے۔۔۔۔۔

وہ کیسے خود کو غلط کہہ سکتی تھی۔۔۔۔

"جاؤں گی نا کیوں نہیں جاؤں گی۔۔۔۔"

اس نے لاپرواہی سے ناراضگی بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔

مجھے لگا تھا کہ۔۔۔۔۔تمہارے سر سے بھوت اتر گیا ہو گا۔۔۔۔۔ابھی" "تک۔۔۔۔۔

لیکن تم باز آنے والے لوگوں میں ہو ہی نہیں۔۔۔۔۔لیکن میں آج ہرگز

تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی مجھے ذلیل ہونے کا کوئی شوق نہیں۔۔۔

وہ تیزی سے کہتی ہوئی نظریں پھیر گئی۔۔۔۔

کوئی ذلیل نہیں کر رہا وہ ہمیں۔۔۔۔ تمہیں نہیں جانا تم نہ "

جاؤ۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ تم یہاں پانچ منٹ کھڑی رہ کہ دیکھنا۔۔۔۔وہ خود

"میرے پیچھے آئے گا۔۔۔۔

میں خود تیاری کر کے آئی ہوں ساری۔۔۔۔

اس نے فخر سے کہہ کے اریشہ کی طرف دیکھا جو تاسف سے اپنی بے وقوف

دوست کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

جو پتہ نہیں کیا کرنے والی تھی۔۔۔۔

وہ شیشے کے دروازے کے باہر کھڑی اسے دیکھ رہی تھی جو اندر اس کی ٹیبل کی

طرف جا رہی تھی۔۔۔

وہ اس کے قریب جا کے اعتماد سے کھڑی ہو گئی۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اس نے موبائل پہ کچھ ٹائپ کرتے کرتے سر اٹھا کہ دیکھا۔۔۔۔

آنکھوں میں تمسخر ابھرا۔۔۔

پھر الجھن پھر غصہ۔۔۔۔۔

"بیٹھ جاؤں یہاں۔۔۔۔۔"

اس نے دونوں ہاتھ کرسی پہ جماتے ہوئے کہا۔۔۔

"اس نے ایک نظر اسے دیکھا۔۔۔" پھر نفی میں سر ہلایا۔۔۔"

دور کھڑی اریشہ غور سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہی تھی۔۔۔

"کیوں۔۔۔۔۔"

اس نے ایک ابرو اٹھا کہ کہا۔۔۔۔

کیوں کہ میری۔۔۔ڈھیٹ لوگوں کے ساتھ زیادہ بنتی نہیں ہے۔۔۔" چلو"

"جاؤ یہاں سے۔۔۔کوئی اور ڈھونڈو۔۔۔

اس نے جیسے ناک پر سے مکھی اڑائی ی۔۔۔

کیوں اپنے جیسے بد معاشوں کے ساتھ بنتی ہے ٹھیک ہے تم۔۔۔۔۔نہیں بیٹھ "

"کے بات کرنا چاہتے تو میں سب کو بتا دیتی ہوں کہ۔۔۔۔۔تم ہی۔۔۔۔۔

اس نے ایک ابرو سوالیہ انداز میں اٹھایا۔۔۔۔

وہ اس کی بات نہیں سمجھ پا رہا تھا۔۔۔۔

کہ تم ہی۔۔۔۔۔"خان"۔۔۔۔۔ہو۔۔۔۔

اس نے تقریباً رازداری سے کہا تو وہ گنگ رہ گیا۔۔۔۔۔

اور منہ کھول کے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

وہ مسکرا کہ کہتی ہوئی دوسری طرف کا دروازہ کھول کے باہر نکل

گئی۔۔۔۔۔

ایک سیکنڈ لگا تھا اور وہ گھنگریالے بالوں والا لڑکا بھی اس کے پیچھے بھاگا تھا۔۔۔۔

اریشہ نے آنکھیں مل کے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اس نے جھانک کے بیک ڈور کی طرف دیکھا دونوں غائب تھے۔۔۔۔۔

یااللہ خیر یہ کیا کر رہی ہے کہاں چلی گ ئی ہے۔۔۔۔" ابھی تو یہی تھی"

"۔۔۔۔۔" اس گیٹ سے کیوں نہیں نکلی۔۔۔۔

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی۔۔۔۔۔ اس طرف اسے ڈھونڈنے لگی جہاں سے وہ نکلی تھی۔۔۔۔۔

جہاں اب اس کا کوئی ی نام ونشان نہیں تھا۔۔۔۔

اس نے سر تھام لیا۔۔۔۔۔۔

"کہاں چلی گ ئی ہے انکل آنٹی کو کیا جواب دوں گی۔۔۔۔"

سوچ سوچ کے ہی اس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔۔۔۔

شاید گھر چلی گ ئی ہو

ایک مبہم امید دل میں لیے اس نے قدم گھر کی جانب بڑھا دی ئے۔۔۔۔۔

فور بھی فور میں چلتے اے سی کی کولنگ نے۔۔۔۔۔ گرمی کی شدت میں کمی کر دی تھی۔۔۔۔۔ اور ساتھ ہی گاڑی میں حبس بھی کر دی تھی۔۔۔۔

ڈرائیونگ سیٹ پہ۔۔۔۔۔۔وہ تنے ہوئے اعصاب کے ساتھ اسٹیرنگ پہ ہاتھ جمائے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔۔

چہرے کی رگیں تنی ہوئی سی تھی۔۔

ساتھ والی سیٹ پہ وہ اطمینان سے چپس کھانے میں مصروف تھی۔۔۔

اسے اس طرح کھاتے دیکھ کہ۔۔۔۔۔اسے اس پہ غصہ آرہا تھا مگر وہاں پرواہ کسے تھی۔۔۔

"اگر تمہارا کھانا پینا ختم ہو گیا ہو۔۔۔۔۔تو ہم کام کی بات کریں۔۔۔"

اس نے اسے گھور کے دانت پیس کے کہا۔۔۔۔۔

"کیوں نہیں کریں آپ بات شروع۔۔۔"

اس نے آخری چپس منہ میں ڈال کے جیسے اس پہ احسان کیا تھا۔۔۔

"تمہیں کیسے پتہ۔۔۔۔۔کہ میں ہی خان ہوں۔۔۔"

اس نے ایک ابرو اٹھا کہ پوچھا۔۔۔

''بس اپنا اپنا ٹیلنٹ ہوتا ہے۔۔۔''

اس نے فرضی کالر جھاڑے۔۔۔۔۔

بکواس نہیں میرے ساتھ سیدھی بات کرو۔۔۔۔

اس نے غصے سے کہا تو اس کا منہ بن گیا۔۔۔۔

''کل پیچھا کیا تھا آپکا۔۔۔۔۔۔''

تب پتہ چلا۔۔۔۔

اس نے منہ باہر شیشے کی طرف پھیر کے نروٹھے پن سے کہا۔۔۔۔۔

کس خوشی میں کیا پیچھا تم نے میرا۔۔۔۔''۔''

اس نے سختی سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

''بس میں نے تو مستی سے کیا تھا مجھے نہیں پتہ تھا کہ آپ خان ہے۔۔۔۔''

اس نے اب رخ اس کی طرف موڑا تھا۔۔۔

کیا بار بار خان خان لگائی ی ہوئی ی ہے اعلان کروادو جا کے۔۔۔۔'' پتہ''

نہیں چاہتی کیا ہو۔۔۔؟

دل چاہتا ھے یہ سارا کا سارا ریوالور تم پہ خالی کر دوں پر کیا کروں تم عورت ہو یہ بھی نہیں کر سکتا۔۔۔۔

اس نے ذور سے ہاتھ کا مکا بنا کہ اسٹیر نگ پہ مارتے ہوئے اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔۔

تو اشنال نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

پھر سائیڈ پہ رکھے بیگ میں کچھ تلاشنے لگی۔۔۔

وہ چہرہ باہر کی طرف موڑے۔۔۔۔۔بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

خبردار جو ایسی بات سوچی بھی تم نے۔۔۔۔یہاں سے زندہ باہر نہیں نکلو "گی۔۔۔۔"

اس نے اس کی للکار پہ پلٹ کہ دیکھا تو ششدرہ گیا۔۔۔۔

اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا نوکیلا چاقو تھا چہرے پہ غیض وغضب کے تاثرات

سجائے اسے گھور رہی تھی۔۔۔۔۔

یعنی تم مجھے جسے قتل وغارت کی وجہ سے ایک دنیا جانتی ہے۔۔۔۔۔۔ مجھے اس "

"کھلونے سے ڈرا رہی ہو۔۔۔۔۔۔

اس نے اس کے ہاتھ میں پکڑے چاقو کو گھورا پھر طنزیہ مسکرایا۔۔۔۔

اس کے اعتماد میں کمی آئی ی۔۔۔۔

اچھا چلو ایک ڈیل کرتے ہیں میں خان ہوں یہ تم جانتی ہو یا میں جانتا"

ہوں۔۔۔۔۔ تم میری اس بات کو چھپاؤ۔۔۔۔۔۔ تم مجھ سے جتنی بار زندگی

میں مدد مانگو گی۔۔۔۔۔ کروں گا۔۔۔۔۔ ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کہ اس کے ہاتھ

سے چاقو لیا۔۔۔۔۔

اگر زیادہ اپنی اوقات پہ اترنے کی کوشش کی نا۔۔۔ تو ذرا لوگوں سے پوچھ لینا"

"خان کے ساتھ خوشیاری کرنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔۔۔۔۔

اسے سختی سے تنبیہ کیا تھا۔۔۔۔۔

وہ خون کے گھونٹ بھر کے رہ گ ئی۔۔۔۔بولی کچھ نہیں گاڑی سے صحیح سلامت بھی تو نکلنا تھا۔۔۔

ایک دفعہ گاڑی سے صحیح سلامت نکل جاؤ ں پھر تمہیں بتاؤ ں گی میں کون ہوں۔۔

"مجھے منظور ہے۔۔۔۔"

دل ہی دل میں سوچتے اس نے کہا تھا۔۔

"آؤٹ۔۔۔۔"

لاک دروازہ کھلا تھا اس نے سکھ کا سانس لیا تھا۔۔۔

"چپس کے لیے شکریہ۔۔۔۔"

اس نے گھوم کے اس کی طرف آ کے کہا۔۔۔۔۔

شکریہ اس کام کے لیے کہا جاتا ہے جو انسان۔۔۔۔اپنی خوشی اور رضامندی" سے کرے۔۔۔۔اور میں نے گدھے کو باپ بنایا ہے۔۔۔۔مجھے اپنی حق

حلال کی مزدوری کے اسی روپے بھی بہت عزیز ہیں جو تم پہ ضائع کیے میں نے

لہازہ۔۔۔۔۔۔ شکریہ کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔

ایک ایک لفظ چبا چبا کے ادا کرتا وہ ذن سے گاڑی بھگا لے گیا۔۔۔۔۔

"ہوں کنجوس بدمعاش نک چڑا۔۔۔۔۔"

اسے دل ہی دل میں گالیوں سے نوازتی۔۔۔۔۔ وہ بیگ کندھے پہ درست

کرتی۔۔۔۔

آگے بڑھ گ ئی۔۔۔۔۔۔ گھر والوں کو بھی گھر دیر سے پہنچنے کا جواب دینا تھا

اس سے پھر نبٹوں گی۔۔۔۔۔

صبح کی سنہری دھوپ۔۔۔۔۔۔ دھیرے دھیرے اس بڑے سے گھر کے

چھوٹے سے برآمدے میں۔۔۔۔۔۔ پھیل رہی تھی۔۔۔۔۔ کچن سے برتنوں

کے آپس میں ٹکرانے کی آوازیں کسی ہتھوڑے کی طرح اس کے دماغ پر برس

رہی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ جو صبح لان میں ذرا۔۔۔۔۔سکون کی غرض سے آبیٹھا تھا۔۔۔۔۔اب یہ کچن سے آتی مسلسل آوازیں اس کا سارا سکون تہس نہس کر رہی تھی۔۔۔۔

پتہ نہیں اس کی ماں کو کیا بیماری تھی کہ۔۔۔۔۔صبح اٹھتے ہی برتن توڑنے۔۔۔۔۔مطلب دھونے لگ جاتی تھی۔۔۔۔

ان کا دھونا بھی توڑنے سے کم تو نہیں تھا۔۔۔۔۔

اس نے ہاتھ میں پکڑا۔۔۔۔۔صبح کا اخبار۔۔۔۔۔۔پاس پڑی ٹیبل پہ رکھ دیا۔۔۔۔

توجہ تو ویسے بھی۔۔۔۔۔۔مرکوز کرنا۔۔۔۔۔۔اب مشکل تھا۔۔۔۔۔

اس نے دونوں بازو۔۔۔۔۔۔باہم ملا کہ۔۔۔۔۔۔پھر کرسی کے ساتھ ٹکا کہ سر کو پیچھے بازؤں کے سپرد کر دیا اور نگاہیں اوپر آسمان کی طرف اٹھادی۔۔۔۔۔

جہاں سورج اب ہلکی ہلکی شعاعیں زمین کے سپرد کر رہا تھا۔۔۔۔۔

ذہن بے اختیار ایک دفعہ پھر اس دشمن جاں کے بارے میں سوچنے لگا تھا۔۔۔

وہ جو اپنی تمام تر معصومیت اور نا سمجھی سمیت اس کے دل میں اتر چکی تھی اور اب اس کے پورے دل کی اکلوتی حکمران بن بیٹھی تھی۔۔۔۔ایسی حکمران جو نا ملکیت کا تاج اپنے سر سجانا چاہتی تھی نا یہ تاج یہ ملکیت چھوڑنے پہ رضامند تھی۔۔۔

وہ جو پتہ نہیں عمر کے کونسے حصے میں تھا شاید تب جب وہ محبت کے لفظ سے بھی نا آشنا تھا۔۔۔جب وہ ہجر کی راتوں سے بھی واقف نہیں تھا تب وہ چپکے سے اس کے دل میں داخل ہوئی ی تھی اور پھر اس کے دل میں ہی ڈیرے ڈال کے بیٹھ گ ئی تھی۔۔۔۔

وہ چہرے پہ سنجیدگی سجائے۔۔۔۔غائب دماغی کے ساتھ آسمان کو گھورتے اسے سوچ رہا تھا جو اس کے دل کی حالت سے ناواقف تھی۔۔۔۔۔وہ جو بلاوجہ ہی اس سے خار کھاتی تھی ابھی سے نہیں بہت پہلے سے اور وہ اسے بلاوجہ ہی اچھی

لگتی تھی پتہ نہیں کب سے۔۔۔۔۔

کچھ لوگ بلاوجہ ہی اچھے لگنے لگتے ہیں۔۔۔۔۔"اور اشنال ملک اسے بلاوجہ ہی"

اچھی لگتی تھی۔۔۔۔۔

اور وہ اسے بلاوجہ ہی برا لگتا تھا۔۔۔۔۔ کیسا مذاق تھا۔۔۔۔۔۔"؟"

لیکن یہ قسمت کا فیصلہ تھا لیکن قسمت کا فیصلہ شاید کچھ اور تھا۔۔۔۔

قسمت بھی عجیب کھیل کھیلتی ہے کسی کو ہماری زندگی میں شامل"

کر کے۔۔۔۔۔۔اسے ہم سے ہی بیگانہ کر دیتی ہے وہ جو ہمارا اپنا ہوتا ہے، جسے

دل ہر لمحہ پکارتا ہے۔۔۔۔۔۔دل جس سے کم ماننے پہ رضامند نہیں

ہوتا۔۔۔۔۔ جس کی ایک آواز پہ دل لبیک کہتا ہے بغیر کسی وجہ سے ہی اس ایک

اپنے کو پرایا کر دیتی ہے اتنا کہ اسے دل میں اٹھنے والے روح میں سرایت کرنے

"والے جذبات سے ہی بے خبر کر دیتی ہے۔۔۔۔۔۔

اس نے افسردگی سے سوچا تھا۔۔۔۔۔

اسے اچھی طرح یاد تھی دسمبر کی وہ سرد رات۔۔۔۔ جس میں وہ اپنی ماں کے روبرو کھڑا ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے کہہ رہا تھا کہ ۔۔۔۔ وہ ڈاکٹر تب بنے گا کہ اگر وہ اس سے وعدہ کریں گی کہ جب وہ کسی قابل بن جائے گا تو وہ اشنال کو اس کی زندگی میں شامل کر دیں گی۔۔۔۔ اگرچہ ڈاکٹر بننا اس کی اپنی خواہش بھی تھی۔۔۔۔۔۔ لیکن اولین خواہش۔۔۔۔ اشنال ملک تھی۔۔۔۔

اور یہ نام ہی کیسے اس کی بے جان روح میں زندگی کی نئی امید نئی روشنی پیدا کر دیتا تھا۔۔۔۔

جیسے اشنال کسی سیاہ رات کا ٹمٹماتا ہوا جگنو ہو جو اس اندھیری رات میں روشنی بھر دے۔۔۔۔۔ وہ ایسے ہی اس کی بے جان روح میں زندگی بن کہ دوڑتی تھی۔۔۔۔۔

اسے یاد آیا تھا جب وہ بارہ سال کا تھا اور وہ آٹھ سال کی وہ اس وقت ایک اکھڑ

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

مزاج بچہ تھا اور جب وہ محبت سے ہی بے خبر تھا تو وہ محبوب کو کیسے پہچانتا بس وہ چھوٹی سی مغرور سی نک چڑی سی لڑکی اسے اچھی لگتی تھی۔۔۔وہ بچپن سے ہی خاندان کا سب سے ذہین بچہ تھا بس عادتوں کی خرابی کی وجہ سے خاندان کے بڑے اس سے فاصلہ رکھتے تھے۔۔۔۔۔۔لیکن اشنال کی بات الگ تھی ۔۔۔اس نے جب سے ہوش سنبھالا تھا اس نے اشنال کو بدتمیز ہی دیکھا تھا۔۔۔۔۔ایک خود سر لڑکی اپنے فیصلے خود کرنے والی۔۔۔اگرچہ اس میں بہت سی خامیاں تھی لیکن خوبیوں کا بھی اپنا ہی معیار تھا۔۔۔۔۔۔وہ اس چمن کا سب سے نازک پھول تھا۔۔۔۔۔ایک ایسا گل جسے مالی بہت محبت سے اگاتا ہے وہ اتنا نازک ہوتا ہے کہ ہاتھ لگنے سے بھی پتیاں بکھر جائیں گی۔۔۔اس لیے اسامہ نے اسے ہاتھ نہیں لگایا تھا اسے کچھ نہیں بتایا تھا اسے خود سے بے خبر رکھا تھا کہ کہیں وہ اسے غلط نہ سمجھیں وہ اس سے چھ سال بڑا تھا۔۔۔ایک وقت میں وہ اس کے بہت قریب تھی اتنے کہ وہ اس کے بالکل قریب بیٹھی

تھی۔۔۔۔

وہ پھر انہی دنوں میں کھونے لگا تھا۔۔۔۔۔

یہ موسم سرما کی ایک سرد دوپہر تھی۔۔۔۔۔۔اس لان میں اگے پھولوں کی پتیوں پہ سورج کی شفاف کرنیں ٹکراتے ہی ان کی دلکشی میں اضافہ کر رہی تھی گلاب کے اور موتیے کی پھولوں کی خوشبو نتھوں کو چیرتے ہوئے ۔۔۔۔۔۔۔روح میں اتر رہی تھی

وہ چہرے کے تاثرات بگاڑے۔۔۔۔۔۔لان کی نرم مگر ٹھنڈی گھاس پہ دونوں پاؤں پھیلائے۔۔۔۔۔۔سامنے کاپیوں کا انبار سجائے۔۔۔۔۔۔۔بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

چہرے کے سامنے کے بال کیچر سے نکل کے اب اس کے ماتھے پہ آرہے تھے جنھیں وہ ہاتھ میں پکڑے پن کے ساتھ لپیٹ رہی تھی۔۔۔۔

اندر سے آتے اسامہ نے اس بیزار صورت والی اس لڑکی کو دیکھا۔۔۔۔جس

کے چہرے پہ پریشانی ڈیرے جمائے بیٹھی تھی۔۔۔

اور وہ اس پریشانی کی وجہ جانتا تھا وجہ تھی اشنال کا دھم جماعت کا میتھس کا پیپر

۔۔۔۔۔

جو اس کا چین سکون غارت کر دیتا تھا ہمیشہ کی طرح۔۔۔۔۔

جو کام وہ نہیں کر پایا تھا وہ یہ کمبخت میتھس کر لیتی تھی۔۔۔۔۔

ویسے ہی اس کی رقیب بن بیٹھی تھی۔۔

اپنی سوچ پہ اسے خود ہی ہنسی آئی ی تھی۔۔۔۔۔

پھر وہ دھیرے دھیرے چلتا اس کے قریب گیا تھا۔۔۔۔۔

کالے رنگ کی لمبی قمیض جس کا دامن اس نے گھٹنے پہ پھیلا رکھا تھا۔۔۔۔۔۔ نیچے کالے ہی رنگ کی کیپری۔۔۔۔ اوپر سیاہ ہی شال اوڑر کھی تھی۔۔۔۔۔ بالوں کو کیچر میں باندھے۔۔۔۔۔ وہ سوچوں میں اس قدر محو تھی کہ اس کی موجودگی محسوس نہ کر سکی۔۔۔۔۔

وہ ہاتھ باندھ کہ اسے دیکھنے لگا جیسے اس کا چہرہ اپنی آنکھوں میں جذب کر رہا ہو

۔۔۔۔۔

پھر اس نے چونک کے سر اٹھا کہ دیکھا تھا۔۔۔

سامنے سفید رنگ کے سوٹ میں ملبوس اسے محویت سے دیکھتے اسامہ پہ ایک

اچٹتی سی نگاہ ڈالی تھی۔۔۔

پھر اسامہ کی کمر کے پیچھے چمکتے سورج کی شعاعیں اس کی خوبصورت آنکھوں کے

ساتھ ٹکرانے لگی اور مزید آنکھیں کھلی رکھنا محال ہو گیا اس نے ہاتھ ماتھے پہ رکھا

پھر آنکھیں سکیڑ کے سوچوں میں ڈوبے اسامہ کو جو ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہا

تھا۔۔۔۔۔

اس نے زور سے میتھس کی کتاب پہ ہاتھ مارا تو یکدم وہ ہوش میں واپس

لوٹا۔۔۔۔

وہ بیزار سا چہرہ لیے جو دھوپ کی تمازت کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔اسی

کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ یکدم شرمندہ ہوا تھا۔۔۔۔

پھر اس کے قریب ہی بیٹھ گیا تھا۔۔۔

"جس سپیڈ سے آپ سوچ رہے تھے مجھے تو سو فیصد یقین ہو گیا تھا آج کشمیر آزاد کروا کے ہی دم لے گے۔۔۔۔۔"

اس نے بے زاری سے کہتے ہوئے۔۔۔۔۔ سر جھٹک دیا۔۔۔۔

وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔۔۔۔

"ارے نہیں میں تو بس تمہیں دیکھ رہا تھا کہ ایک میتھس کے پیپر نے تمہاری کیا حالت کر دی ہے"

اس نے اس کے ہاتھ سے کتاب لیتے ہوئے۔۔۔ شرارت سے ہنسی دبائی ی

۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ تھوڑی سی ہمدردی اس کی دکھتی رگ ہے اب وہ ایسا شروع ہو

گی۔۔۔۔کہ پھر چپ نہیں ہو گی۔۔۔۔

لیکن توقع کے بر خلاف وہ سر جھکائے خاموشی بیٹھی ایک ہاتھ سے پتھر کی مدد سے گیلی مٹی میں دائی رے بنانے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔

رات کو شاید بارش ہوئی ی تھی تھی اس لیے زمین میں نمی تھی۔۔۔۔۔جو اس نے اب محسوس کی تھی اس کے باوجود اشنال زمین پہ بیٹھی تھی۔۔۔۔

اس نے جانچتی نظروں سے اس کا جائی زہ لیا وہ اس کو مغموم لگی۔۔۔۔خلاف توقع اس نے بات کا جواب بھی نہیں دیا تھا۔۔۔۔۔۔وہ اس کی حالت سے باخبر تھا جب بھی اس کی میتھس کا پرچہ ہوتا وہ ایسے ہی پریشان چہرہ لیے پھرتی رہتی۔۔۔۔۔

ایشو کیا بات ہے کوئی ی مس ئی لہ ہے کیا۔۔۔؟

وہ اکڑوں بیٹھ کہ بازو اپنے گھٹنوں کے گرد پھیلائے فکر مندی سے اس کی طرف جھکا تھا جو مسلسل خاموش بیٹھی زمین کو گھور رہی تھی۔۔۔۔

"میں پیپر نہیں دینا چاہتی اس بار۔۔۔۔۔۔"

اس نے آہستہ سے کہا۔۔۔

تو اسامہ نے حیرت سے دیدے پھاڑ کے اسے دیکھا۔۔۔

اسے محسوس ہوا کہ اس کی سماعت میں کوئی ی خرابی ہوئی ی ہے۔۔۔۔۔ جس کی وجہ سے اس نے غلط سنا ہے۔۔۔۔۔ ایشو ہمیشہ پیپرز میں پریشان ہوتی تھی لیکن ایسی بات پہلی دفعہ کہہ رہی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا اشنال ایسے کیوں کہہ رہے ہو۔۔۔۔۔۔ پیپر کوئی ی اتنا بڑا مسئلہ"

"نہیں ہے۔۔۔۔۔

اس دفعہ اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے رسان سے سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔۔

بس مجھے نہیں پتہ میں پیپر نہیں دوں گی اس دفعہ آپ مما سے بات کریں میں" اگلے سال پیپر دے دوں گی۔۔۔۔ ابھی میری تیاری نہیں ہے اگر میں پیپر

"دوں گی تو میں فیل ہو جاؤ ں گی۔۔۔۔

اس نے انگلیاں مڑوڑتے ہوئے کہا وہ منت پہ اتر آئی ی تھی۔۔۔

اسامہ ہونٹ کچلتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔۔۔جو ابھی تک سر جھکا کہ بیٹھی تھی۔۔۔۔

یہ تم سے کس نے کہا کہ تم فیل ہو جاؤ گی""؟"

اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"تو اس نے سر اٹھا کہ اسے دیکھا۔۔۔۔۔"

"میرے دل نے"

اس نے سارا الزام دل کو دیتے ہوئے اپنا دامن جھاڑ دیا۔۔۔۔

"تم نے قرآن کی یہ آیت سنی ہے ایشو۔۔۔۔"

"کہ انسان کو اس کی سوچ کے مطابق ہی ملتا ہے۔۔۔۔۔

"کہ انسان کو وہی ملتا ہے جو وہ سوچتا ہے۔۔۔۔۔

اگر ہم اللہ سے اچھے کی امید رکھیں گے تو ہمیں اچھا ہی ملے گا لیکن اگر ھم اس سے برے کی امید رکھیں گے تو ہمیں برا تب بھی نہیں ملے گا۔۔۔۔ لیکن ایسے میں ہمیں اچھا بھی تو نہیں ملے گا۔۔۔۔"

وہ اس کو مسلسل دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا جو ابھی تک سر جھکا کہ بیٹھی تھی۔۔۔۔

انسان اور خدا کا رشتہ بہت مضبوط اور مستحکم ہوتا ہے لیکن اس رشتے کی بنیاد اعتماد پر ہوتی ہے بھروسے پہ ہوتی ہے۔۔۔۔ اگر ہمیں اس رشتے کو مضبوط کرنا ہے تو ہمیں ہر حالت میں اعتماد کرنا ہے بھروسہ کرنا ہے یہ سوچنا ہے کہ وہ ہمیں کبھی گرنے نہیں دیں گے۔۔۔۔ تو یقین مانو ایشو وہ ہمیں کبھی گرنے نہیں دیتا

۔۔۔۔۔۔

اس نے رک کے نیلے آسمان کو دیکھا جہاں پہ پرندیں غول در غول اڑ رہے تھے۔۔۔۔۔۔

ہم ہر امتحان میں پاس ہو جاتے ہیں جلد یا بادیر۔۔۔۔ لیکن پاس ضرور ہو"

"جاتے ہیں۔۔۔۔۔ لیکن پتہ ہے اصل فاتح کون لوگ ہوتے ہیں۔۔۔۔۔

اس نے رک کے اسے دیکھا اس نے اسی لمحے نظر اٹھا کہ دیکھا تھا۔۔۔

نظروں کا تبادلہ ہوا تھا۔۔۔

پر اعتماد نظریں۔۔۔۔ کا عکس بے چین نظروں میں دیکھائی ی دے رہا تھا

۔۔۔۔۔۔

never give up........جو زندگی میں اس اصول پہ عمل پیرا رہتے ہیں کہ

اس نے ہاتھ اٹھا کہ اسے اشارے سے سمجھایا تھا۔۔۔۔

جنہوں نے اپنے پاؤں پہ چل کہ منزل تک پہنچنے کی کوشش کی اور اگر وہ تھک گئے تو وہ ایڑھیوں کے بل چلنے لگے۔۔۔۔اور اگر وہ ایڑھیوں کے بل بھی نا چل سکے تو انہوں نے گھٹنوں کے بل چلنا شروع کر دیا۔۔۔۔اور جب یہ بھی ممکن نہ رہا تو وہ ہاتھوں کے بل چلنے لگے۔۔۔۔اور جب یہ بھی وبال بن جاتا ہے تو پھر وہ کہنیوں کے بل چلنے لگتے ہیں۔۔۔۔۔ لیکن وہ ہار نہیں مانتے وہ اپنی

صلاحیتوں کو مسترد کر کے کسی اور کو موقع نہیں دے دیتے ایشو۔۔۔۔

اس نے اب کی بار اپنے ایک ایک الفاظ پہ ذور دے کہ اسے سمجھایا تھا۔۔۔۔

وہ سپاٹ چہرہ لیے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

خاموش نظروں سے۔۔۔۔

کوئی ی بھی انسان فاتح بن کہ پیدا نہیں ہوتا ناہی ہم پیدا ہوتے ہیں تو ہمارے" چہروں پہ ٹیگ لگے ہوئے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ہمیں اس دنیا میں خود کو منوانا ہوتا ھے۔۔۔۔دنیا کی نظر میں بھی خود اپنی نظر میں بھی اور سب سے بڑھ کہ اپنے خالق کی نظر میں بھی ہمارے پاس زندگی میں دوراستے ہوتے ہیں یا تو اسٹیچ سے نیچے کھڑے ہو کے کسی کے لیے تالیاں بجائیں یا کوئی ی ہمارے لیے تالیاں بجائے۔۔۔۔یا ہم انگھوٹے کو سیدھا کھڑا کر کے دیکھایا تھا۔۔۔۔ایسے خود کھڑے ہو جائیں یا۔۔۔۔۔انگھوٹا الٹا کر کے دیکھایا تھا یا لوزر بن جائیں۔۔۔۔۔

پہلی بار اس کی کسی بات کا اشنال پہ اثر ہوا تھا۔۔۔

آج تم میتھس کا پیپر نہیں دینا چاہتی کیوں کہ تمہیں ڈر ہے کہ تم ہار جاؤ ں گی" فیل ہو جاؤ گی میں کہتا ہوں ایشو ڈر صرف خدا کا ہوتا ہے باقی ہر ڈر نقصان دہ ہے۔۔۔۔ مضر ہے ہماری زندگی کے لیے بھی ہماری صحت کے لیے ہماری امیدوں کے لیے۔۔۔۔ ہمارے حوصلوں کے۔۔۔۔۔۔ یہ ایک ایسی دیمک ہے جو آہستہ آہستہ انسان کو ختم کر دیتی ہے۔۔۔۔ ہمیں ہر قدم پہ خوف ستاتا ہے ناکامی کا۔۔۔۔ موت کا۔۔۔۔ یہی خوف ہر چیز کی جڑ ہوتا ہے۔۔۔۔ اگر ہمیں زندگی میں کامیاب ہونا ہے تو سب سے پہلے جس چیز کو جڑ سے اکھاڑنے کی ضرورت ہے وہ ہمارے اندر کا خوف ہے۔۔۔۔۔

خوف باہر نہیں ہوتا۔۔۔۔ خوف ہمارے اندر ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اصل میں" اس کا حقیقت سے کوئی ی تعلق نہیں ہوتا یہ کوئی ی چیز نہیں ہے۔۔۔ لیکن یہ چونکہ ہمارے اندر کا ایک احساس ہے۔۔۔۔۔ اسے اندر سے ہی ختم کرنا

ہو گا۔۔۔۔

لہازہ اب یہ فضول باتیں ختم کرو اور پڑھنا شروع کرو آئندہ میں تمہارے منہ "

"سے یہ مایوسی کی باتیں نہ سنو۔۔۔۔

اس تنبہہ کرتے ہوئے۔۔۔۔۔وہ اب پوری طرح بک کی طرف متوجہ ہو گیا

تھا۔۔۔۔۔۔

اور وہ برا سا منہ بنا کہ کاپی کے صفحے پلٹنے لگی۔۔

یکدم کوئی ی سحر ٹوٹا تھا۔۔۔۔۔۔جیسے کانچ کا کوئی ی ٹکڑا یکدم ٹوٹ جاتا ہے

سوچوں کے بھنور سے نکل کے اب وہ حال میں موجود تھا۔۔۔۔

دو سال گزر چکے تھے وہ جا چکی تھی۔۔۔۔۔

اس نے میٹرک میں بہت اچھے نمبر لیے تھے لیکن خاندان کی کسی تقریب پر اسے

اسامہ نے اچھا بھلا ڈانٹا تھا لیکن اس وقت اسے احساس نہیں تھا کہ وہ اس حد تک

بد ظن ہو جائے گی کہ دوبارہ بات کرنا تو درکنار دیکھنا تک پسند نہیں کرے

گی۔۔۔

لیکن اسے یقین تھا وہ اس کے خاندان کی تھی۔۔۔۔اسی کی تھی اور اس کی ماں

نے بھی تو وعدہ کر رکھا تھا۔۔۔۔اب وعدہ پورا کرنے کا وقت آن پہنچا

تھا۔۔۔

اس کی قربت کے احساس نے ہی اس کی رگ و جان کو دلفریب حصار میں لے لیا

تھا۔۔۔۔

"وہ بہت جلد میری ہو جائے گی۔۔۔۔"

مسکرا کے سوچتے ہوئے اس نے تازہ موتیے کی خوشبو کو اپنے اندر اتارا۔۔۔۔

کمرے میں جلتے بلب کی مدھم روشنی میں اس کا چہرہ دھندلا سا دیکھائی دے رہا

تھا۔۔۔۔

سر پہ پہنے ہیٹ نے چہرے کو چھپا رکھا تھا۔۔۔۔

اس کے سامنے ٹیبل پہ کمپیوٹر پڑا تھا۔۔۔۔۔

وہ اپنی عقاب جیسی تیز آنکھیں بغیر جھپکے۔۔۔۔کمپیوٹر سکرین کو گھورے جا رہا تھا۔۔۔۔

ہاتھ تیزی سے کی پیڈ پہ چل رہے تھے۔۔۔۔۔۔

کمپیوٹر سے ذرد شعاع نے نکل کے سامنے دیوار پہ ہیولا بنایا۔۔۔۔۔ساتھ ہی ہوم پیج چینج ہوا تھا۔۔۔

اس نے ذور سے ایک بٹن دبایا تھا۔۔۔۔۔

پھر اس کا ہاتھ ساکت ہوا تھا۔۔۔۔۔

آنکھوں میں پہلے۔۔۔۔۔الجھن پھر تحیر ابھرا تھا۔۔۔

چہرہ البتہ ابھی تک سپاٹ تھا۔۔۔۔

ڈیٹیلز اس کے سامنے تھی۔۔۔۔

اس نے ایک بندے کی تصویر ڈھونڈنے کے لیے۔۔۔۔۔ایک مہینہ لگایا تھا۔۔۔۔۔

وہ کامیاب بھی ہوا تھا مگر در حقیقت وہ ناکام ہوا تھا۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں بے بسی پھر کرب ابھرا تھا۔۔۔

اب وہ پہلے سے بہت بدلا ہوا لگ رہا تھا۔۔۔۔

جیسے وہ بے یقین ہو۔۔۔۔۔۔۔

صدمے میں ہو۔۔۔۔۔۔۔

اس نے ایک ہاتھ ٹیبل پہ ٹکا رکھا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ شاک کی کیفیت میں بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔اس نے جسے اپنی زندگی کے دس سال ڈھونڈا تھا وہ اس کے سامنے تھا۔۔۔۔۔

وہ جس سے وہ بے تکلف تھا۔۔۔۔آج نظر اٹھا کہ اسے دیکھنے میں بھی اسے جھجک محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

وہ یہ ضرور چاہتا تھا کہ وہ اس کے سامنے آئے۔۔۔۔اور وہ اسے گریبان سے پکڑے۔۔۔۔۔ایک ادھ مکا جھڑے اور پھر بغل گیر ہو جائے۔۔۔۔۔۔

لیکن۔۔۔۔اس کے سارے خواب پاش پاش ہو گ ئے تھے۔۔۔۔

سامنے سکرین پہ ابھرنے والے چہرے کو وہ کیسے بھول سکتا تھا۔۔۔۔

وہ دونوں بچپن کے ساتھی ہی تو تھے۔۔۔۔وہ اس کا بچپن کا دوست وہ دونوں

۔۔۔۔ایک دوسرے پر جان دینے کے لیے تیار تھے۔۔۔۔۔

فرق صرف اتنا تھا کہ گاؤں کے اونچے اور مغزز گھر سے اس کا تعلق تھا۔۔۔

اور وہ غربت کا مارا تھا

اور وہ دن بھی تو قیامت سے کم نہیں تھا جس دن اسے اطلاع ملی تھی کہ وہ گھر

سے بھاگ گیا ہے۔۔۔۔

اس کی حرکتیں تو کچھ دنوں سے مشکوک تھی ہی لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا

کہ۔۔۔۔وہ ایسے دھوکہ بازی کرنے جیسے گناہ کا مرتکب ہو جائے گا۔۔۔۔

پھر اس دن کے بعد سے اس نے بہت ڈھونڈا تھا اسے پر پتہ نہیں وہ کدھر چلا گیا

تھا۔۔۔۔۔

اور آج اس کی تصویر اس کے سامنے تھی۔۔۔۔وہ بھی ایک اشتہاری کریمینل

کے طور پہ۔۔۔

وہ ساکت نظروں سے پتھر کا بت بنا اس تصویر کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

جو اس کے جان سے بھی پیارے دوست کی تھی۔۔۔

اگر اسے پتہ ہوتا یہ خان ہے تو وہ کبھی یہ ذمہ داری اپنے سر نا لیتا اب یہ وبال

۔۔۔۔۔بن گیا تھا۔۔۔

اس نے وہی سر تھام لیا تھا۔۔۔

۔

ایک طرف وطن کے ساتھ کیا ہوا عہد تھا تو دوسری طرف دوستی تھی۔۔۔

ایک راستہ تو اختیار کرنا ہی تھا۔۔۔

اور اس نے سوچ لیا تھا کہ اس نے کیا کرنا ھے۔۔۔۔

وہ بری سی صورت بنائے گھر میں داخل ہوئی پھر نظریں گھما کہ پردے کے

اس پار دیکھا۔۔۔۔۔۔ برآمدہ بالکل ویران پڑا تھا۔۔۔۔۔

یعنی ادھر امن تھا۔۔۔۔۔۔ یا تو اریشہ نے ابھی تک امی کو کچھ بتایا ہی نہیں

ہے۔۔۔۔۔ یا یہ طوفان سے پہلے کی خاموشی تھی۔۔۔۔۔

وہ اپنا رکا ہوا سانس بحال کر کے اندر داخل ہوئی ی۔۔۔۔۔

برآمدے سے ہوتے ہوئے وہ بڑے کمرے میں داخل ہوئی ی۔۔۔۔۔

کچن سے آوازیں آرہی تھی یعنی امی کچن میں تھی۔۔۔۔۔

وہ دبے قدموں اپنے کمرے کی طرف جانے لگی۔۔۔۔۔

جب امی کی مشکوک پکار پہ اس کے قدم تھمے۔۔۔۔

اس نے پلٹ کے دیکھا۔۔۔۔۔

وہ اسے گھور رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

مشکوک نظروں سے۔۔۔۔

دل میں اپنی حفاظت کی دعا کرتے ہوئے اس نے رخ اپنی ماں کی طرف

موڑا۔۔۔۔

"آج اتنی دیر کیوں کردی تم نے آنے میں۔۔۔۔۔میں بس اریشہ کے گھر جانے

ہی والی تھی تمہارا پتہ کرنے۔۔۔۔۔"

انہوں نے ایک شک بھری نظر اس پہ ڈالتے ہوئے مشکوک لہجے میں

کہا۔۔۔۔۔

"وہ مما ہم دونوں بس ساتھ ہی نکلے تھے۔۔۔بس راستے میں اریشہ کی طبیعت

خراب ہوگئی۔۔۔تو اسے جوس وغیرہ پلایا اور۔۔۔۔۔گھر تک چھوڑا تو بس

اس لیے۔۔۔۔۔"

اس نے بیگ اور کتابیں ٹیبل پہ پٹختے ہوئے نظریں چرائی ی۔۔۔

"اوہ کیا ہوا اریشہ کو۔۔۔۔۔اب کیسی ہے وہ۔۔۔۔۔؟"

شائستہ بیگم ساری بات بھول کے اب اریشہ کے بارے میں پوچھنے لگی

تھی۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے وہ۔۔۔بس بلڈ پریشر لو ہو گیا تھا۔۔۔۔

اس نے لاپرواہی سے کہا۔۔۔۔۔

شائستہ بیگم اب مطمئن سی کچن کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔

وہ بھی مطمئن سی بیٹھ گئی۔۔۔۔کیونکہ وہ جانتی تھی کہ۔۔۔اب اریشہ سنبھال لے گی

لیکن اس سے پہلے اس نے بھی تو اریشہ کو سنبھالنا تھا۔۔۔۔

وہ بھی تو پریشان ہو گی۔۔۔۔

وہ اندر موبائل کی طرف بھاگی۔۔۔۔

وہ روز شام کو پارک میں واک کرنے جایا کرتی تھی اس دن بھی وہ معمول کے مطابق گھر سے نکلی تھی لیکن آج اس کا رخ دوسری جانب تھا۔۔۔۔وہ اپنے ذہن میں لائحہ عمل ترتیب دے کے اس طرف جانے لگی تھی۔۔۔

شام کا ہلکا ہلکا اندھیرا آہستہ آہستہ پھیلنے لگا تھا۔۔۔۔ لیکن سورج کی مدہم اور بے جان کرنوں نے ابھی بھی اس سنسان جگہ کو اپنے حصار میں لے رکھا تھا۔۔۔۔۔۔

آج یہ پورا گودام ویران پڑا تھا۔۔۔۔۔ گیٹ پہ پہردار بھی موجود نہیں تھے وہ سب سامان سپلائے کرنے گئے ہوئے تھے۔۔۔۔

باہر کی نسبت۔۔۔۔۔اندر اچھا خاصا اندھیرا تھا۔۔۔۔

روشنی کی کوئی کرن کسی طرف سے اندر داخل نہیں ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ بلب کی مدہم روشنی میں اپنی پرسوچ نظریں چلتے پنکھے پہ گاڑھے کچھ سوچنے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔

ماتھیں پہ شکنیں واضح تھی۔۔۔

آنکھوں میں الجھن کا تاثر تھا۔۔۔۔

گھنگریالے بال بکھرے ہوئے ماتھے پہ پڑے تھے۔۔۔۔

اس کا موبائل وائبریٹ ہوا۔۔۔۔تو اسے ایک دفعہ پھر

ایک دھمکی بھرا مسیج موصول ہوا۔۔۔۔

اسکے ماتھے پہ شکنیں بڑھی۔۔۔۔

چہرے کی رگیں تن گئی۔۔۔۔

پتہ نہیں یہ کون تھا جو اسے جان سے مارنے کی دھمکیاں دے رہا تھا؟۔۔

ابھی وہ اسی بارے میں سوچ رہا تھا جب اسے ساتھ والے کمرے سے کھٹ پٹ

کی آواز آئی۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

وہ پستول ہاتھ میں تانے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔

پہلا خیال یہی آیا کہ اس پہ حملہ ہو گیا ہے۔۔۔۔

یہ چونکہ کرائمز کا گڑھ تھی اس لیے اسے کچھ اس طرح سے بنایا گیا تھا کہ

روشنی بہت کم اندر داخل ہو پاتی۔۔۔۔اور عصر کے وقت۔۔۔۔۔بلب کے

بغیر یہ گودام اندھیرا میں ڈوب جاتا۔۔۔۔۔

اندھیرے میں ہاتھ بڑھا کہ۔۔۔۔اس نے۔۔۔۔۔اس آنے والے شخص کو

دبوچنا چاہا تھا۔۔۔۔۔

پھر اس نے اسے کمر سے پکڑ کے۔۔۔۔گھما کہ اپنے قریب کیا تھا۔۔۔۔۔اور

گن جیب سے نکال کے اس کی کنپٹی پہ رکھی تھی۔۔۔۔۔

اس کی کمر اس کے سینے کے قریب تھی۔۔۔۔

بس ایک انگلی کا فاصلہ تھا۔۔۔۔۔۔

تمہیں کہا تھا میرے۔۔۔۔۔ہوتے ہوئے۔۔۔۔۔میرے ایریا میں کوئی ی"

"نہیں آسکتا۔۔۔۔۔

اس نے اس کے کان میں سختی سے سرگوشی کی تھی۔۔۔۔۔

ایک منٹ۔۔۔۔۔میری بات سن لیں۔۔۔۔۔بے گناہ موت ہو جائے گی آپ"

"کے ہاتھوں۔۔۔۔۔

وہ بھی جیسے سانس روکے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اور وہ جو اسے کوئی ی لڑکا سمجھ رہا تھا۔۔۔۔۔

ایک دم بوکھلا کہ اسے چھوڑا تھا۔۔۔۔۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو"

اس نے تیزی سے موبائی ل کی ٹارچ۔۔۔۔آن کی اس کے چہرے پہ لگاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

اسے اس پہ جی بھر کے غصہ آیا تھا مگر ضبط کر گیا

میں آپ کو شادی کے لیے پرپوز کرنے آئی ی تھی۔۔۔۔"

اس نے بڑے مزے سے آرام سے اسے کہا تھا۔۔۔۔۔

"اور تمہیں یہاں تک آتے ہوئے۔۔۔۔۔شرم نہیں آئی ی۔۔۔۔۔"

اس نے۔۔۔۔۔ہاتھ باندھ کے سختی سے کہا تھا۔۔۔۔۔

بالکل بھی نہیں۔۔۔۔

اس نے بغیر شرمندہ ہوئے۔۔۔۔۔نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔۔۔

"تم مجھ سے شادی کرنا کیوں چاہتی ہو۔۔۔؟"

وہ سچ میں اس سے تنگ آگیا تھا۔۔۔۔

کیونکہ آپ بدمعاش ہیں۔۔۔۔

اس نے ایڑھیاں اونچی کر کے اس کے کان میں سرگوشی کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔

"کیوں بدمعاش سے کیوں شادی کرنا چاہتی تم۔۔۔؟"

اس نے دلچسپی سے کہا تھا۔۔۔۔

کیونکے میری بچپن سے یہ خواہش تھی کہ میں جس سے شادی کروں وہ معاش" "ہو۔۔۔۔

اس نے آنکھیں۔۔۔۔ایک ادا سے گھماتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"بہت ہی برا آئیڈیل ہے تمہارا۔۔۔"

اس نے مصنوعی خفگی سے کہا تھا۔۔۔۔

"خود کو برا کہتے ہوئے شرم نہیں آتی۔۔۔۔۔"

اس نے کمر پہ ہاتھ رکھ کہ کہا تھا۔۔۔۔۔

اور اگر میں شادی کے لیے نہ کردوں۔۔۔۔۔"؟"

اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔۔۔۔

تو میں یہ پورے کا پورا ریوالور آپ پر ختم کردوں گی۔۔۔۔۔

اس نے ایک دم اس کے ہاتھ سے گن جھپٹ کے اس کے سر پہ رکھتے ہوئے

کہا۔۔۔۔

وہ بس اسے دیکھ کہ رہ گیا۔۔۔۔۔

سورج کی تپتی ہوئی ی شعاعیں۔۔۔۔۔۔۔ زمین پہ اپنا عکس بکھیر رہی

تھی۔۔۔۔۔۔ گرمی کی اس قدر شدت کی وجہ سے ادھ کھلے پھول کملا کہ رہ

گ ئے تھے۔۔۔۔۔ہوا کے گرم جھونکوں میں عجیب سی حبس تھی کہ سانس لینا دشوار تھا۔۔۔۔

شہر کی اس مصروف شاہراہ پہ معمول کے مطابق بہت رش تھا گاڑیوں کی ایک لمبی قطار۔۔۔۔تا حد نگاہ تک پھیلی ہوئی ی تھی۔۔۔۔۔

گاڑیوں کے ہارن نے ایک عجیب سا شور پیدا کر رکھا تھا۔۔۔۔

وہ گاڑیوں کی ایک لمبی قطار کو چیرتا۔۔۔۔روڈ کراس کر کے دوسری طرف جانے لگا۔۔۔۔

لمبی لمبی بلڈنگز کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے۔۔۔۔وہ ایک بڑے سے ہوٹل کا دروازہ کھول کے اندر داخل ہو گیا۔۔۔۔

اندر اے سی کی کولنگ نے اس کی روح تک میں ٹھنڈک بھر دی تھی لیکن اس آگ کو نہیں بجھا پائی ی تھی جو اس کے اندر بھڑک رہی تھی۔۔۔۔قریب تھا کہ یہ آگ اسے جلا کہ رکھ دیتی۔۔۔

وہ دو وعدوں کے درمیان پھنسا ہوا ایک مضبوط اعصاب کا

شخص۔۔۔۔۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا۔۔۔۔

ایک کرسی پہ بیٹھ گیا۔۔۔

ارد گرد ٹیبل پہ بیٹھے لوگ کھانے پینے میں مصروف تھے۔۔۔

کچھ خوش گپیوں میں جگ سے بیگانہ نظر آتے تھے۔۔۔

اطراف پہ ایک سرسری نگاہ ڈال کے وہ مینیو کارڈ پہ متوجہ ہو گیا۔۔۔۔

وہ پھر سیدھا ہو کہ بیٹھا تھا وہ زیر لب بڑبڑایا تھا۔

وہ اس گول میز کے گرد ایک کرسی پہ اکیلا بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

سائیڈ کی کرسیاں بالکل خالی تھی۔۔۔۔

اس کے باوجود کچھ دیر وقفے کے بعد اس کے ہونٹ ہلتے تھے۔۔۔۔

دیکھنے والوں کو محسوس نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔

اس نے اس وقت۔۔۔۔۔ سفید رنگ کی سادہ سی ہاف سلیوز ٹی شرٹ پہن

رکھی تھی۔۔۔۔۔

نیچے کالے رنگ کی جینز۔۔۔۔۔۔۔سر پہ ہیٹ پہن رکھا تھا۔۔۔۔

ہیٹ کے نیچے کان میں ایک مٹر کے دانے جتنا۔۔۔۔آلہ فٹ

تھا۔۔۔۔۔۔لیکن ہیٹ کی وجہ سے چھپ گیا تھا۔۔۔۔

وہ کسی کے ساتھ رابطے میں تھا شاید۔۔۔۔

اس کی نظر بھٹکتی ہوئی ی مین گیٹ پہ جاتی۔۔۔۔پھر وہ زیر لب کچھ

بڑ بڑاتا۔۔۔۔۔

اچانک دروازہ کھلا تھا اور اس کا مطلوبہ شخص۔۔۔۔۔اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

اس نے نظریں اٹھا کہ اس کی طرف دیکھا تھا

وہ آج بھی ویسا ہی تھا۔۔۔۔۔

اتنا ہی لاپروا۔۔۔۔

سادہ سی شرٹ پہنے۔۔۔۔۔۔بال بکھرے ہوئے تھے۔۔۔۔۔سامنے کے بٹن

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

کھلے تھے۔۔۔۔آنکھوں میں عجیب سی وحشت تھی۔۔۔۔۔ہونٹوں میں سگریٹ دبا رکھا تھا۔۔۔۔

آنکھیں البتہ لال ہونے کے ساتھ ساتھ۔۔۔۔اب اندر کی طرف دھنس چکی تھی۔۔

ایک کان میں بالی ڈال رکھی تھی۔۔۔

وہ لاپروائی ی سے چلتا ہوا اب اس کے قریب آ رہا تھا۔۔۔

وہ کچھ دیر تو اٹھ ہی نہ پایا۔۔۔

بس اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔

دوسری طرف سے شاید مسلسل کچھ کہا جا رہا تھا۔۔۔

اسے اٹھنا مشکل لگ رہا تھا۔۔۔۔

درد کی ایک شدید ٹیس اس جسم میں اٹھی تھی۔۔۔

"وہ آ گیا ہے۔۔۔۔"

مری ہوئی ی آواز اس کے منہ سے نکلی تھی۔۔۔۔۔

پھر وہ یکدم اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔

تیزی سے آگے بڑھا تھا۔۔۔۔

آنے والا شخص۔۔۔۔۔۔ عجلت میں تھا۔۔۔۔

اس کے مقابل آنے کی وجہ سے ایک ذوردار ٹکر ہوئی ی تھی۔۔۔

یہ بالکل ایک اتفاق تھا۔۔۔۔۔

آنے والے شخص نے ہونٹ بھینچ کے اسے غصے سے گھور کے دیکھا تھا۔۔۔

"اندھا ہے کیا نظر نہیں آتا۔۔۔۔۔"

وہ نہایت جاہلانہ انداز میں غرایا تھا۔۔۔۔

بہت سے لوگ ایک ساتھ اس طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔۔

اس سر پہ ہیٹ پہنے شخص نے سر اٹھایا تھا تو۔۔۔۔

دوسرا شخص یکدم ٹھٹھک گیا تھا۔۔۔۔

چہرے کی تنی ہوئی رگیں ڈھیلی پڑ گئی تھی۔۔۔۔

آنکھوں میں غصے کی جگہ حیرت نے لے لی تھی۔۔۔۔

لوگ دوبارہ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے تھے۔۔۔

وہ یہ چہرہ کیسے بھول سکتا تھا۔۔۔

دوسرے شخص کی حالت بھی ایسی ہی تھی۔۔۔

وہ دوسرا شخص آنکھوں کی پتلیاں سکیڑ کے اس شخص کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔۔۔۔

پھر جیسے اسے کچھ یاد آیا تھا۔۔۔۔

پھر وہ منہ کھولے اسے دیکھنے لگا تھا۔۔۔

"تم۔۔۔۔"

وہ حیرت سے جیسے چلایا تھا۔۔۔۔

جیسے اسے اپنی آنکھوں پہ یقین نہ آیا ہو۔۔۔۔

لوگوں نے ایک دفعہ پھر پلٹ کے دیکھا تھا۔۔۔۔

اس نے نظریں گھما کہ اطراف کا جائزہ لیا تھا۔۔۔۔۔

ہیٹ والے شخص نے مذید کچھ بولنا کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ

وہ شخص اسے کلائی ی سے پکڑ کے ہوٹل سے باہر لے گیا۔۔۔۔۔

ہیٹ والے شخص نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

"تم۔۔۔۔۔۔شجاعت ہونا۔۔۔۔۔۔

اس نے باہر نکلتے ہی قدرے اونچی آواز میں کہا۔۔۔۔۔

تو اس نے پلٹ کے قدرے غصے سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔

"کیا تم پانچ منٹ خاموش نہیں رہ سکتے۔۔۔۔"

اس نے کرڑک دار آواز میں کہا۔۔۔۔۔

اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

اس کے اشارہ کرنے پہ وہ بھی خاموشی سے چلتا ہوا اندر گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔۔۔

اور اسٹیرنگ پہ ہاتھ رکھ کہ وہ لاپرواہی سے باہر دیکھنے لگا۔۔۔۔

حیدر نے نظر اٹھا کہ اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

اس کی آنکھیں ہر احساس سے عاری دیکھائی دے رہی تھی۔۔۔۔

حیدر کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔۔

لیکن اس نے خود کو دوبارہ نارمل کر دیا۔۔۔۔

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔۔۔"

اس نے انجان بن کے سلسلہ کلام وہی سے جوڑا۔۔۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے۔۔۔۔"

اس نے چہرہ اس کی طرف موڑ کے الٹا اس سے سوال کیا۔۔۔۔

"میں تو سو فیصد شیور ہوں کہ تم شجاعت ہو۔۔۔۔"

"دیکھو یہ تم ہو اور یہ میں ہوں۔۔۔۔

اس نے والٹ میں پڑی ایک تصویر اسے دیکھائی

''میں شجاعت نہیں خان ہوں۔۔۔۔۔''

اس نے قدرے آہستگی سے کہا۔۔۔۔۔

اتنا کہ وہ خود ہی سن پایا تھا۔۔۔۔۔

''ہاں میں شجاعت ہی ہوں۔۔۔۔۔''

اس نے اب اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اوہ تم کہاں چلے گئے تھے شجاعت میں نے بلکے ہم سب نے تمہیں کتنا''

''ڈھونڈا تھا۔۔۔۔۔

اس نے قدرے ناراضگی سے کہا تھا۔۔۔۔

اس نے خاموشی سے گاڑی سٹارٹ کر دی تھی۔۔۔۔۔

اب وہ ایک بڑے سڑک پہ نہایت تیزی سے گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔۔

''تم کیا کرتے ہو آج کل۔۔۔۔۔''

اس نے سامنے دیکھتے ہوئے موضوع تبدیل کر دیا تھا۔۔۔۔

میں۔۔۔۔۔اب ایک پرائیویٹ کمپنی میں کام کرتا ہوں۔۔۔۔۔

اس نے شیشے سے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"اور تم۔۔۔۔۔"

اس نے چہرہ موڑ کے اس سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

"میں ہر وہ کام کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔جو میری دولت میں اضافہ کرے۔۔۔۔۔"

اس نے ہلکا سا مسکرا کہ کہا۔۔۔۔۔

توکیا تم۔۔۔۔۔کوئی کاروبار کرتے ہو۔۔۔۔۔؟

اس نے انجان بنتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔۔"میں غیر قانونی کام کرتا ہوں۔۔۔۔"

اس نے عام سے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

توحیدر نے دیدے پھاڑ کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

"کیا۔۔۔۔۔۔؟"

وہ شدید حیرت کے زیرِ اثر جیسے چلا یا تھا۔۔۔۔

ہاں۔۔۔۔۔ ''میں جب سے گاؤں سے بھاگا تھا تب سے۔۔۔۔۔ تب ہی تو''

میرے پاس یہ سب کچھ آیا ہے۔۔۔۔ ''اور تمہیں یہ سب سن کہ حیرت ہو گی

کہ میں ایک مطلوب مجرم ہوں

حیدر کو بالکل بھی یقین نہیں آیا تھا کہ وہ اسے اپنے بارے میں سب کچھ اتنی

آسانی سے بتا دے گا۔۔۔۔

اور تم یہ سب کچھ مجھے اتنی آسانی سے بتا رہے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں خوف''

''نہیں کہ اگر میں دغا کر جاؤں تو تم۔۔۔۔۔ گرفتار ہو جاؤ گے۔۔۔۔

اس نے پتہ نہیں کیوں یہ بات کی تھی۔۔۔وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔۔۔

نہیں مجھے بالکل بھی خوف نہیں۔۔۔۔ کیونکہ میں جانتا ہوں تم میرے ساتھ''

دغا نہیں کرو گے تم میرے دوست ہو۔۔۔۔اور دوست دغا نہیں

''کرتے۔۔۔

اس نے کس قدر یقین سے کہا تھا۔۔۔

حیدر نے نظریں چرائی ی تھی وہ اب شیشے سے باہر دیکھنے لگا۔۔۔۔

"کدھر اترو گے۔۔۔۔۔"

اسے خاموش دیکھ کہ اس نے پھر پوچھا تھا۔۔

یہی تھوڑا سا آگے روک دو۔۔۔۔۔

اس نے شیشے سے باہر دیکھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔۔۔۔

اس نے آگے جا کے گاڑی روک دی۔۔۔۔

وہ خاموشی سے اترا پھر دونوں کہنیاں شیشے پہ ٹکائی ی اور اندر جھانکا۔۔۔

یہ کارڈ رکھ لو میرا۔۔۔۔۔ کل رات میرے اپارٹمنٹ میں ملتے ہیں میں انکار نہیں سنوں گا۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے۔۔۔۔۔ کارڈ اس کی طرف بڑھایا۔۔۔

جو اس نے اثبات میں سر ہلا کہ تھام لیا۔۔۔۔۔

اور گاڑی بھگا کہ لے گیا۔۔۔

وہ وہی پہ بے بس سا کھڑا اسے جاتا دیکھتا رہا۔۔۔

اسے امید نہیں تھی کہ وہ دوبارہ اس سے ملے گا۔۔۔۔

دسمبر کی اس ٹھٹھرتی سرد رات میں۔۔۔۔جب ہر طرف خاموشی کا راج تھا

باہر تیز بارش کے شور نے۔۔۔۔اس خاموشی کے ذور کو توڑا تھا۔۔۔۔

ٹھنڈی ہواؤں نے۔۔۔۔سردی کی شدت میں اضافہ کیا تھا۔۔۔

وہ لان کی ٹھنڈی گھاس پہ۔۔۔ننگے پاؤں یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہا

تھا۔۔۔۔

اس نے ڈھیلی ڈھالی ایک شرٹ پہن رکھی تھی۔۔۔۔

سویٹر یا جیکٹ کے بغیر وہ تقریباً ایک گھنٹے سے یہاں کھڑا کسی کا انتظار کر رہا

تھا۔۔۔۔

وہ دو مہینوں سے کسی نا کسی بہانے اپنے آفیسرز کو ٹال رہا تھا۔۔۔لیکن اب وہ

مذید ٹلنے کے موڈ میں نہیں تھے۔۔۔۔۔

وہ کرب کی انتہا پہ تھا۔۔۔۔

جب گھنٹی کی آواز پہ چونکا۔۔۔۔

"ٹگ ٹونگ ٹنگ۔۔۔۔۔۔۔

وہ برآمدہ کراس کر کے گیٹ کے پاس گیا۔۔۔۔۔

اس نے دروازہ کھولا تو سامنے وہ بھیگا ہوا کھڑا تھا۔۔۔۔

اس کے سارے کپڑے بال بھیگ چکے تھے۔۔۔۔۔

وہ وہی کھڑا ہو کہ اس دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

"یہی کھڑا رکھو گے یا اندر بھی آنے دو گے۔۔۔۔۔"

اس نے اسے کھڑا دیکھ کہ اکتا کے کہا اور اندر آ گیا۔۔۔۔

برآمدے سے ہوتے ہوئے۔۔۔۔وہ دونوں جیسے ہی روشنی پہ آئے۔۔۔۔۔

حیدر وہی چونک کے رک گیا۔۔۔۔۔

اس کے سفید لباس پہ جگہ جگہ لال دھبے تھے۔۔۔۔

وہ وہی ساکت کھڑا اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔جواب فرصت سے کرسی پہ ڈھ سا گیا تھا۔۔۔

حیدر کو یوں کھڑا دیکھ کہ نظر اٹھا کہ اسے دیکھا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

"دیکھو حیدر میری بات سنو۔۔۔۔"

وہ اس کے روبرو کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔

حیدر سپاٹ چہرہ لیے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

ان گزرے چار ماہ میں۔۔۔۔۔اس نے کتنی دفعہ اس چہرے کو دیکھا تھا۔۔۔۔کتنی دفعہ وہ اس کے روبرو بیٹھا تھا۔۔۔۔وہ چاہ کے بھی اسے نقصان نہیں پہنچا پایا تھا۔۔۔۔۔اس کو زندہ رکھنے کی کمیٹمنٹ صرف وہاں تک تھی جہاں تک اس نے ساری معلومات حاصل کرنی تھی۔۔۔۔اس کے بعد وہ

اپنے آفیسرز کو ٹال رہا تھا وہ جب بھی ارادہ کرتا اس کا چہرہ دیکھ کہ وہ بے بس ہو جاتا۔۔۔۔۔

لیکن آج اسے اس چہرے سے وحشت ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ یہ اس کے دوست کا چہرہ تو نہیں تھا یہ تو ایک قاتل کا چہرہ تھا۔۔۔۔

اس کے ہاتھ کئی بے گناہوں کے خون سے رنگے جا چکے تھے۔۔۔۔

وہ بس سپاٹ نظروں سے اسے دیکھے جا رہا تھا۔۔۔۔

جو اس خون کے متعلق صفائی دے رہا تھا۔۔۔۔۔

"اگر وہ رزسٹ شو نہ کرتا تو میں اسے قتل نہ کرتا۔۔۔۔۔"

اس نے ایک کمزور سی صفائی دی۔۔۔۔۔

تم نے کہا تھا تم اب کوئی قتل نہیں کرو گے۔۔۔۔۔ لیکن تم نے"

"کیا۔۔۔۔۔ تم میرے دوست نہیں ہو تم قاتل ہو۔۔۔۔

وہ دھاڑا تھا۔۔۔۔۔

"حیدر۔۔۔۔۔دیکھو۔۔۔۔۔تم مجھے سمجھو۔۔۔۔۔"

اس نے اسے کندھوں سے تھاما۔۔۔

تو حیدر جیسے ہوش میں آیا۔۔۔

فیصلہ وہ کر چکا تھا۔۔۔۔

اس نے خود کو نارمل ظاہر کیا۔۔۔۔آنکھیں البتہ ابھی بھی لال تھی۔۔۔۔۔

وہ خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

جب واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک ٹی شرٹ اور ٹراؤزر تھا۔۔۔

یہ پہن لو میں تمہارے لیے کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔۔۔

وہ اسے متحیر سا چھوڑ کے کچن میں چلا گیا۔۔۔

کھانا کھانے کے بعد وہ دونوں اب آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔

سامنے ٹیبل پہ دو بھاپ اڑاتے کافی کے مگ پڑے تھے

حیدر کی نظریں کسی غیر مرئی ی نقطے پہ مرکوز تھی۔۔۔

"کیا جرم کی دنیا میں بھی تم شجاعت کے نام سے ہی جانے جاتے ہو۔۔۔۔"

اس کا کافی کے مگ کو گھورتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔

وہ چونکا تھا۔۔۔۔

"نہیں سب مجھے خان کے نام سے جانتے ہیں۔۔۔۔"

اس نے کافی کا مگ لبوں کے ساتھ لگایا۔۔۔

کڑواہٹ اس کے منہ میں گھل گئی تھی۔۔۔

ہاں وہی خان۔۔۔۔۔جس پہ دس دفعہ بنک لوٹنے۔۔۔۔۔۔کئی بے گناہ"

لوگوں کے قتل کا الزام۔۔۔۔۔اور فحاشی پھیلانے۔۔۔لڑکیاں فروحت

"کرنے۔۔۔۔اور ڈرگز دوسرے ممالک میں بھیجنے کا الزام ہے۔۔۔۔

وہ دھیرے دھیرے چلتا اس کی کمر کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔۔۔

تم اتنا سب کچھ کیسے جانتے ہو۔۔۔۔یہ سب کچھ میں نے تمہیں اپنے بارے"

"میں نہیں بتایا۔۔۔۔

وہ یکدم چونکا تھا گردن موڑ کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

کافی کا مگ وہ آدھا پی چکا تھا۔۔۔۔۔

البتہ حیدر کا مگ ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔۔۔۔۔

میں یہ سب کچھ پہلے دن سے جانتا تھا۔۔۔۔۔جب میری اور تمہاری پہلی"

"ملاقات ہوئی ی تھی۔۔۔۔۔

اس نے دونوں ہاتھ کرسی پہ ٹکا کہ اس کے کان میں کہا۔۔۔۔

تو اس نے وحشت ذدہ ہو کہ چہرہ موڑا وہ اس کے بالکل قریب کھڑا تھا اتنا کہ ان

دونوں کے چہروں میں ایک انگلی کا فاصلہ تھا۔۔۔۔۔

وہ نفی میں سر ہلاتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔

"تم کون ہو۔۔۔۔۔"تم حیدر نہیں ہو سکتے۔۔۔۔۔"

وہ جیسے بے یقین تھا۔۔۔۔۔۔

وہ دو قدم پیچھے ہٹا تھا جیسے یہاں سے بھاگ جانا چاہتا ہو۔۔۔۔۔

ہاں بالکل ٹھیک کہا تم نے۔۔۔۔۔میں حیدر ضرور ہوں لیکن تمہارا دوست "

"نہیں ہوں۔۔۔۔۔اب میں صرف کپٹین حیدر ہوں۔۔۔۔۔

پتہ نہیں یہ بات کرتے ہوئے کیوں اس کی زبان لڑکھڑائی ی تھی

شجاعت نے بے یقینی اور دکھ کے ملے جلے تاثرات آنکھوں میں لے کے اس کی

طرف دیکھا۔۔۔۔

شجاعت کو اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔

گلے میں بار بار کچھ اٹک رہا تھا۔۔۔۔

اس نے آگے بڑھ کہ کرسی کا سہارا لینا چاہا تھا۔۔۔۔۔

حیدر نے مارے کرب کے چہرہ دوسری طرف موڑ کے آنکھیں بھینچ لی۔۔۔۔

کھانسی کا ابال اٹھا تھا۔۔۔۔۔اور وہ ذمین پہ بیٹھتا چلا گیا۔۔۔۔۔تھا۔۔۔۔

"آنکھیں باہر کی طرف ابل پڑی تھی۔۔۔۔۔"

حیدر دوسری طرف منہ موڑے کھڑا تھا۔۔۔۔

تم نے مجھے زہر دی ہے۔۔۔۔۔"؟"

بے یقینی دکھ اور حیرت کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ اس نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔۔۔

اس کے منہ سے اب باقاعدہ خون نکل رہا تھا۔۔۔۔۔

اور حیدر مٹھیاں اور ہونٹ بھینچے مارے ضبط کے یہ سوچ رہا تھا کہ۔۔۔۔۔۔اس کے آفیسرز نے یہ آسان موت تجویز کی ہے۔۔۔۔؟ کیا یہ آسان موت تھی کہ وہ تڑپ رہا تھا۔۔۔۔اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔۔۔۔لیکن اس کی جان نہیں نکل رہی تھی۔۔۔۔

کیا پاک فوج اسی طرح ایک ساتھ کئی بے گناہ جانوں کا حساب لیتی ہے۔۔۔۔۔"؟"

دسمبر کی اس سرد رات میں بھی اس کے ماتھے پہ پسینے کے قطرے واضح تھے۔۔۔۔

پھر وہ زمین پہ ڈھ گیا تھا۔۔۔۔۔

تم۔۔۔۔می۔۔۔۔۔۔رے۔۔۔۔۔۔سا۔۔۔تھ دھوکہ نہیں" کر سکتے۔۔۔۔تم میرے ساتھ دغا نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔۔تم ایسے تو نہ تھے۔۔۔۔۔۔۔تم تو میری ایک آہ سے تڑپ اٹھتے تھے۔۔۔۔۔تم کیسے مجھے مرنے دے سکتے ہو۔۔۔۔۔تم کوئی مذاق کر رہے ہو۔۔۔۔۔"؟

اس نے حیدر کے پاؤں پہ اپنی گرفت مضبوط کی۔۔۔۔۔حیدر نے مارے ضبط کے ہونٹ کچلنا شروع کر دیا تھا وہ رونا نہیں چاہتا تھا وہ ایک مرد ہونے کے ساتھ ساتھ ایک آرمی آفیسر بھی تھا۔۔۔۔۔

وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتا تھا اس لیے رخ موڑ کے اس کا چہرہ نہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

بس کمر موڑے کھڑا تھا۔۔۔۔

وہ بھی اسے کہنا چاہتا تھا تم بھی پہلے ایسے نہ تھے تم بھی جانوروں تک کی تکلیف

برداشت نہیں کر سکتے تھے۔۔۔۔آج تم کیسے اتنے بڑے قاتل بن گئے۔۔۔۔؟

لیکن وہ کچھ نہیں پوچھ سکتا تھا۔۔۔۔

ان دونوں نے پیپل کے پیڑ کے نیچے بیٹھ کہ ایک وعدہ کیا تھا کہ۔۔۔۔۔وہ دونوں ہمیشہ ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔۔۔۔اگر جیئے گے ساتھ تو "مریں گے بھی ساتھ۔۔۔۔۔

اس وقت پتہ نہیں کیوں حیدر کا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا تھا۔۔۔۔

شاید اسی لیے۔۔۔۔

وہ جو شجاعت کے سامنے ڈھال بن جاتا تھا آج خود اس کی موت کی وجہ بن رہا تھا۔۔۔۔

ایک آنسو آنکھ سے نکل کے گال پہ پھسل گیا تھا۔۔۔

اس نے آنکھوں کو بے دردی سے رگڑ ڈالا تھا۔۔۔۔

اس نے ایک وعدہ اپنے ملک سے بھی تو کیا تھا کہ وہ اپنے ملک پہ آنچ نہیں آنے دے گا۔۔۔جو ملک کا دشمن ہے وہ اس کا بھی دشمن ہے اور شجاعت ملک کا دشمن تھا اس کا دوست کیسے ہو سکتا تھا۔۔۔؟

اس نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ۔۔۔۔یہ جان ملک کی امانت ہے۔۔۔۔

کون کہتا ہے شہادت صرف جان کی ہوتی ہے۔۔۔۔جذبات اور احساسات" "کی قربانی بھی شہادت ہی کہلاتی ہے۔۔۔۔

امتحان اور آزمائش کا طریقہ مختلف ہوتا ہے۔۔۔۔

اس نے ابھی تک اس کا پاؤں پکڑ رکھا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ویسے ہی جیسے بچپن میں وہ اس کا ہاتھ تھام لیتا تھا جب بھی وہ کسی ہجوم میں سے گزرتے تھے۔۔۔۔

پتہ نہیں اسے بچھڑ جانے کا ڈر تھا شاید۔۔۔۔

اور اب تو یہ ڈر حقیقت بن کے کھڑا سب کچھ نگلنے کو تیار تھا۔۔۔۔سارے

وعدے۔۔۔۔۔۔ساری محبتیں۔۔۔۔۔

"مجھے بچالو۔۔۔۔۔حیدر میں مر رہا ہوں۔۔۔۔۔"

اس نے جیسے۔۔۔۔۔شکستہ خور لہجے میں بہت نقاہت زدہ لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

"تم تو میرے دوست ہو۔۔۔۔۔دوست کہاں دغا دیتے ہیں حیدر۔۔۔۔۔۔"

پاؤں پہ گرفت ڈھیلی ہوئی ی تھی۔۔۔۔۔

اور یہ الفاظ سن کے حیدر تڑپ اٹھا تھا۔۔۔۔۔۔

اس نے تیزی سے پلٹ کے دیکھا تھا۔۔۔

زمین پہ اوندھے منہ وہ پڑا اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہا تھا۔۔۔۔۔

حیدر گھٹنوں کے بل زمین پہ بیٹھا۔۔۔۔اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا۔۔۔۔

"میں نے کہا تھا نا تم مجھے مرنے نہیں دے سکتے۔۔۔۔۔تم نے تو خود ہی مجھے مار دیا۔۔۔۔۔"

اس کے منہ سے ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا ہوئے تھے۔۔۔۔۔

اور سانسوں کا تسلسل ٹوٹ گیا تھا۔۔۔۔۔

بے جان وجود اس کے قریب پڑا تھا۔۔۔۔۔

وطن دوستی پہ سبقت لے گیا تھا۔۔۔۔۔

اور وہ خالی ہاتھ رہ گیا تھا۔۔۔۔۔

"میں چاہتا ہوں ناحیدر کہ جب میری سانس نکلے تو میرے پاس تم ہو۔۔۔۔۔"

جب بچپن میں ایک دفعہ اس نے ہنسی مذاق میں۔۔۔۔۔اسے یہ کہا تھا تو حیدر نے اسے کتنا ڈانٹا تھا۔۔۔۔

لیکن آج یہ سچ ثابت ہو گیا تھا۔۔۔۔

وہ کسی ننھے بچے کی طرح دھاڑے مار مار کے رو رہا تھا۔۔۔۔۔۔

سب کچھ ختم ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

لیکن آفیسر ز نے اس کے صبر کو آزمانے کے لیے اسے ایک اور مشن میں دھکیل

دیا تھا۔۔۔

اسی شرط پہ اس نے شجاعت کی ڈیڈ باڈی کو کاٹنے اور چیرنے سے روکا تھا۔۔۔

اور اس کے مردہ جسم کو خود دفنایا تھا۔۔۔۔

پھر وہ خود ""خان"" بن گیا تھا۔۔۔"

اپنے وطن کو بچانے کے لیے ایک اور قربانی اس نے دی تھی۔۔۔

کیونکہ اول تو وطن ہی تھا۔۔۔۔

پھر کوئی اور رشتہ تھا۔۔۔۔

وہ سب ڈائیننگ ٹیبل کے ارد گرد کرسیوں پہ بیٹھے کھانے میں مصروف

تھے۔۔۔

ساتھ ہلکی پھلکی گفتگو بھی جاری تھی۔۔۔۔

جب اسامہ نے گلا کھنکار کے سب کو متوجہ کیا۔۔۔

""مجھے آپ سب سے خاص طور پہ مما آپ سے ضروری بات کرنی ھے۔۔۔"

اس نے خاص طور پہ نجمہ کی طرف دیکھ کے کہا۔۔۔

نجمہ رومال کے ساتھ ہاتھ صاف کر کے اس کی طرف متوجہ ہوئی ی۔۔۔

باقی سب بھی اسی کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

مما آپ نے کہا تھا کہ آپ میرے میڈیکل مکمل کرنے کے بعد ایشو کے گھر میرا رشتہ لے کے جائیں گی۔۔۔آپ میرا میڈیکل ختم ہو گیا ہے۔۔۔۔آپ جا کے خالہ سے بات کریں۔۔۔احمر کی شادی پہ ہی آپ نانو سے بھی بات کر لیں میں دیر نہیں چاہتا مذید۔۔۔

اس نے دوٹاک بات کی۔۔۔

تو نجمہ کے چہرے کی رگیں تن گ ئے۔۔۔۔آنکھوں میں غیض و غضب لیے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

ایسے فیصلوں میں جلد بازی نہیں کی جاتی۔۔۔۔اسامہ۔۔۔۔۔تم ایک میچور لڑکے ہو۔۔۔۔۔تمہارے ساتھ وہ کسی طور سوٹ نہیں کرتی

انہوں نے جیسے ضبط کر کے اسے ٹالنا چاہا۔۔۔۔

تو کیا آپ نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔۔۔۔؟

وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔

"انہوں نے ایک نظر اسے گھورا تھا۔۔۔۔۔"

"اس وقت تمہارے لیے یہی ٹھیک تھا۔۔۔۔"

انہوں نے اپنا لہجہ نارمل کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔

آپ رہنے دیجیئے مما۔۔۔۔۔میں نے آپ کی سن کے بھی دیکھ "

"لی۔۔۔۔اب جو میں کروں گا وہ آپ سب بھی دیکھیں گے۔۔۔۔

وہ غصے سے کہتا ہوا تیز تیز قدم اٹھاتا باہر نکل گیا۔۔۔

وہ اسے پکارتی رہ گئی۔۔۔۔

اشنال واقعی دردسر تھی۔۔۔۔

جون کے مہینے کا آگ اگلتا سورج۔۔۔۔۔اوپر سے فضا میں حبس نے درجہ حرارت میں اضافہ کر دیا تھا۔۔۔۔۔

دوسرا بے ہنگم ٹریفک نے۔۔۔۔۔رہی سہی کسر پوری کر دی تھی۔۔۔۔۔

یہ کالج میں ان کے انٹر کے پریکٹیکل کے دن تھے۔۔۔۔۔چونکہ اس کا گروپ اریشہ کے گروپ سے مختلف تھا تو۔۔۔۔اس کے پریکٹل کے اگلے دن اس کا پریکٹیکل ہوتا تھا۔۔۔۔اس طرح وہ آج کل گھر کے کپڑوں میں اکیلی ہی کالج آتی جاتی تھی۔۔۔۔

ابھی بھی۔۔۔۔وہ کالج سے نکل کے مین روڈ پہ آئی ی تھی۔۔۔۔اور تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔۔جب وہ ایک پتھر سے ٹکرائی ی۔۔۔۔۔با مشکل اس نے خود کو سنبھالا تھا۔۔۔۔۔

لیکن اس کا جوتا درمیان سے اکھڑ گیا تھا۔۔۔۔

اس نے بے بسی سے اپنی ٹوٹی ہوئی ی جوتی کو دیکھا تھا۔۔۔۔آگے دس پندرہ منٹ کا راستہ تھا اور ٹوٹی جوتی پہن کے چلنا ناممکن تھا۔۔۔

وہ وہی سائیڈ پہ سایہ دار درخت کے نیچے کھڑی ہو کے۔۔۔۔نیچلا ہونٹ کچلنے لگی۔۔۔

اور دل ہی دل میں اللہ سے دعا مانگنے لگی۔۔۔

جب دور سے آتی فور بھی فور کی شکل میں اسے امید کی ایک مدہم سی کرن دیکھائی ی تھی۔۔۔

وہ جانتی تھی اول تو وہ اسے دیکھے گا نہیں اگر دیکھے گا تو گاڑی نہیں روکے گا۔۔۔۔۔

اس لیے بغیر کچھ سوچے سمجھے اس کی گاڑی کے سامنے آگ ئی۔۔۔

اس نے ہارن دیا اور پھر اس کے قریب آ کے بریک ماردی۔۔۔

گاڑی بامشکل کنٹرول کی گ ئی تھی۔۔۔

وہ ابھی تک آنکھیں مینچ کے کھڑی تھی۔۔۔۔

وہ ذور سے گاڑی کا دروازہ بجاتا گاڑی سے باہر نکلا تھا۔۔۔۔۔۔

پھر سن گلاسز اتار کے شعلہ بار نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

جو بالکل ساکت آنکھیں مینچیں کھڑی تھی۔۔۔۔۔

کیا بد تمیزی ہے۔۔۔۔۔ مرنے کا بہت شوق ہے تو جاؤ ٹرین کے نیچے ''

آؤ۔۔۔۔۔۔ کسی کرین کے سامنے سر دو۔۔۔۔۔ میری گاڑی کے سامنے کیوں

آ کھڑی ہوئی ی ہو۔۔۔۔؟

وہ کڑے تیوروں سے اسے گھورتا۔۔۔۔۔ قدرے غصے سے بولا تھا۔۔۔۔۔

اس نے پہلے ایک آنکھ کھول کے دیکھا تھا پھر دوسری۔۔۔۔۔۔

پھر ایک لمبا سانس خارج کیا تھا۔۔۔۔۔

مطلب میں ذندہ ہوں۔۔۔۔ بچ گ ئی ہوں میں۔۔۔۔۔؟

اس نے گویا تصدیق چاہی۔۔۔۔

وہ اسے گھور کے رہ گیا۔۔۔

جو ڈھٹائی ی سے کھڑی تھی۔۔۔

اسے جی بھر کے اس کی ڈھٹائی ی پہ تاؤ آیا تھا مگر ضبط کر گیا تھا۔۔۔

وہ آسمانی رنگ کی قمیض شلوار پہنے۔۔۔ سر پہ چادر اوڑھے۔۔۔ سادہ سی لڑکی۔۔۔۔۔اس وقت اسی بہت معصوم لگی تھی۔۔۔

اس نے سر جھٹکا تھا۔۔۔۔

زندہ ہی ہو۔۔۔ابھی تک میرے سامنے سے ہٹو ورنہ اب کی بار۔۔۔۔۔زندہ"

"نہیں بچو گی پاگل لڑکی۔۔۔۔

وہ اسے گھوری سے نوازتا ایک ایک لفظ چبا چبا کے ادا کرتا گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔

پھر مڑ کے دیکھا وہ ابھی تک اسی پوزیشن میں کھڑی بے بسی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

اس نے ایک ابرو سوالیہ انداز میں اٹھایا۔۔۔

اس نے اپنا پاؤں آگے بڑھایا۔۔۔۔

تو اس نے ہونٹ سکیڑے۔۔۔۔۔ جیسے سمجھ گیا ہو۔۔۔۔

پھر نظر انداز کرتا ہوا۔۔ گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول کے اندر بیٹھ گیا۔۔۔

وہ بے بسی سے ہونٹ کچلتی اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

پھر ایک خیال آنے پہ اس کے قریب گ ئی۔۔۔۔

اندر جھانکی۔۔۔۔۔ دونوں کہنیاں فرنٹ ڈور پہ ٹکا کہ اعتماد سے بولی۔۔۔۔

"آپ مجھے لے کے جا رھے ہیں اپنے ساتھ کے نہیں۔۔۔۔؟"

اس نے اب کی بار قدرے اونچی آواز میں جتا کہ کہا۔۔۔

"نہیں"

دوٹوک جواب دیا گیا تھا۔۔۔

چلیں ٹھیک ہے اگر آپ وعدہ خلاف ہیں تو میں آپ سے زیادہ وعدہ خلاف"

ہوں۔۔۔۔۔"میں بھی ابھی اسی وقت سب کو بتاتی ہوں کہ آپ ہی خان

ہیں۔۔۔۔۔"

وہ اک ادا سے کہتی ہوئی ی آگے بڑھنے لگی۔۔۔۔

جب گاڑی کا دروازہ کھلنے کی آواز پہ وہ طنزیہ مسکرائی ی۔۔۔۔۔

سنو۔۔۔۔"آؤ بیٹھو"

اس نے اسے پکارا تھا۔۔۔۔۔

لہجہ سپاٹ تھا لیکن وہ اس کے چہرے کے بدلتے زاویے سوچ کے ہی دل ہی دل

میں خوش ہو رہی تھی

پھر وہ ایک ادا سے پیچھے پلٹی

جیسے اس پہ احسان کر رہی ہو۔۔۔۔۔

اور لفٹ ڈور کھول کے اندر بیٹھ گ ئی۔۔۔۔۔

اس نے بھی دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی۔۔۔۔

تیوری چڑھائے۔۔۔۔سپاٹ تاثرات لیے وہ خاموشی سے کار ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ بھی ہنسی دبائے۔۔۔شیشے سے باہر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اس چیز سے بے خبر کے کوئی اور بھی انہیں دیکھ چکا ہے۔۔۔۔

لاسٹ پریکٹیکل ختم ہوتے ہی۔۔۔۔خاندان میں احمر کی شادی کی دھوم مچ گئی تھی۔۔۔۔

خاندان کی پہلی شادی ہونے کی وجہ سے سب لوگ ہی پرجوش تھے۔۔۔۔

وہ بھی اپنا سب کچھ بھلائے آج کل بس بازار کے چکر کاٹتی ہی دیکھائی دیتی تھی۔۔۔

کبھی کس کام کے لیے کبھی کس کام کے لیے۔۔۔

کالج جانا بند ہوا تو۔۔۔۔خان سے رابطہ بھی منقطع ہو گیا تھا۔۔۔

کبھی کبھی وہ اسے یاد آتا تھا۔۔۔

لیکن پھر وہ مصروف ہو جاتی تھی۔۔۔۔

دن یوں ہی پر لگا کے اڑ رہے تھے۔۔۔۔

جب احمر کی مہندی کا دن آن پہنچا۔۔۔۔۔

خاندان کے سب لوگ جوش و خروش سے تیار ہونے میں مصروف

تھے۔۔۔۔۔

وہ شیشے کے سامنے کھڑی اپنی ماتھا پٹی درست کر رہی تھی۔۔۔۔۔

ساتھ ہی اس کی دوسری کزنز بھی کھڑی تھی۔۔۔۔۔

جب تیزی سے کمرے کے اندر داخل ہوتا اسامہ ٹھٹک کے رکا۔۔۔۔۔

گولڈن اور گرین رنگ کے امتزاج کا خوبصورت لہنگا پہنے۔۔۔۔ہاتھوں میں

تازہ پھولوں کے گجرے پہن رکھے تھے۔۔۔۔۔بال شانوں پہ

گرائے۔۔۔۔عجلت سے ماتھا پٹی ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہی

تھی۔۔۔۔۔

اسامہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔۔

وہ محویت سے اسے دیکھ رہا تھا

نظر نہیں ہٹا پار ہا تھا۔۔۔۔۔

جب ارمینہ کی آواز پہ وہ چونکا۔۔۔۔

ارے اسامہ وہاں کیوں کھڑے ہو اندر آؤ نا۔۔۔۔۔۔ گجرے دو ہمیں دیر ہو" رہی ہے۔۔۔۔۔

ارمینہ نے میک اپ کو آخری ٹچ دیتے ہوئے۔۔۔۔۔ عجلت سے کہا۔۔۔۔

تو ایشنال نے بھی پلٹ کے دیکھا

اور ایک اچنٹی نگاہ اس پہ ڈال کے پھر دوپٹہ سنبھالتی تیزی سے باہر نکل گئی۔۔۔۔

وہ اسے دیکھ کے ہمیشہ ایسے ہی کرتی تھی۔۔۔۔

وہ تلملا کہ رہ جاتا تھا

اور اس نے آج بھی ویسا ہی کیا تھا

لیکن اب وہ مذید دیر نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔۔

اس نے اپنے ذہن میں لائی حہ عمل ترتیب دیتے ہوئے۔۔۔۔۔ گجرے ارمینہ کی طرف بڑھائے۔۔۔۔

جو اس نے مسکراتے ہوئے تھام لیے۔۔۔۔۔

خود وہ باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

مہندی کا فنکشن رات کو دیر سے ختم ہوا۔۔۔۔ہال کی دوسری طرف کھانے کا انتظام تھا۔۔۔۔جب سب واپس ہال میں آئے تو ہر طرف اندھیرا تھا۔۔۔۔۔

احمر نے مینجر کو آواز دینے کے لیے لب کھولے ہی تھے

کہ ہال میں گونجتی گھمبیر آواز نے سب کو اس طرف متوجہ کیا

ہال میں اس وقت سب اپنے ہی تھے اور سب اس آواز کو پہچانتے تھے۔۔۔۔۔

پھر سے اگر ایک بار جیا جائے۔۔۔۔۔

بس تیرا نام ہی لیا جائے

ہمیں منظور ہے ہر اک فریب لیکن

نام تیرا لے کے دیا جائے

یہ محبت نہیں گلہ کوئی ی کہ

ہر غیر سے کیا جائے

زخم بن کر وجود کھتا ہے

اب تیرے ہاتھ سے سیا جائے۔۔۔۔۔

یاد تیری حسین جام ہے

سانس کے بیچ جو پیا جائے۔۔۔۔

ساتھ خود لے گیا وہ جاں ابر ک

اور اب تقاضا ہے کہ جیا جائے۔۔۔۔

سب نے حیرت سے یہ شعر سنا۔۔۔۔آواز کو وہ پہچانتے تھے لیکن کسی کو بھی

یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ اتنی اچھی شاعری بھی کرتا ھے۔۔۔۔۔

ایشنال کو وہ آواز اپنے ارد گرد ہی سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔۔

شاید وہ اس کے قریب کھڑا بول رہا تھا۔۔۔۔۔

پھر اس نے محسوس کیا تھا۔۔۔۔۔

کوئی اس کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

ایک دم لائٹس آن ہوئی تھی۔۔۔۔۔

اور سب یہ منظر دیکھ کہ ششدرہ گئے تھے۔۔۔۔۔

ایشنال خود حیرت میں گری پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کا یہ روپ دیکھ رہی تھی

جو اس وقت مہندی رنگ کا کرتا پہنے۔۔۔۔۔ کھلا کھلا سا دونوں کانوں کو ہاتھ

لگائے اس کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

نجمہ کے حواسوں پہ یہ منظر پہاڑ بن کے ٹوٹا

وہ بے یقینی سے اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

ایشو پہلے تو دو سال پہلے جو اس بندہ ناچیز نے آپ کی شان میں گستاخی کی"
تھی۔۔۔۔

اس کے لیے دل کی گہرائی یوں سے معذرت۔۔۔۔

پھر ایک التجا قبول کیجی ئے۔۔۔۔۔

یہ بندہ ناچیز آپ کو اپنی عزت بنانا چاہتا ہے۔۔۔۔ کیا آپ بننا پسند کریں
گی۔۔۔؟

وہ مسکرا کہ کہہ رہا تھا۔۔۔۔

اور وہ پتھر کی مورت بنی پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

سب لوگ شاک کی کیفیت میں تھے۔۔۔۔۔

لیکن ارمینہ کے چہرے پہ حسد کا عنصر نمایاں تھا۔۔۔۔

نجمہ نے بے چینی سے پہلو بدلا تھا۔۔۔۔۔

"اسامہ یہ کیا کہہ رہی ہو تم۔۔۔۔ایسا ممکن نہیں ہے۔۔۔۔۔"

"نہیں۔۔۔۔۔"

"نہیں"

وہ شاک کی کیفیت میں کہتی نفی میں سر ہلاتی الٹے پاؤں ہی پیچھے جانے لگی۔۔۔۔۔

اسامہ کی مسکراہٹ پھیکی پڑی پھر یکدم معدوم ہو گئی۔۔۔۔۔۔

اب مسکراہٹ کی جگہ سنجیدگی تھی۔۔۔۔۔

وہ دھیرے سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔

ایشنال نے ایک سہمی ہوئی نظر اطراف پہ دوڑائی۔۔۔۔۔سب اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

نجمہ کی نظروں کی کاٹ اسے اپنے جسم کے آر پار ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔۔

پھر وہ تیزی سے ہال سے باہر نکل گئی۔۔۔۔۔

اپنی غلطی کا ادراک ہوتے ہی۔۔۔۔اس نے ترچھی نظروں سے سب کو دیکھا

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

نجمہ اب تاسف سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

پھر آہستہ آہستہ سب ہال سے نکلنے لگے۔۔۔۔۔

اور وہ ہال میں اکیلا رہ گیا تھا

باہر رات قطرہ قطرہ پگھل رہی تھی۔۔۔۔۔

سلائی ی مشین کی کھٹ کھٹ کی آواز۔۔۔۔۔شام کے اس سکوت کو توڑ رہی تھی۔۔۔۔۔۔فضا میں اللہ اکبر کی گونج سنائی ی دی تھی۔۔۔۔۔۔۔بازار میں لوگوں کی کھسر پھسر کی آوازیں کسی سنسناہٹ کی طرح محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔

قریب ہی کی کسی دکان پہ شاید فل والیم کے ساتھ ٹی وی چل رہی تھی آواز دیوار کو چیرتی۔۔۔۔۔دیوار کی دوسری طرف دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے۔۔۔۔۔اس گندمی رنگت والے۔۔۔۔۔نوجوان کے کانوں تک پڑ رہی تھی۔۔۔۔

مرد اینکر شاید حالیہ ہونے والے زلزلے کی رپورٹنگ کر رہا تھا

لیکن دیوار کے اس پار کھڑا وہ گندمی رنگت والا لڑکا۔۔۔۔سپاٹ تاثرات لیے

محویت سے موبائی ل پہ کچھ ڈائی ل کر رہا تھا

"اسلام علیکم صاحب۔۔۔۔۔"

کال لگتے ہی جھٹ اس نے چاپلوسی والا انداز اپنایا تھا۔۔۔

باچھیں چیرتے ہوئے۔۔۔۔۔وہ فون کی دوسری طرف موجود شخص کی بات

سن رہا تھا۔۔۔

ارے نہیں صاحب۔۔۔۔اس دفعہ پکی خبر لایا ہوں۔۔۔اپنی آنکھوں سے"

دیکھ کے آیا ہوں۔۔۔۔سارے ثبوت اکھٹے کیے ہیں۔۔۔۔میں

"نے۔۔۔اب آپ بس میرا انعام تیار رکھیں۔۔۔۔

اس نے اپنائیت سے کہا۔۔۔۔

ارے صاحب جی میں سو فیصد یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میں جس شخص تک"

"پہنچا ہوں وہی خان ہے۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اس نے ذرا رازداری سے بند دکان کے شیٹر کے ساتھ ٹیک لگا کہ کہا

وہ اس وقت ایک بند گلی کے اندر کھڑا تھا۔۔۔

کچھ دکانیں کھلی تھی کچھ بند تھی۔۔۔۔

اور ایک اور خبر بھی لایا ہوں۔۔۔۔وہ خان ایک لڑکی کے ساتھ بہت ملتا ہے''

''آج کل۔۔۔۔۔۔

قریب سے گزرنے والے ایک راہگیر نے اس کا یہ جملہ سنا تھا پھر ٹھٹک کے رکا

تھا۔۔۔

اور اس کا جائزہ لیا تھا۔۔۔۔۔

اور پھر پلٹ کے آگے بڑھ گیا تھا۔۔۔

ہاں صاحب جی ایسے کر لیتے ہیں اس لڑکی کو اٹھوا لیتے ہیں خان کسی کتے کی''

''طرح آپ کے قدموں میں ہو گا۔۔۔۔۔۔

اس نے اب کی بار تجویز پیش کی

راہگیر نے ایک دفعہ پھر پلٹ کے دیکھا تھا۔۔۔

اسی لمحے وہ فون کان کے ساتھ لگائے مڑا اور چونک کے خود سے دو قدم کے فاصلے پہ کھڑے راہگیر کو گھورا۔۔۔۔۔

"کیا ہے رے یہاں کھڑا باتیں سن رہا ہے کیا؟"

وہ منہ سے پان تھوکتے ہوئے تیوری چڑھا کہ بولا۔۔۔

تو وہ شخص بوکھلا گیا

اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا گلی سے نکل کہ باہر سڑک کی طرف گیا اور پھر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔۔۔

ہاں جی جی صاحب۔۔۔۔۔یہی ہوں وہ کوئی ی۔۔۔۔(گالی)"

"کھڑا ہو کہ باتیں سن رہا تھا۔۔۔۔

ایک دفعہ پھر پیچھے مڑ کے دیکھا تھا اور منہ میں موجود بچا کچا پان زمین پہ تھوکا تھا۔۔۔

نہیں صاحب جی کچھ سنا نہیں۔۔۔۔۔"بس مجھ پہ چھوڑ دیں"

صاحب۔۔۔۔۔کل تک وہ لڑکی آپ کے قدموں میں ہو گی۔۔۔۔۔"بس

دیکھتے جائی یے آپ مٹھو کہتے ہیں مجھے۔۔۔۔۔

اپنی تعریف خود ہی کرتے ہوئے۔۔۔۔۔اس نے فخریہ کالر جھاڑے۔۔۔۔۔

اور کال کاٹ کے موبائی ل جیب میں ڈالا

اور سیٹی بجاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔

یہ صبح اپنے اندر۔۔۔۔۔خوشگواریت سموئے اتری تھی صبح سے وقفے وقفے سے

ہونے والی۔۔۔۔۔بارش نے موسم تروتازہ کر دیا تھا۔۔۔۔

اس گھر میں معمول سے ہٹ کے چہل پہل تھی سب اپنی تیاریوں میں مصروف

تھے۔۔۔۔۔

وہ ایک پلر کے ساتھ ٹیک لگائے۔۔۔۔۔سوگوار سا کھڑا تھا۔۔۔۔۔

کل کے واقعے کے بعد۔۔۔۔۔نجمہ اس سے سخت ناراض تھی۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

باقی سب بھی اس سے کم کم ہی بات کر رہے تھے۔۔۔

وجہ اس کا انداز نہیں حسد کی آگ تھی جو ان کے سینوں میں بھڑک رہی تھی۔۔۔

اور ایشنال اسے کل رات کے بعد نظر نہیں آئی ی تھی۔۔۔

شاید وہ اس کے سامنے آنے سے کترا رہی تھی۔۔۔

لیکن اس کا ارادہ اس کا دل دکھانے کا نہیں تھا

وہ تو اپنی زندگی میں گل اگانے کا خواہشمند تھا انجانے میں اس نے کانٹے بو دی ئے تھے۔۔۔

اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ شاید وہ جلد بازی کر گیا تھا۔۔۔۔

وہ یہ بات ایشنال کو اکیلے میں بھی کہہ سکتا تھا

شاید تب اس کا ردعمل اس سے مختلف ہوتا۔۔۔۔

وہ خود ہی سوچوں کے تانے بانے بن رہا تھا

کل رات والا ہی کرتا پہنے۔۔۔۔بکھرے بالوں لال آنکھوں والا وہ

لڑکا۔۔۔۔اس خوشگوار ماحول میں بھی دنیا سے روٹھا ہوا لگتا تھا۔۔۔

وہ ہاتھ باندھے یہی سوچ رہا تھا۔۔۔۔۔جب ذرمینہ اس کی سب سے چھوٹی

خالہ کی بیٹی عجلت سے اس کی طرف آتی دیکھائی دی۔۔۔

وہ سیدھا ہو کہ کھڑا ہوا۔۔۔۔

اسامہ بھائی ہم سب نے پارلر تک جانا ہے۔۔۔۔کیا آپ ہمیں لے"

"جائیں گے پارلر تک۔۔۔۔۔؟

اس نے التجائیہ لہجہ اپنایا۔۔۔

Sure

وہ جبراً مسکرایا

اس چھوٹی لڑکی کو نا کرنا اسے مناسب نہیں لگا۔۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ آگے بڑھتا۔۔۔

کسی نے تیزی سے آ کے زرمینہ کی کلائی ی پکڑ لی تھی۔۔۔۔

اس کے قدم وہی زنجیر ہوئے۔۔۔۔۔

ہاتھ کی سمت میں دیکھا تو سانس نہیں لے پایا۔۔۔۔

وہ کالے رنگ کا لباس پہنے۔۔۔۔۔میک اپ سے عاری چہرہ لیے کسی زخمی

شیرنی کی طرح کھڑی اسے گھور رہی تھی۔۔۔۔۔

زرمینہ تمہیں کس نے کہا کہ تم اسے جا کے کہو کہ ہمیں چھوڑ کے آئے"

"پارلر۔۔۔۔۔

وہ سپاٹ چہرہ لیے رعب سے زرمینہ کی طرف پلٹی۔۔۔۔

تو وہ بوکھلا گئی۔۔۔۔۔

تمہارا کیا خیال تھا میں اس کے ساتھ چلی جاؤں گی۔۔۔۔۔۔؟""گھروں کی"

بہنوں بیٹیوں پہ نظر رکھنے والے مرد پائیدار ہوتے ہیں کیا۔۔۔۔۔""؟

اس کی اس بات پہ اس نے سر اٹھایا

آنکھوں میں سرد سی تپش لیے اسے دیکھا مگر پی گیا

بلکے تم اس سے بات ہی کیوں کر رہی ہو۔۔۔؟ کیا خبر یہ تمہیں کس نظر سے

دیکھ رہا ہو۔۔۔۔۔۔؟

وہ طنزاً اس کی طرف پلٹی۔۔۔۔

ایشنال۔۔۔۔۔

اس نے ذرا سختی سے اسے ٹوکا۔۔۔۔۔

آنکھیں اور چہرہ اس وقت غصے کی وجہ سے لال ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

بس کیجیے۔۔۔۔۔ میرے سامنے زیادہ پارسا نہ بنو۔۔۔۔۔ تمہارے جیسے "

مردوں کی نیت سے میں اچھی طرح واقف ہوں۔۔۔۔۔پل میں بہن ہوتی ہے

"پل میں۔۔۔۔ معشوقہ محبوبہ۔۔۔۔۔

اس نے ایک دفعہ پھر ہاتھ باندھ کہ طنز کا نشتر چلایا۔۔۔۔

اسامہ کو ایسا محسوس ہوا وہ کسی تیز عاری سے اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر

رہی ہے۔۔۔۔۔

سب لڑکیاں اب یہاں ارد گرد جمع ہو رہی تھی۔۔۔

اور اسامہ کا کھڑا ہونا محال ہو رہا تھا

اس نے کوئی اتنا بڑا جرم تو نہیں کیا تھا جس طرح وہ اسے ذلیل کر رہی تھی۔۔۔

لیکن ناپسندیدہ شخص کی عام سی بات بھی جرم بن جاتی ہے۔۔۔

وہ بھی مجرم بنا کٹہرے میں کھڑا تھا۔۔۔۔

"ایشنال یہ میری بہن ہے۔۔۔۔"

اس نے ایک ایک لفظ پہ ذور دے کے کہا۔۔۔۔

اس کی آواز اب پہلے سے اونچی تھی۔۔۔

وہ ضبط کھوتا جا رہا تھا۔۔۔۔

چہرے کی رگیں تنی ہوئی تھی جبڑے بھینچے وہ اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو اس

وقت لحاظ کی ساری حدیں پھلانگے اس کے روبرو کھڑی تھی۔۔۔

یہ وہی لڑکی تھی جو کبھی اس کی بہت اچھی دوست تھی۔۔۔۔

لیکن دوست جب دشمن بنتا ہے تو وہ سب سے خطرناک ثابت ہوتا ہے۔۔۔

اور اس کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو رہا تھا

بس کیجیے۔۔۔۔پہلے مجھے بھی بہن ہی کہتے تھے آپ۔۔۔۔پھر معشوقہ "

"بنالیا اب کس کا نمبر ہے زرمینہ کا۔۔۔۔

ہنوز پر سکون لہجے میں کہا۔۔۔۔

اور اسامہ ضبط کھو گیا۔۔۔۔

وہ آگے بڑھا اور اس سے پہلے کے وہ ہاتھ اٹھاتا۔۔۔

ہاتھ ہوا میں مہلک رہ گیا۔۔۔۔

وہ بس لال انگارہ آنکھیں لیے اس کا چہرہ دیکھ کہ رہ گیا جو اس

وقت۔۔۔۔کسی پتھر کی طرح سنگدلی سے کھڑی تھی

اس کی اس حرکت پہ بے ساختہ دو قدم پیچھے ہٹی۔۔۔۔

"ماردو یہ کسر بھی پوری کردو۔۔۔"

وہ چلائی ی

"چلو زرمینہ۔۔"

اور اسامہ تیزی سے زرمینہ کا بازو پکڑ کے گاڑی کی طرف بڑھ گیا

جن کے اپنے ذہنوں میں زنگ ہوتا ہے نا انہیں ہر برتن زنگ آلود ہی لگتا"

"ہے۔۔۔۔

اور سپاٹ لہجے میں کہتا ہوا وہ کار کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

"ارمینہ بھی تیزی سے پیچھے گ ئی۔۔۔۔۔"

اور پھر پلٹی۔۔۔"

"چلو ختم کرو یہ نخرہ آؤ۔۔۔۔۔اکیلی کیسے جاؤ گی۔۔۔۔"

ارمینہ ایسے بولی گویا اس پہ کوئی ی احسان کر رہی ہو۔۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"ارمینہ میری گاڑی میں مذید جگا نہیں ہے۔۔۔۔۔"

سامنے دیکھتے ہوئے۔۔۔۔اسے ٹوکا گیا تھا

اور وہ کلس کے رہ گئی تھی۔۔۔۔۔

مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے ایشنال ملک کہتے ہیں مجھے میں اکیلی بھی جا سکتی"

"ہوں۔۔

اور اس سے پہلے کے کوئی اسے روکتا وہ چادر درست کرتے ہوئے مین ڈور

کراس کر گئے۔۔۔۔۔

اسامہ بھی سر جھٹک کے کار کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

واقعی اس سے بد تمیز اور خود سر لڑکی اس نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھی"

تھی

وہ غصے سے تیز تیز قدم اٹھاتی۔۔۔۔۔مین سڑک کی طرف گئی۔۔۔۔۔

اور دل ہی دل میں اسامہ کو گالیوں سے نواز رہی تھی۔۔۔۔۔

مین سڑک کراس کر کے وہ جیسے ہی دوسرے روڈ پہ گ ئی۔۔۔۔۔سنسان علاقہ شروع ہو چکا۔۔۔۔۔تھا۔۔۔۔۔

جب ایک بلیک کرولا۔۔۔۔۔۔۔تیزی سے پاس سے گزری۔۔۔۔

یہ وہی کرولا تھی جو گھر کے باہر سے اس کا تعاقب کر رہی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی۔۔۔۔ایک موٹا تازہ مرد کار سے نکلا اور اس کے منہ پہ رومال رکھ کہ اسے گاڑی میں بیٹھانے کی کوشش کرنے لگے۔۔۔۔۔

اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا

آخری چہرہ جو اس نے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ ورطہ حیرت میں مبتلا ہو گ ئی۔۔۔۔۔

وہ دیدے پھاڑے با مشکل آنکھیں کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔۔

اب مذید مذاحمت بیکار تھی۔۔۔۔۔

اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرہ چھا گیا۔۔۔۔

وہ بلیک کرولا فراٹے بھرتی ہوئی ی آگے بڑھ گ ئی۔۔۔۔

ہلکا سیاہ اندھیرا جنگل کے ان ویران پیڑوں کو آہستہ آہستہ اپنے حصار میں لے رہا تھا۔۔۔۔ نیم روشنی کی وجہ سے زمین پہ جو قد آور پیڑوں کی پر چھائی یاں تھی اب معدوم ہو رہی تھی۔۔۔۔ اس سناٹے میں عجیب سی وحشت ڈیرے جمائے بیٹھی تھی۔۔۔۔

اس کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو ایک انجان جگہ پہ پایا۔۔۔۔ اس نے بامشکل اپنی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔۔۔۔ کمرے میں مکمل اندھیرا تھا اس نے کہنیوں کے بل اٹھنے کی کوشش کی۔۔۔۔ آہستہ آہستہ سب اسے یاد آنے لگا۔۔۔ اس نے نظریں گھما کہ ارد گرد دیکھا اسے کچھ دیکھائی ی نہ دیا۔۔۔۔

البتہ ایک کونے میں کوئی ی شخص کھڑا تھا جس کی اس کی طرف پیٹھ

تھی۔۔۔۔اس کے ہاتھ میں موبائل تھا جس کی اسکرین سے نکلتی ذرد

شعائیں چھت کے ساتھ ٹکرا رہی تھی۔۔۔۔

وہ سارے منظر ایک دفعہ پھر اسے یاد آنے لگے۔۔۔۔پھر وہ بجلی کی تیزی کے

ساتھ اٹھ کے گ ئی تھی۔۔۔اس شخص نے چہرہ موڑنے کی زحمت نہیں کی

تھی۔۔۔۔

اس نے اسے کندھے سے موڑ کہ اس کا رخ اپنی طرف موڑا

اور پھر وہ سانس نہیں لے پائی ی تھی وہ ساکت وجامد ہو کے کھڑی ہو

گ ئی۔۔۔۔

وہ تو اپنا بھرم یا نظر کا دھوکہ سمجھی تھی لیکن یہ تو ایک حقیقت تھی

جیتی جاگتی حقیقت۔۔۔۔

وہ سانس نہیں لے پائی ی بس دم باخود سی اسے دیکھے گ ئی۔۔۔۔

کتنے وقت کے بعد وہ اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

اور وہ بھی اس کی مرضی سے۔۔۔۔۔

وہ چہرے پہ الجھن کے تاثرات سجائے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

پھر اس نے گلا کھنکار کے اسے خیالوں کی دنیا سے باہر کھینچ لانے کی کوشش کی

وہ ایک دم سے ہوش میں آئی ی۔۔۔۔۔

آپ نے مجھے اغوا٦ کیا ہے۔۔۔۔۔۔؟

اس نے سوال داغا۔۔۔۔۔

اس نے نظرانداز کیا

اس نے برا سامنہ بنایا

تھوڑے سے توقف کے بعد وہ پھر قدرے اونچی آواز میں بولی

آپ نے مجھے اغوا کیا ہے۔۔۔۔۔؟ ویسے ہی جیسے۔۔۔۔ڈراموں میں ۔۔۔۔۔ناولوں میں ظالم غنڈے۔۔۔۔۔نازک معصوم لڑکیوں "کو۔۔۔۔۔اغوا کر کے زبردستی ان سے شادی کر لیتے ہیں۔۔۔۔۔۔

اس نے اس کے قریب۔۔۔۔۔جا کہ جھک کے ایک ادا سے کہا تھا۔۔۔۔۔۔جس کی اس کی طرف پیٹھ تھی۔۔۔۔۔

وہ اپنے موبائل پہ کچھ لکھنے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔

اپنی بات کا جواب نہ ملنے کی وجہ سے اس نے برا سا منہ بنایا تھا۔۔۔۔۔پھر پہلو میں کھیلتے چھوٹے سے بلی کے بچے کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

وہ ابھی تک کسی کا نمبر ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔۔۔

اسے مصروف دیکھ کہ وہ پھر۔۔۔۔ہاتھ کمر کے پیچھے باندھے۔۔۔۔۔اس کے قریب گئی تھی۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔۔مولوی کا نمبر نہیں مل رہا۔۔۔۔"؟"

اس نے جھانک کے موبائی ل پہ کچھ دیکھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

اس نے پلٹ کے شعلہ بار نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

وہ یکدم کھسیانی ہوئی ی تھی۔۔۔وہاں سے کھسک گ ئی تھی۔۔۔۔۔

اس نے فون کان کے ساتھ لگایا۔۔۔ایک دفعہ دوسری دفعہ پھر تیسری"

دفعہ۔۔۔۔اسے جی بھر کے غصہ آیا تھا۔۔۔۔

تو کیا آپ پستول منگوا رہے ہیں۔۔۔۔"؟۔۔جس کے زور پہ آپ مجھ سے"

نکاح کریں گے۔۔۔۔

اس نے ایک دفعہ پھر قریب آ کے رازداری سے کہا تھا۔۔۔

نہیں پستول تو ہے نہیں میری پاس تمہارا کام میں چھری کے ساتھ ہی کر دوں"

گا۔۔۔"اگر ایک لفظ بھی مذید تم بولیں تو میں تمہاری گردن ہی اڑا دوں

گا۔۔۔۔ تمہیں دیکھ کے ہی مجھے یقین آیا ہے دنیا میں عذاب کیسے مسلط ہوتا

ہے۔۔۔۔۔"

اس نے جیب سے چھری نکال کے اس کی گردن پہ رکھی تھی۔۔۔۔

اسے پہلے سے ہی اس پر غصہ تھا بھڑاس۔۔۔۔۔اس پہ نکلی تھی۔۔۔۔

وہ بڑبڑاتی ہوئی ی۔۔۔۔واپس اسی جگہ بیٹھ گ ئی۔۔۔۔

ہوں۔۔۔۔۔آوارہ بد معاش۔۔۔۔۔ کھڑوس۔۔۔۔۔کارٹون"

"۔۔۔۔۔۔نک چڑانہ ہوتو۔۔۔۔۔۔

وہ براسا منہ بنا کہ اونچی آواز میں کہنے لگی۔۔۔۔۔

پھر نظر گھما کہ دیکھا وہ اسے ہی غصے سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

آپ کیوں غصے سے دیکھ رہے ہیں آپ کو تو نہیں کہہ رہی اس آوارہ بلی کے بچے"

"کو کہہ رہی ہوں۔۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

اب کی بار اس نے معصومیت سے کہا تھا

وہ نا چاہتے ہوئے بھی اپنی ہنسی نہیں روک پایا تھا لیکن اس نے نچلا لب دبا کے

اپنی ہنسی ضبط کر لی تھی وہ ابھی تک منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا رہی تھی۔۔۔۔

اور وہ دوبارہ سے موبائل پہ کسی کا نمبر ڈائل کرنے لگا

باہر شام کا سرمئی اندھیرہ آہستہ آہستہ سیاہ رات میں بدل رہا تھا۔۔۔۔

اس جگمگاتی روشنیوں سے چمکتے گھر میں ایک دم سوگ طاری ہو گیا

تھا۔۔۔۔ باہر مہمانوں کی کھسر پھسر کی آوازیں۔۔۔۔ آرہی

تھی۔۔۔۔ شاید ڈھول بھی بج رہا تھا۔۔۔۔

تھوڑا سا آگے جائے تو بند کمرے کے پیچھے بیٹھے تمام نفوس کے چہروں پہ عجیب

سی پریشانی نے ڈیرے جمائے ہوئے تھے۔۔۔

ایک طرف کمزور سے کندھے ڈھلکے سفید لباس میں ملبوس۔۔۔۔ایشنال کے والد بیٹھے تھے چہرے پہ تفکر نمایاں تھا۔۔۔۔

قریب ہی صوفے پہ۔۔۔۔ہلکے سبز رنگ کے سادہ سے لباس میں بالوں کا اونچا جوڑا کیے۔۔۔۔پریشان سی ایشنال کی امی بیٹھی تھی نم آنکھیں فرش پہ جما رکھی تھی۔۔۔

لمحہ بالمحہ چور نظروں سے اپنے شوہر کو بھی دیکھ لیتی تھی۔۔۔

تھوڑے سے فاصلے پہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے سادہ سا کرتا پہنے آستین فولڈ کر رکھی تھی۔۔۔۔۔ماتھے پہ شکنیں نمایاں تھی کبھی کبھی ان شکنوں کی جگہ ملال بھی لے لیتا تھا۔۔۔۔۔سر تقریبا جھکائے اداس سا اسامہ کھڑا تھا۔۔۔۔

اور اس کے بالکل قریب گھیرے دار فراک اور چوڑی دار پاجامہ پہنے۔۔۔۔چہرے پہ مکاری سجائے ارمینہ کھڑی تھی۔۔۔

دل میں جلن کی آگ بھڑک رہی تھی۔۔۔۔

اس سے بہتر موقع دشمن کو زیر کرنے کا کیا ہو سکتا ہے جب دشمن اپنے حق میں صفائی ی دینے کے لیے موجود ہی نہ ہو۔۔۔۔

اس نے ایک اچنٹی نگاہ اپنے برابر میں کھڑے اداس سے اسامہ پہ ڈالی۔۔۔جو نظریں جھکائے سر گرائے کھڑا تھا۔۔۔۔

"آیا بڑا مجنوں"

دل ہی دل میں اسے کوستے۔۔۔۔ نظروں کا رخ دوسری جانب موڑا۔۔۔

آپ پولیس میں ایف آئی آر کٹوادیں نا۔۔۔۔میری بچی کو"

"گ ئے۔۔۔۔6 گھنٹے گزر گ ئے ہیں وہ تو پار لر بھی نہیں پہنچی۔۔۔۔

انہوں نے دل پہ ہاتھ رکھ کہ اپنے شوھر کی منت کی۔۔۔۔

جو خود پریشان سے بیٹھے تھے۔۔۔۔

بیگم یہ شادی والا گھر ہے۔۔۔۔یہاں پولیس آئے گی تو لوگ سو سو باتیں"

"کریں گے حوصلہ رکھیں ہمت سے کام لیں۔۔۔۔

انہوں نے اپنے طور پہ انہیں تسلی دی لیکن وہ بھی ماں تھی کہاں ٹلنے والی تھی

۔۔۔۔۔

خالو ہو سکتا ہے ایشو کو کسی نے اغوا کر لیا ہو۔۔۔۔وہ کسی مصیبت میں بھی ہو"

سکتی ہے۔۔۔۔

وہ بے تابی سے آگے بڑھا۔۔۔۔

بے چینی واضح تھی۔۔۔

دل میں کہیں نہ کہیں دن والی لڑائی کو لے کے ملال بھی تھا خفت بھی تھی کہ

کہیں اس کی باتوں کی وجہ سے تو وہ چلی نہیں گئی۔۔۔۔

باہر ابھی بھی ذور ذور سے ڈھولک بجنے کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھی شاید برآت جانے کے لیے تیار کھڑی تھی۔۔۔۔

ایشنال کی امی رو رو کے تھک چکی تھی لہازہ اب شکست خورہ سی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کے بیٹھی تھی۔۔۔۔

اسامہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بے چینی سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اور ہاشم ملک خاموش تھے بالکل خاموش۔۔۔۔

ایسے میں صرف ایک زرمینہ تھی۔۔۔۔ جو کسی گہری سوچ میں مبتلا دیکھائی دیتی تھی۔۔۔۔

ایک نظر اطراف میں کھڑے لوگوں کا جائزہ لینے کے بعد وہ اب زہرا گلنے کو تیار تھی۔۔۔۔

تھوڑا دور فاصلے پہ پیڑوں کو چیرتی ہوئی ی ہوائیں یں لمبے لمبے قد آور پہاڑوں میں سنسناہٹ پیدا کرتی اپنی ہی دھن میں آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔جنگل میں گھپ اندھیرا اور وحشت زدہ خاموشی جسے کسی اونگھتے جنگلی جانور کی آواز توڑتی۔۔۔۔اور پھر اس ڈر اور وحشت میں تھوڑا اور اضافہ کر دیتی۔۔۔۔۔ایک لمبے قد آور درخت کے اوپر اونگھتے الونے۔۔۔۔۔اپنی لال آنکھوں سے اطراف کا جائزہ لیا اور پھر منہ سے عجیب سی آواز نکال کے جیسے اہل جنگل کو مخاطب کیا۔۔۔۔۔۔

دور سے اس وحشت زدہ جنگل میں سانس لینا مشکل لگتا تھا لیکن دور بنی وہ چھوٹی سی سرنگ اندھیرے میں جگنو کی طرح چمکتی تھی۔۔۔۔۔

اور اس سرنگ کے باہر رات کے اس پہر بھی۔۔۔۔۔کسی جنگلی جانور کی آواز کو خاطر میں لائے بغیر۔۔۔۔۔وہ بڑی مونچھوں اور چوڑی چھاتی والا۔۔۔۔۔۔ شخص بڑی سی بندوق اٹھائے چاک وچوبند نظر آتا تھا۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

تھوڑی تھوڑی دیر بعد لال آنکھوں سے اطراف کا جائزہ بھی لے لیتا تھا۔۔

اندر جاؤ۔۔۔۔تو ایک کچا راستہ تھا جو دو طرف مڑتا تھا۔۔۔۔۔۔۔دائیں طرف

کچھ برتن رکھے ہوئے تھے اور بائیں طرف دو چار پائی یاں۔۔۔۔۔۔پڑی

تھی۔۔۔۔ایک طرف دو تین مٹکے پڑے تھے۔۔۔۔۔

پاس چھوٹا سا بلی کا سفید نرم نرم بالوں والا بچہ اونگھ رہا تھا۔۔۔۔۔

جلتے لیمپ کی مدہم روشنی میں اس نے۔۔۔۔اس بھورے بالوں والے لڑکے کو

اندر آتے ہوئے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

سادہ سی سفید رنگ کی ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں بکھرے بالوں اور

۔۔۔۔۔۔۔بے تاثر چہرے کے ساتھ وہ تھکا تھکا ہوا لگتا تھا۔۔۔۔۔

ایک نظر کونے میں بیٹھی۔۔۔۔۔ایشنال کو دیکھا جو پتہ نہیں کیوں فکر مندی سی

بیٹھی تھی۔۔۔

وہ ایک لمحہ اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔اس کی شرٹ پہ لگے موتی چمک رہے تھے کھلے بالوں کا اب رف سا جوڑا بنا لیا تھا چونکہ وہ پارلر نہیں جا سکی تھی تو صاف اور معصوم سا چہرہ۔۔۔۔۔لیے وہ گھٹنوں کو باہم ملا کہ اس کے اوپر تھوڑی ٹکا کہ زمین کو گھور رہی تھی۔۔۔

پچھلی جھڑپ کے بعد اس نے خان کو مخاطب نہیں کیا تھا۔۔۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کے قریب گیا تھا اور اس کے بالکل سامنے بیٹھا تھا

اس نے سر نہیں اٹھایا تھا۔۔۔۔۔

"پیاری لڑکی کیا تمہیں بھوک لگی ہے۔۔۔۔۔"

اس دفعہ اس کے لہجے میں کوئی ی بے رخی سختی یا طنز نہیں تھا

اس نے چونک کے سر اٹھایا

وہ مسکرا کہ دیکھتا نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔

دور اس چمکتی روشنیوں سے مزین گھر میں وہ لومڑی جیسی چال چلتی چہرے پہ اعتماد سجائے۔۔۔۔۔اسامہ کے آگے سے گزرتی۔۔۔۔۔اب پورے اعتماد سے ہاشم ملک کے سامنے جا کے کھڑی ہوئی ی تھی۔۔۔۔۔

آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔۔۔لیکن تذبذب کا شکار لگتی تھی۔۔۔۔۔۔

''آپ کو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔۔۔''

ایشنال نے روٹھے پن سے چہرہ دوسری جانب موڑ لیا وہ دھیرے سے ہنسا تھا۔۔۔۔۔

ہاشم ملک نے اسے یوں اپنے سامنے کھڑا دیکھ کہ۔۔۔۔۔سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا

اسامہ نے بھی پہلی دفعہ سر اٹھایا تھا وہ بھی کچھ ایسی ہی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

مجھے واقعی ہی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔۔بے شک میں چار دن کھانا نہ" کھاؤں۔۔۔۔لیکن تمہیں فرق پڑتا ہے۔۔۔۔کیونکہ تم بھوکا رہنے کی عادی نہیں ہو۔۔۔۔۔"اور اگر تمہیں یہ لگتا ہے کہ میں تم سے گذشتہ رویے کی معافی مانگوں گا تو ایسا نہیں ہے۔۔۔میں نے تب تمہیں کچھ غلط نہیں کہا میں تمہیں کسی غلط نیت سے یہاں نہیں لایا میری وجہ سے تمہاری جان کو خطرہ تھا میں صرف تمہاری خفاظت کر رہا ہوں۔۔۔اور جیسے ہی مجھے اطلاع ملتی ہے کہ سب ٹھیک ہے میں تمہیں گھر بجھوا دوں گا۔۔۔۔

وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھداور وہ یک ٹک اس کا منہ دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

کیا بات ہے ارمینہ تم کوئی ی بات کرنا چاہتی ہو۔۔۔۔"

انہوں نے آخر پوچھ ہی لیا تھا

اسامہ ابھی تک گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

جی خالو لیکن سمجھ نہیں آ رہی کیسے کہوں۔۔۔۔"

انگلیاں مروڑتے ہوئے اس نے سر نہیں اٹھایا تھا

بتاؤ اگر تم کچھ جانتی ہو۔۔۔۔۔

ان کے لہجے میں بے چینی تھی۔۔۔۔۔

اب کی بار ایشنال کی امی بھی بے چین ہو گئی تھی۔۔"

"وہ" خالو ایشنال کا کسی لڑکے سے افئیر تھا۔۔۔۔

اس نے بامشکل مدہم آواز میں کہا تھا۔۔۔۔۔

اور ہاشم ملک اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

ایشنال کی امی وہی ساکت ہوئی تھی۔۔۔۔۔

اور اسامہ۔۔۔۔۔وہ حیرت سے پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ اس کے سامنے کچھ فروٹس کاٹ کے رکھ رہا تھا۔۔۔۔

وہ قدرے غیر آرام دے سی بیٹھی تھی۔۔۔

"میرے گھر والے بہت پریشان ہونگے۔۔۔۔"

اس نے سر جھکائے جیسے خود کلامی کی تھی۔۔۔۔

میں جانتا ہوں لیکن مجھ پہ اعتبار کرو میں سب ٹھیک کر دوں گا۔۔۔۔"

اس نے سیب کو چار ٹکڑوں میں کاٹتے ہوئے کہا۔۔۔

یکدم۔۔۔۔وہ تیز دھار چاقو اس کی ہتھیلی کو کاٹتا ہوا آگے بڑھ گیا۔۔۔۔

گاڑھا لال مادہ اس کے ہاتھوں سے بہتا ہوا کچی زمین پہ جذب ہونے لگا

اس کی مسکراہٹ سمٹی۔۔۔۔۔

ہتھیلی بری طرح زخمی ہوئی ی تھی۔۔۔

اور اسی لمحے ایشنال کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا تھا

وہ ابھی تک پر سکون بیٹھا تھا

اسے حیرت تھی کہ وہ کیوں اتنے سکون سے بیٹھا ہے

خون کے ننھے ننھے لال قطرے ابھی تک کچی مٹی میں جذب ہو رہے تھے

وہ ایک دم چونکی اور جھپٹنے والے انداز میں اس کا سخت مردانہ ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا

اس نے ایک دم حیرت زدہ سا اس کی اس حرکت کو دیکھا تھا

جو اپنے ریشمی زرد رنگ کے دوپٹے کو اس کے ہاتھ پہ باندھ رہی تھی

فکرمندی واضح تھی

وہ عمر کے اس حصے میں تھا کہ چہرہ اور آنکھیں پڑھنا اس کے لیے مشکل نہیں تھا

یہ وہ حقیقت تھی۔۔۔۔ جسے وہ کب سے جھٹلا رہا تھا لیکن یہ حقیقت آج اپنے

اندر تمام تر سچائی یاں چھپائے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑی تھی۔۔۔۔

وہ آج اس حقیقت کو تسلیم کر چکا تھا کہ ایشنال ملک بری طرح سے اس کی "محبت میں گرفتار تھی۔۔۔۔۔

کیا بکواس کر رہی ہو تم ارمینہ تمہیں پتہ ہے تم کس کے بارے میں ایسی بکواس" "کر۔رہی ہو۔۔۔۔۔

میں جانتا ہوں ایشنال کو وہ کسی سے محبت تک نہیں کر سکتی اور تم اس پہ افیئر کا "الزام لگا رہی ہو۔۔۔۔۔

اسامہ دھاڑا تھا۔۔۔۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا اس گھٹیا بات کی پاداش میں وہ اس کا منہ نوچ لے۔۔۔۔۔

کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے نا اس انسان کے بارے میں ایسا دعوی سننا کہ وہ کسی اور کی محبت میں گرفتار ہے

وہ اس وقت غصے سے پاگل ہو رہا تھا

ہاشم ملک البتہ ہونٹ بھینچے ایک طرف کھڑے تھے۔۔۔۔۔

اور مسز ہاشم بس یک ٹک کبھی بپھرے ہوئے اسامہ کو دیکھتی کبھی ضبط کیے

کھڑے اپنے شوہر کو اور بار بار نفی میں سر ہلاتی تھی۔۔۔۔

اور ارمینہ اسامہ کے رد عمل سے سہم گ ئی تھی۔۔۔

اس نے نرمی سے اپنا ہاتھ چھڑایا تھا۔۔۔۔۔

اور ایشنال نے شرمندگی سے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔۔

خان نے نظریں چرائی ی تھی۔۔۔۔

ایشنال بھی باہر گھپ اندھیرے کی طرف دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔۔

بس یہ پہلی اور آخری بار ہے جب آپ یوں میری حفاظت کر رہے ''

ہیں۔۔۔۔۔آئی بندہ مجھ پہ ایسی مہربانی مت کیجیے گا۔۔۔۔۔'' میں ایشنال

'' ملک ہوں۔۔۔۔۔مجھے اپنا خیال اور اپنی حفاظت کرنے آتی ہے۔۔۔۔

باہر گھپ اندھیرے کو دیکھتے ہوئے وہ پتہ نہیں کیوں تلخ ہوئی ی تھی۔۔۔۔

اس نے سر اٹھا کہ دیکھا تھا۔۔۔۔

وہ عجیب بے بسی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اسی لمحے ایشنال نے چبھتی ہوئی ی نظروں سے خان کو دیکھا تھا۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے میں ہی غلط ہوں وہ تو بہت پاک پاکیزہ ہے اگر وہ اتنی پاک پاکیزہ ''

'' ہے تو۔۔۔۔۔۔اس وقت کہاں ہے وہ اسامہ۔۔۔

وہ بے خوفی سے اس کی لال انگارہ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے غرائی ی

تھی۔۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔۔میں آئی یندہ ایسا کچھ نہیں کروں گا۔۔۔۔۔"

خان کسی غیر مرئی ی نقطے کو گھورتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔

میں نہیں جانتا وہ کدھر ہے لیکن میں اسے ڈھونڈ لوں گا۔۔۔۔۔میں جانتا"

ہوں وہ کبھی کچھ غلط نہیں کر سکتی۔۔۔۔"وہ جہاں بھی ہو گی ٹھیک ہو گی کیونکہ

"وہ ایشنال ملک ہے اسے اپنی حفاظت کرنے آتی ہے۔۔۔۔

وہ تمسخرانہ انداز میں۔۔۔۔ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا

وہ اب ارمینہ کا مذاق اڑا رہا تھا

وہ کلس کہ رہ گئی تھی

اور ایک بات آپ مجھ سے دوبارہ رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کریں

"گے۔۔۔۔۔بے شک آپ کو میری موت کی خبر کیوں نا مل جائے۔۔۔

Zubi Novels Zone

اس نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا تھا پتہ نہیں وہ کیوں اتنی تلخ ہو گئی تھی۔۔۔۔

اس نے چونک کہ سر اٹھایا تھا

"ایسے مت بولو۔۔۔۔ تمہاری عمر ابھی ایسی باتیں کرنے کی نہیں ہے۔۔۔"

اس نے سر جھٹکا تھا۔۔۔

ہاتھ سے بہتا خون اب سوکھ چکا تھا البتہ زمین نے جو خون جذب کیا تھا دھراب وہ دھبے محسوس ہوتے تھے۔۔۔۔

"اور ویسے بھی میں تم سے پہلے مروں گا۔۔۔۔"

وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔۔۔

دوسری طرف اس وسیع و عریض گھر میں بھی جھڑپ جاری تھی۔۔۔۔

موت کے علاوہ اسے کوئی ی چیز نہیں ہرا سکتی۔۔۔وہ ایک مضبوط کردار کی "

"لڑکی ہے تمہارا الزام اس کا کردار نہ خراب کر سکتا ہے نا داغدار۔۔۔۔

وہ ابھی بھی طنز سے مگر دھیمی آواز میں کہہ رہا تھا

باہر سے ڈھولک کی آوازیں مدہم ہو رہی تھی۔۔۔ برآت غالباً جا چکی "

تھی۔۔۔

"نہیں آپ نہیں مر سکتے۔۔۔۔"

اس نے اتنے یقین سے کہا تھا کہ ایک لمحے کے لیے خان بھی حیران رہ گیا

تھا۔۔۔۔۔

"اچھا اور میں کیوں نہیں مر سکتا۔۔۔۔"

وہ اس کی بات سے محفوظ ہوا تھا تب ہی مسکراہٹ ضبط کر کے بولا تھا۔۔۔

ادھر دوسری طرف وہ دونوں اونچی آواز میں ایک دوسرے کو جھڑک رہے تھے۔۔۔۔

ہاشم ملک خاموشی سے کمرے سے باہر چلے گئے تھے اپنی بیٹی کے کردار پہ وہ اور باتیں نہیں سن سکتے تھے

مسز ہاشم نے بھی ان کی پیروی کی تھی

وہ بھی شکست خورہ قدموں سے باہر نکل گئی تھی

اب کمرے میں صرف سرخ چہرہ لیے ارمینہ تھی اور لال آنکھوں سے اسے گھورتا۔۔۔۔اسامہ تھا۔۔۔۔

"بس نہیں مر سکتے۔۔۔۔"

اس نے آنکھیں پٹپٹائی ی تھی۔۔۔

وہ محفوظ ہوا تھا۔۔۔۔

"اچھا اگر میں مر گیا تو تب بھی تمہیں نہ بتاؤں میں۔۔۔۔۔"

وہ مسکراہٹ دبائے اس سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔"

اس نے دوٹوک جواب دیا تھا۔۔۔۔۔

اسامہ تم میری بات کا یقین کرو۔۔۔۔۔میں نے خود اسے کئی دفعہ ایک"

"لڑکے سے ملتے دیکھا ہے۔۔۔۔۔

انہیں باہر نکلتے دیکھ کو وہ خود کو نارمل کرتے ہوئے اسامہ کی طرف بڑھی

تھی۔۔۔۔

"ہاں میں اتنا اہم تو نہیں ہوں۔۔۔۔محترمہ۔۔۔۔"

اس نے مصنوعی مایوسی سے کہا تھا

تو ایشنال نے افسوس سے اسے دیکھا تھا

ہاں آپ واقعی ہی میرے لیے اہم نہیں ہیں تب ہی میں۔۔۔۔ہر وقت آپ" کے بارے میں سوچتی رہتی ہوں آپ کا غصہ آپ کی ہر اچھی بری بات خاموشی سے سن لیتی ہوں آپ واقعی ہی میرے لیے اہم نہیں ہیں۔۔۔۔۔تب ہی میں تہجد میں خدا سے آپ کو مانگتی ہوں آپ واقعی ہی میرے لیے کچھ نہیں ہیں تب ہی میں آپ کے ساتھ اس وقت یہاں موجود ہوں

اس کی آواز تیز ہو گئی تھی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے پتہ نہیں وہ کیوں اتنی اداس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

ام useless لیکن آپ کو کیا لگے آپ کے لیے تو میں کچھ نہیں ہوں ایک میچور بے وقوف لڑکی جس کو جب آپ کا دل کرتا ہے بے غزت کر دیتے ہیں۔۔۔۔میں ایشنال ملک تھی لیکن آپ نے مجھے کیا بنا دیا

اس کا سانس پھولنے لگا تھا

لیکن وہ پر سکون سا اسے دیکھ رہا تھا

جب وہ تھک کہ چپ ہوئی تھی

تب وہ بولا تھا۔۔۔۔۔

''بکواس بند کرو تم۔۔۔۔۔''

مجھے تمہاری اس فضول بکواس میں بالکل دلچسپی نھیں ہے۔۔۔۔۔''وہ کسی سے''

''محبت کا اقرار نہیں کر سکتی

اسامہ بے یقینی سے دھاڑا تھا پتہ نہیں وہ کس کو دھوکہ دے رہا تھا

وہ جانتا تھا وہ ارمینہ ایشنال سے جلتی ہے ایسا کچھ نہیں ہے لیکن پھر بھی دل میں کچھ بے چینی تھی دل زبان کا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔۔۔۔۔۔

دور اس سرنگ نما گھر میں اس نے اس گفتگو کے دوران پہلی دفعہ سر اٹھا کہ اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

میں سب کچھ جان چکا ہوں ایشنال۔۔۔۔کب سے اگر تم میرے بارے میں "

سوچتی ہو تو میں بھی تمہارا خیال رکھ رہا ہوں یہاں تک تو ٹھیک ہے

لیکن۔۔۔۔اس سے زیادہ کچھ نہیں میں تمہاری لائف ڈسٹراۓ نہیں کرنا

چاہتا۔۔۔۔۔"

اس نے مدہم آواز میں اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے شکست خوردہ لہجے میں کہا

تھا۔۔۔

اور پھر دھیرے سے کمرے سے باہر نکل گیا تھا

اب یہاں بیٹھنا فضول تھا۔۔۔۔

اس نے نم آنکھوں سے اسے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔۔۔۔

تم جتنا مرضی میری بات کو جھٹلاؤ لیکن۔۔۔ایک دن تمہیں میری بات "

مانی ہی پڑے گی ایشنال کبھی تمہاری نہیں ہوگی اسامہ۔۔۔۔وہ ایک دن

تمہارے منہ پہ تھوک دے گی جس دن وہ کسی اور کے ساتھ رخصت ہو کے

جائے گی اس دن تمہیں میری بات کا یقین کرنا ہی پڑے گا۔۔۔یاد رکھنا۔۔۔۔"

وہ چبھتے ہوئے لہجے میں دباد باسا غرائی ی تھی۔۔۔

get out armina........

i said get lost from here.....

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے۔۔۔۔دھاڑا تھا۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں ایسی وحشت تھی کہ۔۔۔۔وہ تیزی سے کمرے سے نکل گئی تھی۔۔۔۔

اسامہ وہی صوفے پہ ڈھ گیا تھا

سوچنے کے لیے بہت کچھ تھا

اس کمرے سے باہر۔۔۔۔۔لاؤنج میں فکر مندسے ہاشم ملک دونوں ہاتھوں سے کنپٹیوں کو دبا رہے تھے سر میں عجیب سے درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھی۔۔۔۔۔

اور دائیں طرف کے کمرے میں وسوسوں کو ذہن سے جھٹکتے بیڈ سے ٹیک لگائے۔۔۔۔مسز ہاشم بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

اور دوسری طرف کمرے سے نکلتی۔۔۔۔۔۔سرخ چہرے والی ارمینہ ہاشم ملک پہ اچٹتی نظر ڈال کے آگی بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔

دوراس سرنگ نما گھر میں دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے۔۔۔۔۔گھپ اندھیرے میں کچھ تلاش کرتی ایشنال۔۔۔۔۔

اور باہر کھڑا خان جو عجلت سے کوئی نمبر ڈائل کر رہا تھا۔۔۔۔۔

اور یہ رات اپنے اندر فکر مندی دکھ۔۔۔۔۔ملال حسد جلن۔۔۔۔۔اور بہت سے دوسرے احساسات سموئے۔۔۔۔پگھل رہی تھی۔۔۔۔

سورج اندھیرہ ختم کرنے کو بے تاب ایک طرف کھڑا یہ تماشہ دیکھنے میں محو

تھا۔۔۔

شہر کے اس پوش علاقے میں۔۔۔۔دور کہیں آذان کی مدہم آواز سنائی ی

دے رہی تھی۔۔۔۔۔جیسے کوئی ی سر گوشیاں کر رہا ہو۔۔۔۔

لیکن پورا شہر ابھی بھی اندھیرہ میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔غم روزگار غم عشق غم

تنہائی ی کارونا رونے والے ان سب غموں سے بے نیاز بستر میں دبکے پڑے

تھے۔۔۔

اس وقت کسی کو کچھ بھی نہیں چاہیئے تھا جب وہ ساتویں آسمان پہ پکار رہا

تھا۔۔۔۔

ایسے میں۔۔۔۔۔اس وسیع و عریض بنگلہ نما گھر میں بھی اندھیرے کا راج

تھا۔۔۔۔

تھکے ہارے بر آتی۔۔۔ہر فکر سے بے نیاز۔۔۔۔سوئے ہوئے تھے۔۔۔۔

ایسے میں صرف دو تین کمرے روشن تھے۔۔۔۔

بے چین سے ہاشم ملک جنہوں نے آستینیں فولڈ کرر کھی تھی بازؤں اور سفید داڑھی سے ٹپکتا وضو کا پانی۔۔۔۔۔۔وہ فکر مند سے مسجد جانے کے لیے کمرے سے باہر نکلے تھے۔۔۔۔۔لاؤنج خالی پڑا تھا۔۔۔۔۔۔ویران سا۔۔۔۔۔رات کو واپس آنے والے دیگر رشتہ داروں نے جو اس بارے میں جانتے تھے ۔۔۔۔بتایا تھا کہ برآت میں تمام لوگ ایشنال کے متعلق پوچھ رہے تھے اور وہ یہ نہیں سوچ رہے تھے وہ بس اپنی بیٹی کی سلامتی کی دعائیں مانگ رہے تھے کمرے کے اندر جائے نماز بچھائے۔۔۔۔بھرے بھرے جسم والی مسز ہاشم روتے ہوئے اپنی بیٹی کی واپسی کی دعائیں مانگ رہی تھی۔۔۔۔

رت جگے کی وجہ سے آنکھیں سوجی ہوئی اور لال تھی۔۔۔۔

اندر اسامہ کے کمرے کی بتی جل رہی تھی۔۔۔۔

اور نجمہ کی لاکھ نصیحتوں کا اثر نہ لیتے ہوئے وہ ابھی تک جاگ رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا۔۔۔

ارمینہ کے کمرے میں اندھیرے کا راج تھا شاید وہ سو چکی تھی۔۔۔

ولیمہ ایک دن کے وقفے کے بعد تھا۔۔۔۔

اس لیے سب مہمان بے خبر سے سو رہے تھے۔۔۔۔

ایسے میں دور اس ویران جنگل میں بھی مدھم اندھیرہ تھا لیکن چرند پرند رزق کی تلاش میں جاگ چکے تھے اب اپنی مخصوص آواز میں اللہ کی حمد و ثناء بیان کر رہے تھے۔۔۔۔۔

کسی کے اندر داخل ہوتے ہی وہ گڑبڑا کے اٹھی تھی۔۔۔

،پتہ نہیں کب اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔۔۔۔

اسے دھندلا دھندلا دیکھائی دے رہا تھا۔۔۔

سامنے خان کھڑا تھا

رات کی نسبت وہ اس وقت بدلے ہوئے لباس اور اپنے ہمیشہ والے حلیے میں تھا

بال پانی کی مدد سے نیچے بٹھا رکھے تھے۔۔۔۔کالے رنگ کی قمیض نیچے رف

جینز پہنے۔۔۔۔۔۔وہ تازہ دم سا کھڑا تھا۔۔۔بھوری آنکھیں ہمیشہ کی طرح

چمک رہی تھی۔۔۔۔۔

"اٹھو ہم یہاں سے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔"

اس نے وہی کھڑے کھڑے خشک لہجے میں حکم صادر کیا۔۔۔۔۔

وہ اب پہلے جیسا لگتا تھا

رات والی نرمی جیسے غائب ہو گئی تھی۔۔

"کدھر۔۔۔۔۔"

اس نے نا سمجھی سے کہا تھا۔۔۔۔۔

"جہاں سے تمہیں لایا تھا۔۔۔۔۔"

اس نے پاس پڑے مٹکے سے گلاس میں پانی انڈھیلتے ہوئے سرسری سا بتایا تھا

''مطلب کہ میرے گھر۔۔۔۔۔

وہ تھوڑی پرجوش ہوئی تھی اور پھر اسے چھوڑنے کے خیال سے مایوس

بھی۔۔۔۔۔

''ہاں چلو میں باہر انتظار کر رہا ہوں۔۔۔۔۔۔''

''فجر کا وقت ہونے والا ہے ہم تھوڑی دیر میں شہر پہنچ جائیں گے۔۔۔۔۔۔

اس نے گلاس کو زمین پہ رکھتے ہوئے نارمل سے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔

اور وہ باہر نکل گیا تھا۔۔۔۔

باہر اب روشنی کی ہلکی ہلکی شعاعیں پھیلنے کو بے تاب تھی دور کہیں آذان کی مدہم

آواز نے صبح کی نوید سنائی تھی۔۔۔۔۔

وہ اسے جاتا دیکھ کہ اٹھ کھڑی ہوئی ی تھی۔۔۔۔۔

دماغ پہ مایوسی کا راج تھا اور کہیں اسے کھونے کا خوف بھی۔۔۔۔۔

صبح کی مدھم روشنی اور تروتازہ ہوا نے سب کچھ جیسے نکھار دیا تھا۔۔۔۔۔ سورج کی روشنی ابھی مدھم ہوئی ی تھی اور پورے شہر تو نہیں البتہ کچھ لوگ جاگ چکے تھے کچھ لوگ مسجد میں سے نکل کہ اب اپنے گھروں کی طرف جا رہے تھے۔۔۔۔۔

کچھ نوجوان لڑکے ٹریک پہ جاکنگ کرتے ہوئے دیکھائی ی دیتے تھے کچھ مزدور غم روزگار کے چکر میں پریشان سے سڑک پہ چلتے دیکھائی ی دیتے تھے زیادہ تعداد میں تو نہیں البتہ تھوڑے بہت لوگ سڑک پہ دیکھائی ی دیتے تھے۔۔۔۔۔

اس نے اپنی سائیڈ کے شیشے کو نیچے کیا تھا ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا۔۔۔۔اس کے چہرے سے ہوتا ہوا۔۔۔۔خان تک پہنچا تھا جو سنجیدگی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔۔

"کیا آپ میرے ساتھ گھر نہیں چلیں گے۔۔۔۔"

اس نے شیشے سے باہر ہی دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔۔

جاؤں گا تمہارے گھر والوں کے حوالے کروں گا تمہیں۔۔۔۔ان کے ہر ایک" سوال کا جواب دوں گا اور تم کچھ نہیں کہوں گی۔۔۔۔

وہ سامنے دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے اسے سمجھا رہا تھا

چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔۔

ایشنال اس کو چہرے کو دیکھنے سے گریز کر رہی تھی۔۔۔

اور پھر اس کے بعد ایشنال تم کبھی اس راستے میں بھی نہیں آؤ گی جہاں سے ''میں گزرتا ہوں۔۔۔۔

وہ اب تھوڑے سرد لہجے میں کہہ رہا تھا

نظریں ہنوز ونڈا اسکرین سے باہر ایک اکا دکا گاڑیوں پہ جمی تھی۔۔۔۔

گفتگو کے دوران پہلی بار ایشنال نے گردن گھما کہ اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

اس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔۔۔۔

وہ کچھ بھی نہیں بولی بس ہونٹ بھینچ کے ایک دفعہ پھر باہر کچھ کھوجنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

ٹھیک اسی وقت اس وسیع و عریض گھر میں بھی ہل چل مچی ہوئی ی تھی چائے ناشتے کی مخصوص خوشبو پھیلی ہوئی ی تھی

اس وقت گھر میں سب اپنے ہی رشتہ دار موجود تھے۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

زیادہ تر لوگ رات کو واپس چلے گ ئے تھے

اب زیادہ تر قریبی لوگ ہی موجود تھے۔۔۔۔وہاں۔۔۔۔۔

بہت دیر بعد وہاں ستے ہوئے چہرے اور۔۔۔۔۔سو جھی ہوئی ی آنکھوں والی

مسز ہاشم آکے بیٹھی تھی۔۔۔۔

اب وہاں موجود عورتیں ان سے ان کی طبیعت کے بارے میں پوچھ رہی تھی

کچھ ایشنال کے متعلق ہمدردی کر رہی تھی

وہ محض ہاں ہوں میں جواب دے رہی تھی۔۔۔۔

ہاشم ملک پتہ نہیں کہاں تھے

ارمینہ ایک طرف صوفے پہ بیٹھی لاپرواہی ی سے چائے کا مگ پکڑے چائے پینے

میں مصروف تھی۔۔۔۔

اسامہ کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔۔۔

وہی پرانا لباس بکھرے بال لال سوجھی ہوئی ی آنکھیں۔۔۔۔۔اسے دیکھ کہ

صاف پتہ چلتا تھا وہ پوری رات نہیں سویا تھا۔۔۔۔۔

ساری عورتیں ایک دفعہ پھر چہ موگیوں میں مصروف ہو گ ئی تھی۔۔

ارمینہ نے ایک چھبتی ہوئی ی نظر اس پہ ڈالی تھی

جسے اس نے نظر انداز کیا تھا۔۔۔۔

نجمہ نے خشمگین نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

"میری نالائی ق اولاد۔۔۔۔۔"

منہ ہی منہ میں بڑبڑائی ی تھی

وہ نظر انداز کرتا مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا

جب ٹھٹک کے ایک دم رکا تھا

مین گیٹ سے وہ اندر آتی دیکھائی ی دے رہی تھی

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ویسی ہی جیسی ایک دن پہلے تھی ہاں چہرہ تھوڑا مرجھایا ہوا تھا اور دوپٹہ سر پہ اوڑ رکھا تھا اور کھلے بال باندھے ہوئے تھے۔۔۔۔لباس پہ سلوٹیں تھی۔۔۔۔

اسے دیکھ کہ اسامہ کا چہرہ کھل اٹھا تھا

راہداری میں اسامہ کے کھڑے ہونے کی وجہ سے پیچھے بیٹے لوگ مین گیٹ کو دیکھنے سے قاصر تھے

اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتا۔۔۔۔

گیٹ سے ایک لڑکا اندر آتا دیکھائی دیا تھا۔۔۔

جواب عجلت میں چلتا ایشنال کے ساتھ آکے کھڑا ہوا تھا

اسامہ کی مسکراہٹ سمٹی تھی

چہرے کا رنگ بدلا تھا

ارمینہ کے الفاظ ذہن میں گونجنے لگے تھے۔۔۔۔اور اگلے الفاظ لبوں پہ ہی دم توڑ گئے تھے۔۔۔

"باجی باجی دیکھیں ایشنال بی بی واپس آگئی ہیں۔۔۔۔"

کچن سے نکلتی۔۔۔ملازمہ چلا چلا کہ سب کو اکھٹا کر رہی تھی

سب لوگ باہر کی طرف بھاگے تھے

پھر ایشنال کے ساتھ ایک لڑکے کو کھڑا دیکھ کہ وہی ساکت ہوئے تھے صرف مسز ہاشم آگے بڑھے تھی انہوں نے ایشنال کو گلے کے ساتھ لگایا تھا اب وہ اس کا منہ چوم رہی تھی

ارمینہ ایک لمحے کے لیے ٹھٹکی تھی اس نے تو جھوٹ گڑا تھا تو کیا یہ سچ تھا

وہ اس سوچ سے ہی لطف اندوز ہوئی ی تھی

پھر ایک مسکراتی ہوئی ی نظر۔۔۔۔پتھر بنے اسامہ پہ ڈالی تھی

وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا

"کہاں تھی تم ایشو۔۔۔۔۔۔"

وہ اب روتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔۔۔۔

ایشنال خان کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

"یہ میرے ساتھ تھی۔۔۔۔۔"

ایشنال کے بجائے اس نے ٹھہرے ہوئے اور پرسکون لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

توسب لوگ ایک ساتھ اس کی طرف دیکھنے لگے تھے

سب تماشائی ی تماشہ دیکھنے کو بے تاب تھے۔۔۔۔۔

"تم کون ہو اور میری بیٹی تمہارے ساتھ کیا کر رہی تھی۔۔۔۔۔"

انہوں نے حیرت سے چونک کے اس بھورے بالوں والے لڑکے کی طرف

دیکھا تھا

ایشنال دھڑکتے دل کے ساتھ کھڑی تھی۔۔۔۔۔

جو اپنے حلیے سے انہیں بدمعاش لگتا تھا

اسے کچھ لڑکے چھیڑ رہے تھے۔۔۔۔۔۔یہ ڈر کے مارے بے ہوش ہو گئی"

تھی۔۔۔۔۔میں اسے بچانے کے لیے آگے بڑھا تو بات مار پیٹ تک پہنچ گئی

اور۔۔۔۔۔میرا ہاتھ زخمی ہو گیا اس نے اپنا زخمی ہاتھ آگے بڑھایا۔۔۔۔

اس صورتحال میں یہ بے ہوش ہو گئی اور میں اسے ہسپتال لے گیا۔۔۔۔

اس کی طبیعت زیادہ خراب تھی تو۔۔۔۔۔نیند کی گولیوں کے زیر اثر سوتی رہی

میں اس کے گھر والوں کو نہیں جانتا تھا اس لیے آپ لوگوں کو اطلاع نہیں کر پایا

ابھی یہ ہوش میں آئی ی تو۔۔۔۔۔میں سیدھا اسے یہی لے کے آیا۔۔۔۔۔

اس نے پرسکون لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

ارمینہ کی مسکراہٹ سمٹی تھی سارا تماشہ خراب ہونے والا تھا

ہاشم ملک کو کسی نے اطلاع دی تھی وہ بھاگتے ہوئے اندر آئے تھے اور اپنی بیٹی کو سامنے یوں دیکھ کہ۔۔۔۔ان کی جان۔میں جان آئی ی تھی۔۔۔۔

سب لوگ بے یقینی اور حیرت میں گھرے کھڑے تھے۔۔۔۔

ہاشم ملک بھی حیرت سے اس لڑکے کو دیکھ رہے تھے

ارمینہ نے تیزی سے پہلو بدلا تھا اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتی

"ارے میاں یہ فضول بچکانہ کہانیاں کسی اور کو سنانا ہم نے یہ بال دھوپ پہ سفید نہیں کیے۔۔۔۔راتیں گزارنے کے لیے لڑکی ٹھیک نکاح کے وقت کیسے مکر گئے ہو تم۔۔۔۔"

افسانہ ایشنال کی چچی تیزی سے آگے بڑھی تھی

جو رشتے میں اس کی ماں کی کزن بھی تھی اور تب ہی بد قسمتی سے وہ اس کے خالہ زاد کزن کی شادی میں شرکت کے لیے بھی آئی ی تھی

اور اب اونچی آواز میں جتا جتا کے کہہ رہی تھی

ایشنال جس نے سکھ کا سانس لیا تھا

اب بے چین دیکھائی ی دیتی تھی۔۔۔۔۔

ہاشم ملک نے گردن گھما کہ غصے سے انہیں دیکھا تھا

اور مسز ہاشم گنگ کھڑی جیسے سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

اسامہ بس اسی پوزیشن میں کھڑا تھا

خان جو مطمئن کھڑا تھا۔۔۔۔یکدم پریشان دیکھائی ی دینے لگا تھا اس"

نے تو آنے سے پہلے یہ سوچا ہی نہیں تھا کہ وہ لڑکی ایک دن گھر سے باہر رہی ہے

اور ایک لڑکے کے ساتھ واپس آئے گی تو انگلیاں نہیں اٹھیں گی۔۔۔۔۔۔

افسانہ فضول باتیں مت کروا گر یہ لڑکا جھوٹا ہوتا تو یوں اس کو لے کے گھر نہ"

آتا۔۔۔۔۔۔فضول کا تماشہ مت کرو۔۔۔

ہاشم نے غصے سے انہیں ٹوکا تھا۔۔۔۔

نہیں ہاشم بھائی ی بیٹی کے گناہ پہ پردہ مت ڈالیں۔۔۔۔۔ یہ خود تو گلچھڑے اڑا''

کہ واپس آگ ئی ہے پیچھے ہماری لڑکیوں کا کیا ہو گی کون کرے گا ان سے

''شادی۔۔۔۔۔ یہ سب کے لیے ایک سوالیہ نشان بن گ ئی ہے۔۔۔۔۔

وہ اب اونچی آواز میں بول رھی تھی خاندان کے لوگ سرگوشیوں میں مصروف

تھے

ہاشم ملک نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی تھی۔۔۔۔۔

خالو اگر میں جھوٹ کہہ رہی تھی تو یہ آج اس لڑکے کے ساتھ کیا کر رہی''

''ہے۔۔۔۔۔

آپ اس کی بات پہ یقین کر کے دفاع کر سکتے ہے ہم نہیں۔۔۔۔۔

ارمینہ نے بھی گفتگو میں حصہ لیا تھا۔۔۔۔

اسامہ بس خاموشی سے وہاں کھڑا تھا

تم لوگ خوامخواہ بات مت بڑھاؤ گھر مہمانوں سے بھرا ہے۔۔۔۔"اور تم"

اپنے ہی خاندان کی عزت اچھال رہی ہو

ضبط کے باوجود ان کی آواز اونچی ہو گئی تھی

ایک لمحے کے لیے افسانہ گھبرا گئی تھی

لیکن پھر ان کے مقابل ڈٹ گئی تھی

ایشنال باری باری سب کے چہرے دیکھ رہی تھی

باقی سب لوگ اب اسے دیکھ کہ سرگوشیاں کر رہے تھے

وہ ذلیل ہو رہی تھی اور اس کے ماں باپ بھی۔۔۔

ایک شکوہ کناں نظر اس نے اپنے پاس کھڑے خان پہ ڈالی جو پر سوچ نظروں سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

پھراس نےایک امید بھری نظراس نےاسامہ پہ ڈالی جو خاموش کھڑا تھا

اس کی آنکھوں میں کچھ ایسا تھا کہ بے اختیاراس نے نظریں چرآئی ی

نہیں بھائی ی ثابت عزت پہ تو تب ہی حرف آگیا تھا جب یہ اس لڑکے کے"

ساتھ گ ئی تھی۔۔۔۔۔۔اب اگر یہ اتنی سچی ہے تو ثابت کرے اپنی پاکیزگی کو

رکھے قرآن پہ ہاتھ اور کہے جو بھی یہ لڑکا کہہ رہا ہے وہ سچ ہے۔۔۔۔۔۔"نہیں تو

معاف کیجی ئے گا بھائی ی صاحب اس لڑکی کی ہمارے گھر میں کوئی ی جگہ نہیں

ہے۔۔۔۔۔

افسانہ بیگم نے آنکھوں میں تپش لے کے ایشنال اور خان کی طرف دیکھا تھا

اوران کی نظروں کی تپش سے ایشنال نے خود کو سلگتے ہوئے محسں وس کیا

تھا۔۔۔۔۔

اس کے ہاتھ پاؤں پھول گ ئے تھے۔۔۔

اس نے بے بسی سے خان کی طرف دیکھا تھا

بہت سے لوگوں نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

جیسے وہ اس بات سے متفق ہو۔۔۔۔

ہاشم ملک نے اپنے پیچھے کھڑے اپنے چھوٹے بھائی ی کو دیکھا تھا کہ شاید وہ اپنی

بیوی کی زبان کو لگام لگوادیں۔۔۔۔

لیکن انہوں نے بے بسی سے گردن جھکالی تھی۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔۔۔

ان کی بیٹی کی ذات پہ بار بار کیچڑ اچھالا جا رہا تھا"

خان جانتا تھا کہ ۔۔۔اگر وہ اپنی پاکیزگی کی گواہی نہیں دے گی تو ساری عمر"

"کے لیے خاندان میں اس کے اور اس کے ماں باپ کا سر جھک جائے گا۔۔۔۔

اس نے ایک نظر بے بس سی ایشنال کو دیکھا۔۔۔

پھر وہ جیسے کسی فیصلے پہ پہنچ گیا تھا۔۔۔

تمہیں کوئی ی گواہی دینے کی ضرورت نہیں ہے ایشنال۔۔۔۔ میں جو کچھ " کہوں گا تم اس کی ہاں میں ہاں ملاؤ گی۔۔۔۔ یہاں پہ تمہاری ذلت بھری زندگی ہو گی لیکن میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ میں سب سنبھال لوں گا۔۔۔۔ اس " لیے میں جو کہوں وہ مان لینا۔۔۔

وہ آہستہ آواز میں ایشنال سے مخاطب تھا۔۔۔۔

ایشنال نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا

ایشنال کوئی ی گواہی نہیں دے گی اگر آپ لوگوں کو یہ لگتا ہے کہ میرا اور " ایشنال کا کوئی ی غلط تعلق ہے تو۔۔۔۔ میں خود ایشنال کے حق میں گواہی دینے کو تیار ہوں۔۔۔ میں "حیدر شاہ" اپنے ہوش و حواس میں اس چیز کا اظہار " کرتا ہوں کہ میں ایشنال سے شادی کرنے کو تیار ہوں۔۔۔۔

اس نے مضبوط اور مستحکم لہجے میں کہا۔۔۔

تو ایشنال نے بے یقینی سے فق چہرہ لیے خان کو ایسے دیکھا جیسے وہ کوئی ی مذاق کر رہا ہو۔۔۔۔۔

لیکن وہ سنجیدہ تھا باقی سب نے بھی حیرت سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

"ہمارے پاس سچائی ی ثابت کرنے کا اس سے بہتر طریقہ کوئی ی نہیں ہے۔۔۔۔ایشنال ایک رات باہر گزار کے آئی ی ہے چاہے جس وجہ سے بھی۔۔۔۔لیکن تمام عمر میرا اور اس کا نام ساتھ رہے گا۔۔۔۔میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے ایک بے گناہ لڑکی کی زندگی خراب ہو۔۔۔۔"لہازہ میں چاہتا ہوں آپ پریکٹیکل ہو کہ سوچے اور ایشنال سے اس کی مرضی بھی پوچھ لیں۔۔۔۔اور پھر مجھے جواب دیں میں ابھی ہی اسے نکاح کر کے یہاں سے لے جاؤں گا۔۔۔یا آپ سب لوگ ایشنال کی بات کا یقین کر لیں۔۔۔۔کہ اور اسے اس کی کھوئی ی ہوئی ی عزت لٹا دیں اور یہاں سے کوئی ی بڑے پن کا

مظاہرہ کر کے ایشنال سے شادی کی حامی بھر لے میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔۔۔۔

وہ ابھی تک سنجیدگی سے بول رہا تھا

اور ہاشم ملک پر سوچ نظروں سے۔۔۔۔اس بھورے بالوں والے لڑکے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔جس کی آنکھیں اس کی سچائی ی کی گواہ تھی۔۔۔۔

"میں ایشنال کے ساتھ اکیلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔"

ہاشم ملک ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولے تھے اور ایشنال کو لے کے ایک" طرف چلے گئے تھے۔۔۔

ارمینہ گہری نظروں سے خان کو دیکھ رہی تھی

وہ خان سے متاثر نظر آتی تھی۔۔۔

اسامہ چبھتی ہوئی ی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھ کہ کچھ کہتا

نجمہ نے اس کی کلائی ی تھام لی تھی۔۔

اگر تم نے یہاں سے ایک قدم بھی اٹھایا تو۔۔۔ تم اپنی ماں کا مرا ہوا منہ دیکھو"

گے۔۔۔۔ ابھی تم خود سوچ لو تم اپنی ماں کو بچانا چاہو گے یا اس سکنڈلاز لڑکی

"کو۔۔۔۔ فیصلہ تمہارا اپنا ہے۔۔۔۔

وہ تپش بھری نظروں سے اسے گھورتی ہوئی ی سختی سے کہہ رہی تھی۔۔۔۔

اسامہ نے بے بسی سے انہیں دیکھا تھا۔۔۔"

سب لوگ تماشے کے منتظر تھے

پتہ نہیں ہاشم ملک کیا فیصلہ سنائی یں گے۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد ہاشم ملک کمرے سے باہر نکلتے دیکھائی ی دی یے تھے ان کے

پیچھے ایشنال بھی تھی۔۔۔

پھر وہ دھیرے دھیرے خان کی طرف بڑھے تھے۔۔۔

اور ایشنال کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھما دیا تھا۔۔۔

ایشنال نظریں جھکا کے کھڑی تھی۔۔۔۔

اسامہ کو احساس ہوا تھا کہ ابھی اس کی دھڑکن رک جائے گی

ایشنال تو اس کا نصیب تھی۔۔۔

خان سپاٹ چہرہ لیے کھڑا تھا۔۔۔۔

پتہ نہیں ہاشم ملک نے کیا بات کی تھی ایشنال سے لیکن وہ اب مطمئن نظر آ رہے تھے۔۔۔۔

مسز ہاشم نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھلا ہی تھا کہ ہاشم ملک نے انہیں خاموش کروا دیا تھا۔۔۔۔

ارمینہ نے ذو معنی مسکراہٹ سے اسامہ کی طرف دیکھا تھا

نجمہ نے شکر ہے جان چھوٹی والی تشکرانہ نظروں سے یہ منظر دیکھا تھا۔۔۔

اور پھر سب کے منہ بند ہو گئے تھے۔۔۔

افسانہ کی بولتی زبان کو بھی تالا لگ گیا تھا۔۔۔

خان البتہ سپاٹ چہرہ لیے کھڑا تھا۔۔۔

خوشی اور غم کسی قسم کے تاثرات اس کے چہرے پہ دیکھائی ہی نہیں دے رہے تھے

آس پاس کے لوگ اب چہ موگیوں میں مصروف تھے۔۔۔

پھر وہ موبائل لے کے ایک طرف چلا گیا تھا

وہ اب موبائل کان کے ساتھ لگا کہ سنجیدگی سے کچھ کہہ رہا تھا

ایشنال بس اسے لب کاٹتے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

اسامہ سرخ آنکھوں سے ہونٹ بھینچے ایک طرف کھڑا تھا

آنسو چھلکنے کو بے تاب تھے۔۔۔۔

خان اب موبائیل جیب میں ڈالتا ہوا پیچھے مڑا تھا۔۔

اور ہاشم ملک کی پیروی کرتے ہوئے ان کے پیچھے اندر کھڑا تھا

آہستہ آہستہ تمام لوگ اندر کمرے کی طرف جا رہے تھے۔۔۔۔

ارمینہ ذو معنی مسکراہٹ اچھالتے گہری نظروں سے اسامہ کو دیکھتے۔۔۔۔اس کے پاس سے گزر گئی تھی۔۔۔۔

نجمہ ایک اچٹتی مگر سخت نگاہ اسامہ پہ ڈالتی سر جھٹک کہ آگے بڑھ گئی تھی۔۔۔۔

اب وہاں لب کچلتی ایشنال اور اسامہ کھڑے تھے۔۔۔۔

وہ آگے بڑھنے لگی تو اسامہ کی آواز نے اس کے قدم زنجیر کیے تھے

"ایشو محبت کرتی ہو نا اس سے"

ایشنال نے پیچھے مڑ کے نہیں دیکھا جیسے۔۔۔۔۔وہ اس کی چوری پکڑ لے

گا۔۔۔

اسی طرح کھڑی رہی۔۔۔

وہ اسامہ تھا بچپن سے لے کے آج تک اپنی چھوٹی سے چھوٹی پرابلم اٹھا کہ وہ

اسامہ کہ سپرد کر دیتی تھی اور پھر وہ مس ئی لہ حل کر دیتا تھا۔۔۔۔جو پانچ

منٹ میں اندازہ لگا لیتا تھا کہ وہ پریشان ہے۔۔۔۔تو کیا وہ اس بات کا اندازہ نہیں

لگا سکتا تھا کہ وہ خان سے محبت کرنے لگی ہے۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی تھی۔۔۔۔۔

محبت کرنے والوں کو الہام ہوا کرتے ہیں بچھڑنے سے پہلے۔۔۔۔میلوں دور

ہونے کے باوجود۔۔۔۔محبوب کی ایک آہ دل میں ہلچل مچا دیتی

ہے۔۔۔اسے بھی الہام ہوا تھا کہ۔۔۔۔جب اسے پانے کی خواہش دل میں

مچلی تھی۔۔۔دل کے کسی کونے میں الہام ہوا تھا کہ اسامہ۔۔۔۔ایشنال ملک تمہاری نہیں ہو سکتی۔۔۔ کبھی بھی۔۔۔۔

وہ نچلا ہونٹ ضبط کے مارے دبائے۔۔۔۔ جیسے آنکھوں کو چھلکنے سے روک رہا تھا۔۔۔۔

"میری ایک بات مانو گی ایشو۔۔۔"

وہ گلو گیر لہجے میں بولا تھا

آواز میں درد ہلکورے لے رہا تھا۔۔

قبول ہے اتنا آہستہ بولنا کہ۔۔۔ میرے کانوں تک آواز نہ پہنچے۔۔ورنہ پہلے "

"میری قوت سماعت جائے گی اور پھر میرا دل پھٹ جائے گا۔۔۔۔

اس نے ایسے تڑپتے ہوئے کہا تھا جیسے مچھلی کو سمندر سے۔نکال کہ خشکی پہ پٹخ دیا جائے۔۔۔

مجھے قوت سماعت سے محروم مت کرنا۔۔۔۔ایشنال۔۔۔۔

تمہارا ہر ستم جائز ہے میں مانتا ہوں۔۔۔۔لیکن میرے ظرف کی بھی مثال

دو نا ایشنال۔۔۔۔۔

وہ بس تیزی سے کہہ کہ وہاں سے باہر نکل گیا تھا

وہ بھی آنسو چھپاتی تیزی سے آگے بڑھ گئی تھی۔۔۔۔

اسامہ کی دعاؤں کو رد کر کے اس کی تہجد کی دعائیں سن لی گئی تھی۔۔۔۔

پھر اس نے نکاح کے دوران سر اٹھا کہ دیکھتا تھا

اس کے دائیں طرف کرب بھری مسکراہٹ چہرے پہ سجائے اسامہ کھڑا تھا

وہ مرد تھا اور مرد رویا نہیں کرتے۔۔۔۔

وہ بھی مسکرا رہا تھا

کبھی کبھی کسی درد بھرے قہقہے کی آواز بھی اس کے کانوں میں پڑتی تھی۔۔۔۔

آپ کو ایشنال ملک ولد ہاشم ملک اپنے نکاح میں قبول ہیں۔۔۔۔

خان نے ایک نظر گذشتہ لباس میں میک اپ سے عاری معصوم سے چہرے والی

ایشنال کو دیکھا تھا

جو نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔

"قبول ہے۔۔۔۔"

اس لمحے وہ وعدہ بھی خان کے ذہن سے محو ہو گیا تھا جو اس نے جنرل سے کیا

تھا۔۔۔۔۔

اسامہ کو اپنی آنکھیں جلتی ہوئی سی محسوس ہوئی سی تھی۔۔۔۔

اسی لمحے خان کی نظروں کا تصادم ہوا تھا۔۔۔۔۔

اسامہ نے رخ موڑ لیا تھا۔۔۔۔

"قبول ہے۔۔۔۔"

"قبول ہے۔۔۔۔۔"

اندر کچھ اتنے زور سے ٹوٹا تھا کہ اسے اپنے پورے جسم میں سلاخیں اترتی ہوئی ی

محسوس ہوئی ی

وہ ضبط کر گیا۔۔۔۔

اب ایشنال کی باری تھی۔۔۔۔

آپ کو حیدر شاہ۔۔۔۔ولد قاسم شاہ سے تین گواہان کی موجودگی بمع ایک"

لاکھ حق مہر یہ نکاح قبول ہے۔۔۔۔

سفید داڑھی والے مولوی اب ایشنال سے مخاطب تھے۔۔۔۔

اس نے ایک نظر اسامہ کو دیکھا تھا

بدلے میں وہ مسکرایا تھا۔۔۔۔۔

تکلیف بھری مسکراہٹ۔۔۔۔

"خان نے بہت گہری نظروں سے اس منظر کو دیکھا تھا۔۔۔۔"

"قبول ہے۔۔۔"

اس نے مدہم آواز میں کہا تھا

"اسامہ کے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی ی تھی۔۔۔"

رنگت ذرد ہوئی ی تھی۔۔۔

آنکھوں میں نمی تھی پر وہ مسکرانے کی کوشش کر رہا تھا

جو اپنے آنکھوں کے سامنے اپنی محبت کو کسی اور کا ہوتے دیکھتے ہیں وہ کمال کا حوصلہ رکھتے ہیں۔۔۔

"قبول ہے۔۔۔۔"

"اسامہ کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔"

جیسے دل پھٹنے والا تھا۔۔۔۔

"قبول ہے۔۔۔۔۔"

اسامہ کو اپنی قوت گویائی جاتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔

وہ تین بار قبول ہے کہنے سے ایشنال حیدر شاہ ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

اور اسامہ کا نہ دل پھٹا تھا

نہ قوت گویائی گئی تھی۔۔۔۔

وہ لڑکھڑاتے قدموں سے یہی کھڑا تھا۔۔۔۔۔

سب لوگ حیدر کو مبارک دے رہے تھے۔۔۔۔

اور وہ تو مبارک بھی نہیں دے پایا تھا

وہ خالی دامن پھیلائے کھڑا تھا۔۔۔۔

اوراب پہلی بار اسے محسوس ہوا تھا کہ واقعی اس کا دل پھٹ گیا ہے اور وہ اب پوری زندگی اس کی سماعتیں قبول ہے کے یہ دو الفاظ کے سوا کچھ نہیں سن پائیں گی۔۔۔۔

آج صبح سے ہی آسمان پر بادلوں کا راج تھا۔۔۔۔۔۔رات کو وقفے وقفے سے ہونے والی بارش نے موسم کافی بدل دیا تھا۔۔۔۔۔فضا میں موجود حبس میں کمی کردی تھی ہر چیز کو نکھار کر تروتازہ کردیا تھا۔۔۔اس چھوٹے سے۔۔۔۔۔گھر میں پکا فرش بھی گیلا ہو چکا تھا کچن سے آتی چائے کی مہک۔۔۔۔۔اسکے نتھوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ گ ئی تو وہ کسمسا کہ اٹھی۔۔۔۔۔

کل شام کے بعد۔۔۔۔وہ اسے اسلام آباد سے سیدھا لاہور لے آیا تھا۔۔۔۔پھر

اسے کسی کام کا کہہ کہ چلا گیا تھا اور پھر رات بارہ بجے تک وہ واپس نہیں آیا تھا اور لمبے سفر کی تھکان کی وجہ سے اسے پتہ ہی نہیں چلا کب اس کی آنکھ لگ گ ئی تھی۔۔۔۔وہ اس وقت سادہ سے لان کے لباس میں۔۔۔۔بکھرے بالوں کے ساتھ تھکی تھکی لگ رہی تھی۔۔۔یہ لباس اس نے لاہور کے لیے نکلنے سے پہلے ہی پہن لیا تھا۔۔۔۔

کچن سے ابھی تک برتنوں کے ٹکرانے کی آوازیں آرہی تھی وہ تو اتنی جلدی۔۔۔۔یہ فرنیشڈ گھر ملنے پہ حیران تھی اور اتنی جلدی ملازم بھی۔۔۔

وہ حیرت میں گھری اٹھ کھڑی ہوئی ی پیروں میں سلیپرز اڑستی اب اس کا رخ کچن کی طرف تھا۔۔۔۔

وہ جیسے جیسے قریب جا رہی تھی کانوں میں کوئی ی شناسا سی آواز ابھر رہی تھی۔۔۔

شاید اسپیکر پہ سورۃ یوسف کی تلاوت کی آواز تھی۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ برآمد کراس کر کے جیسے ہی لاؤنج میں پہنچی آواز اور تیز ہو گئی۔۔۔۔۔

اور کچن میں پہنچ کہ اس کی حیرت میں تب مزید اضافہ ہوا جب۔۔۔۔۔سادہ سی

بلیک ٹی شرٹ اور بلیک ٹراؤزر میں۔۔۔۔۔آستین کہنیوں تک فولڈ کر رکھے

تھے۔۔۔۔دھلے ہوئے برتن اوپر شیلف پہ سیٹ کر رہا تھا۔۔۔۔۔

پاس ہی چولہے پہ ابلتی ہوئی چائے۔۔۔۔۔۔اور نیچے پلیٹ میں ٹوسٹ

۔۔۔۔۔۔اور ایک طرف ایک چھوٹا اسپیکر رکھا ہوا تھا جو شاید موبائل کے

ساتھ کنیکٹڈ تھا۔۔۔۔۔

توکیا وہ اس پہ زبردستی مسلط ہوئی ہے اب وہ اسے اپنے کام کرنے کا حق بھی

نہیں دے گا جیسے ناولز میں ہوتا ہے۔۔۔۔۔

وہ افسوس سے کھڑی سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔

جب اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو وہ پلٹا۔۔۔۔۔

پھر سامنے اس سادہ سے کپڑوں والی معصوم سی لڑکی۔۔۔۔۔کو۔۔۔۔دیکھا

جو پتہ نہیں کیا سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔

"اٹھ گئی تم۔۔۔۔۔"

وہ اب چولہے سے دیکچی نیچے اتار رہا تھا۔۔۔۔۔

اس کے اتنے نرمی سے پوچھنے پہ وہ چونکی۔۔۔۔

بیٹھوں ناشتہ لگاتا ہوں۔۔۔۔

وہ دوستانہ لہجے میں بولا

تو وہ چھوٹی سی ٹیبل کے گرد کرسی کھینچ کے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

وہ اب ٹیبل پہ ناشتہ لگا رہا تھا اور وہ سر جھکا کے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

پھر وہ بھی اس کے قریب بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔

"ایشنال ناشتہ کرو نا۔۔۔۔۔"

اس نے پلیٹ اس کے قریب رکھتے ہوئے پکارا۔۔۔۔۔

اس نے خاموشی سے سر اٹھا کہ دیکھا

"کیا بات ہے ایشنال کوئی پریشانی ہے۔۔۔۔۔"

اس نے قریب ہوتے ہوئے فکر مندی سے کہا تھا

سورۃ یوسف کی تلاوت ابھی بھی جاری تھی۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔ لیکن آپ نے یہ شادی ہمدردی میں کی ہے۔۔۔۔۔نا" پھر

آپ ناولز کے ظالم ہیروز کی طرح مجھ پہ ظلم کریں گے اور پھر آخر ییں لک

وہ پتہ نہیں کیا سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔

اس لیے روہانسی ہو گئی تھی

وہ اس کے انداز پہ ہنسا تھا۔۔۔

"دیکھو ایشنال میں صاف گو انسان ہوں۔۔۔۔۔ کل نکاح میں تین بار قبول ہے"

کہنے سے پہلے تک تو تم میرے لیے کچھ بھی نہیں تھی۔۔۔۔۔ لیکن کل کے

بعد تم میری بیوی ہو۔۔۔۔۔ میری ذمہ داری ہو تمہاری ہر چھوٹی سے بڑی چیز

میری ذمہ داری ہے کل تک تم کچھ نہیں ہو لیکن ابھی سے نکاح کے بعد سے تم

میری محبت ہو۔۔۔۔۔۔اور ہمیں کیا حق پہنچتا ہے کہ دوسری کی بیٹیوں کو گھر سے عزت سے رخصت کروا کے لائیں اور پھر ان پہ ظلم کریں۔۔۔۔

وہ اسکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کہ رسان سے سمجھا رہا تھا

اور وہ پر سکون تھی

اس نے غلط انسان سے محبت نہیں کی تھی

سامنے بیٹھا شخص اس کی محبت ہی نہیں اس کا فخر بھی تھا۔۔۔۔

مرد کہلوانا بہت آسان ہے اصل میں مرد بن کے دیکھانا بہت" "مشکل۔۔۔۔۔

چلو اب ناشتہ کرو۔۔۔۔۔اور ہر پریشانی ذہن سے جھٹک دو جب تک میں تمہارے ساتھ ہوں کوئی بھی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔۔۔۔۔

اس نے چائے کا کپ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے مسکرا کہ اسے تسلی دی

اس نے مسکرا کے کپ تھام لیا۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اور یہ کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے اپنی۔۔۔۔جاؤ چینج کر کے آؤ شاپنگ پہ"

"لے کے چلو تمہیں۔۔۔۔اچھے اچھے کپڑے خرید و۔۔۔۔

وہ اب ذرا خفگی سے اس کے کپڑوں پہ تنقید کر رہا تھا۔۔۔۔

اس نے ایک سرسری نظر اپنے کپڑوں پہ ڈالی اور اٹھ کھڑی ہوئی ی۔۔۔۔

آپ یہ ناشتہ ختم کریں میں تیار ہو کے آتی ہوں"

پھر شاپنگ پہ چلتے ہیں

وہ کسی ننھے بچے کی طرح پر جوش ہوئی ی تھی

اور پھر کچن سے نکل کے غائب ہو گ ئی۔۔۔۔

اس کے اس انداز پہ وہ مسکرایا تھا

چلو اچھا ہوا کہ اس کی تسلی ہو گ ئی۔۔۔۔

اس نے سوچا تھا۔۔۔۔

لیکن وہ اپنی پریشانی کا کیا کرتا۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

گذشتہ دن کا وہ منظر ایک دفعہ پھر اسے یاد آنے لگا تھا۔۔۔۔۔

اس حبس بھری دوپہر میں۔۔۔۔۔۔جب اس مصروف شاہراہ پہ گاڑیوں کا کافی رش تھا ایبٹ آباد کا مین روڈ ملیٹری ایریا ہونے کی وجہ سے۔۔۔۔۔یہ جگہ کافی مصروف تھی

گاڑی سے نکل کے وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس سنگ مرمر سے تراشیدہ عمارت کی طرف جانے لگا۔۔۔باہر فوارہ تھا۔۔۔۔جس پہ دو بڑے بڑے گھوڑوں کا مجسمہ تھا ایک طرف افواج پاکستان کی اہم شخصیات کی تصویریں۔۔۔۔وہ گیٹ کی سمت چلنے لگا۔۔۔۔۔گیٹ کے دونوں طرف آرمی کی مخصوص وردی میں۔۔۔۔۔چاک وچوبند کھڑے نوجوانوں سے اس سلیوٹ کیا تھا جس کا جواب اس نے محض سر کو خم کر کے دیا تھا۔۔۔۔

پھر وہاں یہاں وہاں کھڑے تمام سپاہیوں نے اسے سلیوٹ کیا تھا

وہ آگے بڑھتا گیا

اور آخر اس نے ایک گیٹ کے سامنے کھڑے ہو کے دھیرے سے دستک دی۔۔۔۔

سن گلاسز اب اس نے شرٹ کے سامنے ٹکا دی تھی۔۔۔۔

یس کم آن

اندر سے رعب دار آواز نے اس کا استقبال کیا تھا۔۔۔

وہ دھیرے سے دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

سامنے بیٹھے شخص نے مسکرا کے اسے دیکھا تھا۔۔۔

پھر وہی کھڑے کھڑے وہ۔۔۔۔اپنا ہاتھ ماتھے تک سیدھ میں لے کے گیا تھا۔۔۔

کپٹین حیدر شاہ ہی ئی ر۔۔۔۔

"سر۔۔۔۔

وہ اپنی سیٹ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔

"میجر۔۔۔۔فائق حسن"

انہوں نے مسکرا کہ کہا تھا۔۔۔

وہ دھیرے سے کرسی کھینچ کے ان کے مقابل بیٹھ گیا تھا۔۔۔

اس نے اس وقت کالے رنگ کی سادی شرٹ پہن رکھی تھی اور نیچے کالے رنگ کی جینز۔۔۔۔بھورے بالوں کو جیل کی مدد سے ایک جگہ بیٹھار کھا تھا بھوری آنکھوں میں چمک تھی اور چہرے پہ سنجیدگی۔۔۔۔

وہ تھوڑی دیر اسے دیکھتے رہے۔۔۔۔۔

پھر نظر کی عینک اتار کہ ٹیبل پہ رکھی۔۔۔۔

وہ ایک چالیس پینتالیس سال کے شخص تھے۔۔۔۔لیکن چست اور توانا ہونے کی وجہ سے اپنی عمر سے کم لگتے تھے۔۔۔۔بڑی بڑی مونچھیں۔۔۔اور چہرے کے ساتھ چپکی داڑھی ان کی شخصیت کو اور متاثر کن اور رعب دار بناتی۔۔۔تھی۔۔۔۔

حیدر کوئی پریشانی ہے تم نے تو جمعرات کو ملنے آنا تھا اور جلدی کیسے "

آگئے۔۔۔۔۔"؟

لہجے میں نرمی تھی لیکن چہرے پہ وہی رعب۔۔۔۔

اور حیدر محض بولنے کے لیے الفاظ سوچ رہا تھا۔۔۔۔۔

"سر ایک مسئلہ ہو گیا تھا اسی سلسلے میں آیا ہوں۔۔۔۔"

اس نے گلا کھنکار کے گفتگو کا آغاز کیا تو اس طرف متوجہ ہوئے۔۔۔۔

وردی پہ لگے ستارے ابھی بھی چمک رہے تھے۔۔۔۔۔

"سر میں نے شادی کر لی ہے۔۔۔۔"

اس نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔۔۔

اور انہوں نے بغور سامنے بیٹھے اپنے ڈپارٹمنٹ کے سب سے بہادر اور قابل

شخص کو دیکھا

جس کے منہ سے وہ ایسی بات کی امید نہیں کر سکتے تھے۔۔۔۔۔

اس حماقت کی وجہ پوچھ سکتا ہوں۔۔۔۔آپ سے دانیال حیدر"

شاہ۔۔۔۔۔"جبکہ آپ جانتے ہیں کہ۔۔۔۔۔جب۔تک آپ یہ مشن

کمپلیٹ نہیں کریں گے آپ کوئی ی ایسا کام نہیں کر سکتے آپ دنیا کے لیے ان

"کے محافظ دانیال حیدر نہیں۔۔۔۔۔ایک کریمینل خان ہے۔۔۔۔۔

انہوں نے قریب ہو کے آہستہ مگر سخت لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

"میں مجبور تھا سر میرے پاس اور کوئی ی راستہ نہیں تھا۔۔۔۔۔"

پھر اس نے ساری بات جنرل کے گوش گزار کی تھی۔۔۔۔

وہ پر سوچ نظروں سے اسے دیکھتے رہے اس کی بات سنتے رہے۔۔۔۔۔

اتنا سب کچھ ہوتا رہا اور آپ اسے ہلکا لیتے رہے۔۔۔۔"جہاں تک میرا خیال"

ہے میں نے وہاں آپ کو کسی لڑکی کی حفاظت کرنے نہیں بھیجا تھا ایسی حماقت

اگر کوئی ی ایسا بندہ کرتا جو ڈیپارٹمنٹ میں نیا تھا۔۔۔۔تو مجھے حیرت نہ

ہوتی۔۔۔۔لیکن میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آپ جیسا قابل آفیسر جس نے

پچھلے دو سال میں اپنی قابلیت کی بنا ٦ پہ ٹرپل پر موشن حاصل کیے تب ہی آپ کو ایسے مشن پہ بھیجا کیونکہ اس مشن کے لیے مجھے آپ جیسے ہی کسی ذمہ دار آفیسر کی ضرورت تھی لیکن آپ نے یہ ثابت کیا حیدر شاہ کے آپ اس ذمہ داری کے اہل کبھی تھے ہی نہیں۔۔۔۔۔

اب وہ ٹیبل پہ دونوں ہاتھ جمائے غصے سے کہہ رہے تھے۔۔۔۔

وہ سر اٹھا کہ بیٹھا تھا پر نظریں ان کے چہرے کے بجائے ٹیبل پہ جمار کھی تھی۔۔۔

میں اس وقت مجبور تھا سر۔۔۔۔مجھے جو ٹھیک لگا میں نے وہی کیا"

سر۔۔۔۔اور سر ڈیپارٹمنٹ کو میری ایک غلطی نظر آرہی ہے ایک غلطی سے میں باغی ہو گیا لیکن سر جب میں نے اسی وطن کے لیے اپنے بچپن کے دوست "کی جان لی تو وہ کسی کو نظر نہیں آیا۔۔۔

وہ نظریں ان کے چہرے پہ جمائے تلخی سے بولا تھا

آنکھوں میں عجیب سی تپش تھی یا شاید درد۔۔۔

کپٹین حیدر غلطی عام انسان کی ہوتی ہے ایک فوجی کی چھوٹی سی غلطی کو غداری"

"تصور کیا جاتا ہے۔۔۔۔

"آفیسر کی غلطی چھوٹی بڑی نہیں ہوتی بس غداری ہوتی ہے۔۔۔۔۔"

وہ بھی اتنی ہی تلخی سے بولے تھے۔۔۔

یہ جو میرے رینکس میری وردی کے کنارے چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں کپٹین"

حیدر۔۔۔۔جو دیکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کرتی ہیں ان کی اصل حقیقت

"کوئی ی نہیں جانتا۔۔۔۔

یہ چمکتا ہوا تارا دیکھ رہے ہو تم

انہوں نے اپنے دائیں بازو پہ چمکتے ایک ستارے پہ اشارہ کرتے ہوئے

کہا۔۔۔۔

۔۔۔۔یہ مجھے ایک ایسے مشن کے اختتام پہ ملا تھا جب میں نے موت کو اتنے

قریب سے دیکھا تھا کہ میں دن رات یہ دعا کرتا تھا مجھے بس چین سے موت آجائے میں اپنے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے گلتا سڑتا نہ دیکھو۔۔۔وہ تین دن نہیں تھے شاید میری ذندگی کے سب سے مشکل دن تھے۔۔۔جب ہمارا فل مشن کمپلیٹ تھا تو عین اسی وقت مجھے جو کال آئی ی تھی۔۔۔۔اس کال کے بعد میں آج تک کوئی ی کال اٹھانے کے قابل نہیں رہا۔۔۔۔۔میرا بیٹا ICU میں تھا اور ڈاکٹرز کہہ رہے چھت سے گرا تھا اور اس کا سر پھٹ گیا تھا وہ تھے کہ میرا وہ بیٹا جسے میں نے سات سال دعاؤ ں سے مانگا تھا میری اکلوتی اولاد اس کے بچنے کے چانسز صفر فی صد ہیں میری بیوی نے تڑپتے ہوئے روتے ہوئے کہا تھا کہ خدا کے لیے واپس آجائی یں۔۔۔۔۔

ان کی آواز کبھی آہستہ ہو جاتی تھی اور کبھی اونچی

لیکن چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔۔

تب میرے دل نے کہا تھا کہ اولاد تو سب کو پیاری ہوتی ہے

چھوڑ دو نا چلے جاؤ یہاں سے بھاگ جاؤ

اور تب جانتے ہو میں نے خود سے کیا کہا تھا؟

وہ کرب سے مسکرائے تھے

وہ ہونٹ بھینچے سن رہا تھا

کہ اولاد تو سب کو ہی پیاری ہوتی ہے وطن کسی کسی کو پیارا ہوتا ہے۔۔۔

اگر میں آج یہاں سے لوٹ گیا تو روز کئی بچے کسی بم دھماکے کی نظر ہو کہ

خون آلودہ بستر پہ پڑے ہونگے

اور پھر میں چلا گیا

اپنے مرتے ہوئے بچے اور روتی ہوئی بیوی کو چھوڑ کے

میں جانتا تھا کہ اگر میرا بیٹا مر گیا تو مجھے اطلاع تک تب ملے گی جب اسے دفنا دیا

جائے گا۔۔۔۔۔۔

لیکن اس وقت وطن سے وفا کا عہد ہر رشتے پہ بھاری تھا

کیپٹین حیدر میں بھی لوٹ سکتا تھا اور پھر آپ کی طرح اپنے جنرل کو ا کپلین کر" سکتا تھا

میں نے وہاں پہ ایک چھوٹی سرنگ میں وہ تین راتیں گزاری۔۔۔۔جب میرے سامنے میرے تین ساتھیوں کی لاشیں مردہ حالت میں پڑی تھی۔۔۔اور باہر برف باری اور اندر دہشت ناک خاموشی۔۔۔۔گھپ اندھیرہ اور باہر گولیوں کی یلغار۔۔۔۔میرا خون آلودہ ہاتھ اور جسم پہ ناکافی لباس۔۔۔۔۔کیا آپ مجھ سے بھی زیادہ مجبور تھے۔۔۔؟

ان کے الفاظ کسی ہتھوڑے کی طرح اس کے ذہن پہ برس رہے تھے لیکن وہ ضبط کر کے بیٹھا تھا

میرا بھی دل ایک لمحے کے لیے چاہا کہ یہاں سے بھاگ جاؤں امدادی کروائی یوں کا انتظار نہ کروں پتہ نہیں تب تک شاید میں اسی ملبے تلے دفن ہو جاؤں گا پتہ نہیں میرا بچہ کیسا ہو گا؟

ان دنوں میں نیم پاگل تھا۔۔۔۔۔

تین دنوں سے بھوکا تھا دل میں بار بار خیال آتا تھا کہ بھاگ جاؤ ان مٹی کے

ذروں سے تمھیں کیا ملیں گا۔۔۔۔۔ایک دو اعزازات اور کیا؟

لیکن میں وہی بیٹھا رہا نڈھال سا۔۔۔۔۔

پھر تیسرے دن امدادی کاروائی یاں پہنچائی ی گ ئی۔۔۔۔

مجھے نیم بے ہوشی میں وہاں سے لایا گیا۔

وہ شکستہ خوردہ لہجے میں کہہ رہے تھے۔۔۔۔

اور جب تین دن بعد مجھے ہوش آیا تو

میں نے اپنے بیوی بچوں کا نہیں پوچھا۔۔۔۔

میں نے سب سے پہلے اس ایریا کا پوچھا کیا دہشت گرد مارے گ ئے یہ پوچھا

ان کی آواز اب تیز تھی

اور پھر جب میں گھر گیا تو میرے بیٹے کی تدفین بھی ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اور وہاں جب میں نے اپنے بیوی کو تلاشنا چاہا تو اس نے مجھے پہچاننے سے انکار کر

دیا۔۔۔۔۔

میں حیران تھا کہ احان تو مر چکا ہے یہ پورا دن کھانا لے کے کس کے پیچھے بھاگتی

ہے کھلونے کس کے لیے خریدتی ہے اور باتیں کس سے کرتی ہے۔۔۔۔۔؟

پھر مجھ پہ یہ راز کھلا کہ وہ اپنا دماغی توازن کھو چکی ہے

اس دن مجھے اس اعزاز سے نوازا گیا۔۔۔۔

تم نے اس ملک کے لیے اپنے دوست کو مار دیا۔۔۔۔۔ تم جانتے تھے"

ڈیپارٹمنٹ تمہاری نوکری بحال ہی رکھے گا بلکے تمہیں اعزاز سے بھی نوازے گا

میں زخمی ہاتھ لیے بیٹھا یہ سوچتا تھا کہ ہاتھ نہ بچا تو نوکری سے نکال دیا جاؤں گا

وہ افسوس بھرے لہجے میں کہہ رہے تھے۔۔۔۔

اور وہ ان سے نظر نہیں ملا پا رہا تھا

اسے اپنی قربانی بہت ذیادہ لگ رہی تھی۔۔۔

لیکن یہاں تو قدم قدم پہ قربانیاں تھی۔۔۔

وطن تھالی میں سجا کے نہیں ملا تھا۔۔۔۔۔ یہاں سینے پہ گولیاں کھانی پڑتی "

"ہیں تو تمغہ شجاعت نشان حیدر ملتا ہے

وہ بولتے بولتے خاموش ہو گئے تھے۔۔۔۔۔

کیپٹن حیدر آپ اس ڈیپارٹمنٹ میں تین سال سے ہیں میں نے آج تک آپ "

کے کام میں کھوٹ نہیں دیکھا۔۔۔۔ "اس لیے صرف ایک بات کہوں گا جو

آپ نے کیا اسے مجبوری مت کہیئے آپ اس لڑکی سے محبت کرتے تھے تب

"ہی آپ نے اسے بچایا۔۔۔۔۔

وہ سنجیدگی سے کہہ رہے تھے اس نے پہلی بار سر اٹھایا تھا۔۔۔۔۔

میں چاہوں تو کہوں آپ اسے چھوڑ دیں لیکن میں جانتا ہوں آپ ایسا نہیں "

کریں گے لیکن میں اتنی امید تو رکھوں کہ آپ اسے سچ نہیں بتائیں گے

۔۔۔۔۔۔اور جب بھی آپ کو وطن پکارے آپ اس محبت کو وطن کی محبت پہ

"حاوی نہیں ہونے دیں گے۔۔۔۔۔

وہ جیسے اس سے وعدہ چاہتے تھے۔۔۔۔۔

"انشاءاللہ سر آپ کبھی مجھے پیچھے نہیں دیکھیں گے۔۔۔۔۔"

ماحول یکدم بدلا تھا دماغ کے کھلے دریچے بند ہوئے تھے اور وہ حال میں واپس

لوٹ آیا تھا

چائے ٹھنڈی ہو گئی تھی اور ایشنال کمرے سے اسے پکار رہی تھی وہ اس اٹھ

کہ اسی طرف چلے گیا۔۔۔۔۔

ٹھیک اسی لمحے۔۔۔۔۔۔اس چھوٹے سے گھر میں بھی صبح کا سورج طلوع ہوا تھا

اور آنکھ مچولی کھیلنے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔

کچن میں چائے کی خوشبو پھیلی ہوئی ی تھی۔۔۔۔۔

اور نجمہ۔۔۔۔۔۔ملازمہ کو ہدایت دے رہی تھی ساتھ ہی نظر اٹھا کے اسامہ

کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھ کے تاسف سے کچھ بڑ بڑا رہی تھی۔۔۔۔

بند دروازے کے اندر بڑی کھڑکی سے دھندلی دھندلی روشنی اندر جھانک رہی تھی۔۔۔۔

اور وہ سلوٹ زدہ لباس پہنے بیڈ پہ لیٹا اداس نظروں سے پنکھے کو گھور رہا تھا

چہرے پہ دنیا جہاں کی ویرانی تھی۔۔۔۔۔

ٹھیک اسی لمحے شہر کے مین روڈ پہ تعمیر شدہ۔۔۔۔۔اس خاموش گھر کا بڑا

دروازہ کھول کے ہاشم ملک اندر داخل ہوئے تھے اور۔۔۔۔۔کچن سے نکلتی

مسز ہاشم پہ ایک سنجیدہ نگاہ ڈال کے آگے بڑھ گئے تھے۔۔۔۔۔

میں ایشو کو کال کر لوں۔۔۔۔۔"؟"

انہوں نے ان کو جاتا دیکھ کہ تذبذب سے اونچی آواز میں کہا تھا۔۔۔۔

"وہ محض سر ہلا کے آگے بڑھ گئے۔۔۔۔۔۔"

وہ خوشی سے فون کی طرف لپکی تھی۔۔۔۔۔

اور اب ایشنال سے باتیں کر رہی تھی"

اوران کے چہرے کا اضطراب اب کم ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

اور صبح لمحہ لمحہ آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔

رات کی سیاہی نے مدہم روشنی کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔۔۔۔۔۔رات کے سائے گہرے ہوتے جا رہے تھے۔۔۔۔۔۔چرند پرند اپنے گھروں میں دبک کے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔۔

وہ کمرے میں پاؤں پھیلائے بیڈ پہ بیٹھی ریموٹ ہاتھ میں پکڑے ٹی وی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

محویت سے ڈرامے کے سین میں گم تھی۔۔۔۔

جب دبے قدموں وہ کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔

اس نے سر اٹھا کہ دیکھنے کی بھی زحمت نہیں کی تھی۔۔۔۔۔

رات کا کھانا تو وہ باہر سے کھا کے آئے تھے

اور اب جب وہ چینج کر کے واپس آیا تھا تو اس کو ٹی وی دیکھتے ہوئے پایا تھا

اس نے ایک نظر اسے دیکھا تھا اس نے ابھی تک کپڑے بھی چینج نہیں کیے تھے

اسی سابقہ لباس میں بالوں کو ڈھیلے سے جوڑے میں باندھ رکھا تھا جن کا رنگ

نیچے جا کے لال ہو جاتا تھا شاید وہ بالوں کو کلر کرواتی تھی ناک میں پہنی چاندی کی

نتھ چمک رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ ایک گھٹنا اوپر کیے ساتھ بازو ٹکائے۔۔۔۔۔اوپر تھوڑی

ٹکائے۔۔۔۔۔دیدے پھاڑے ٹی وی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ کتنے ہی لمحے صوفے پہ ٹیک لگا کے دونوں سائیڈوں پہ بازو پھلائے اسے

دیکھتا رہا۔۔۔۔

جب وہ پلٹی تو شاید ڈرامہ ختم ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

"وہاں کیوں بیٹھے ہیں سو جائیے آ کے۔۔۔۔۔"

اس نے تکیہ درست کرتے ہوئے سرسری سا کہا تھا۔۔۔

یعنی آپ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ آپ کے پاس میرے لیے ٹائم نہیں تو ٹھیک"

ہے میں باہر چلا جاتا ہوں۔۔۔۔

وہ مصنوعی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔

"نہیں میں نے ایسا تو نہیں کہا۔۔۔۔۔"

اسے روکنے کی نیت سے وہ گھبرا کے تیزی سے بولی تھی۔۔۔۔۔

مطلب کے تمہارے پاس وقت ہے

وہ ساری ناراضگی بھلا کے اس کے قریب آ کے شرارت سے بولا تھا

اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا اس نے نظریں جھکا لی تھی۔۔۔۔

"اچھا دیکھو میں تمہارے لیے کچھ لایا ہوں۔۔۔۔۔"

وہ گھٹنوں کے بل اس کے قریب بیٹھا تھا۔۔۔۔

اور اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تھا۔۔۔۔

جسے کچھ سوچ کے اس نے تھام لیا تھا

وہ اس کو لے شیشے کے سامنے آ کے کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔

اب آگے ایشنال اور پیچھے حیدر کھڑا تھا۔۔۔

وہ اس کے کندھے تک آتی تھی۔۔۔۔۔

سادہ سی سفید رنگ کی قمیض شلوار پہنے وہ بہت خوبرو لگ رہا تھا

اسے اپنی پسند پہ فخر ہوا تھا۔۔۔

اس نے اپنی جیب سے ایک کالے رنگ کی ڈبی نکالی تھی اور اس میں سے ایک

خوبصورت چین۔۔۔۔ جس کے درمیان میں ایک تختی کی صورت میں

ایشنال حیدر لکھا تھا۔۔۔۔

اس کے کندھے سے ہوتے ہوئے اس کی آنکھوں کے سامنے لہرائی ی تھی

اس نے خوشی کے مارے نکلنے والی چیخ کا گلا منہ پہ ہاتھ رکھ کے گھونٹا تھا۔۔۔

پہنا دوں اجازت ہے۔۔۔۔؟

اس نے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔۔۔

اس نے سر ہلا کے نظریں جھکالی تھی۔۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اس نے اس کی اٹھی ہوئی سی گردن میں چین پہنائی سی تھی۔۔۔۔

وہ سرخ چہرہ لیے نظریں جھکا کے کھڑی تھی۔۔۔۔

جب اس نے اسے کندھوں سے پکڑ کے رخ اپنی طرف موڑا۔۔۔۔

اور اس کے ماتھے پر بوسا دیا۔۔۔۔۔

شکریہ میری زندگی کا حصہ بننے کے لیے۔۔۔۔

وہ مسکرا کے کہہ رہا تھا

اور وہ مسرور سی کھڑی تھی۔۔۔۔۔

اسی رات۔۔۔۔۔وہ ابھی تک بے وجہ سڑکوں کی خاک چھان رہا تھا۔۔۔۔

یہ اس سڑک پہ اس کا دسواں چکر تھا۔۔۔۔

اب اکا دکا دکانیں کھلی تھی۔۔۔۔

وہ خاموشی سے چلتا ہی جا رہا تھا۔۔۔۔

آنکھوں میں ویرانی اور چہرے پہ افسردگی تھی۔۔۔۔

سادہ سی گول گلے والی سلیو لیس شرٹ نیچے ٹراؤ زپہنے وہ آگے بڑھ رہا تھا

جب کسی کی پکار پہ وہ یکدم رکا۔۔۔۔۔

پیچھے پلٹ کے دیکھا تو لمبے سے چغے والا لمبے اور بکھرے بالوں والا ایک ملنگ ٹائپ ادھیڑ عمر شخص کھڑا تھا گلے میں مختلف قسم کے عجیب وغریب ہار پہن رکھے تھے۔۔۔۔۔۔

اب مسکرا کے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

"جی بابا جی کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی۔۔۔۔"

اس نے مخاطب کرنے کی یہی وجہ سمجھی کے شاید بھوکا ہے۔۔۔۔۔

"تیرا کچھ کھو گیا ہے۔۔۔۔۔"

وہ اب اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے مسکرا کے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

"کیا مطلب۔۔۔۔۔؟"

وہ نا سمجھی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔

اگر تیرا کچھ نہیں کھویا تو ایسے کیوں پھر رہا ہے۔۔۔۔؟

"محبت کا ستایا ہوا لگتا ہے۔۔۔

وہ ذو معنی انداز میں ہنسا تھا

وہ الجھے ہوئے دماغ سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔جو بظاہر ملنگ تھا۔۔۔۔لیکن

اس کا ذہن پڑھ رہا تھا۔۔۔۔

پھر وہ اسے نظر انداز کر کے آگے بڑھ گیا تھا

وہ دیوانہ وار اس کے پیچھے بھاگا تھا

اور اس کے قدم سے قدم ملائے تھے

وہ ابھی تک مسکرا رہا تھا

"آپ کو کیسے پتہ کہ میرا کچھ کھو گیا ہے؟ میں محبت کا ستایا ہوا ہوں۔۔۔۔"

وہ بے تابی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔

مجھے نہیں پتہ بچہ اس کو سب پتہ ہے۔۔۔۔۔؟"

اس نے اوپر آسمان کی طرف انگلی اٹھا کے کہا تھا

سب کا کچھ نا کچھ کھو گیا ہے اور سب اسی کی تلاش میں ہیں۔۔۔۔۔ کسی کی دنیا کھو گئی ہے تو کسی کا خدا۔۔۔

تو بتا تیرا کیا کھویا ہے۔۔۔۔۔؟

وہ ذرا سختی سے اس کی طرف مڑا تھا۔۔۔

"خدا نہیں گم ہوتا باباجی۔۔۔۔وہ تو ہمیشہ ہمارے ساتھ ہے"

اس نے جیسے خود کو تسلی تھی۔۔۔۔۔

وہ قہقہہ لگا کے ہنسا تھا۔۔۔۔

اسامہ شرمندہ ہوا تھا۔۔۔

"مطلب تیرا ابھی خدا کھو گیا ہے۔۔۔۔"

وہ عجیب سے انداز میں ابھی تک ہنس رہا تھا

"میرا خدا نہیں کھویا۔۔۔۔"میری دنیا کھو گئی ہے۔۔۔"

وہ جیسے بڑبڑایا تھا۔۔۔۔

"میرا خدا بائیس سال کھو یا رہا۔۔۔۔۔۔"

اور جب ایک دفعہ۔۔۔۔اسی سڑک پہ شراب کے نشے میں میری گاڑی۔۔۔۔۔درخت کے ساتھ ٹکرائی ی تھی۔۔۔۔۔تو مجھے وہ مل گیا تھا۔۔۔۔

اس کا چہرہ اب چمک رہا تھا۔۔۔۔۔

اور اسامہ کو اس کی باتیں سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔۔۔

"میں نے اسے پالیا تھا۔۔۔۔۔"

پھر وہ ہر جگہ نظر آتا ہے تجھے وہ نظر آ رہا ہے۔۔۔۔؟

اس نے کچھ مشکوک لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

اس نے کسی ٹرانس میں سر نفی میں ہلا دیا۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

مجھے نظر آرہا ہے۔۔۔۔

وہ جیسے فخر کر رہا تھا۔۔۔۔

"مجھے ہر جگہ نظر آتا ہے۔۔۔۔۔"

وہ خوشی سے جھوم رہا تھا۔۔۔۔۔

"تیرا بھی خدا کھو گیا ہے۔۔۔۔"

دنیا نہیں کھوتی خدا گم ہو جاتا ہے۔۔۔۔

وہ نہیں بھولتا تو بھول جاتا ہے۔۔۔۔۔

تو دنیا کے پیچھے بھاگ رہا ہے اور اسے چھوڑ رہا ہے۔۔۔۔

"تو بد بخت ہے۔۔۔۔"

وہ پھر وہی فٹ پاتھ پہ بیٹھ گیا تھا

اور ساتھ لگائے گندے سے کپڑے کے پرس سے سوکھی روٹیاں نکالی۔۔۔۔

اور اسی وقت فٹ پاتھ پہ بیٹھے آوارہ کتے۔۔۔۔۔اس کی طرف بڑھے تو اس

نے۔۔۔۔وہ روٹی ان کی طرف بڑھادی۔۔۔۔

وہ دیکھ رہا ہے۔۔۔۔کہے گا۔۔۔۔۔گندی مٹی سے بنے بدبودار بدن کے لوتھڑے۔۔۔۔تونے کتے سے کرخت کیوں کھائی ی تھی تونے روزی میں سے اسے حصہ کیوں نہیں دیا تھا۔۔۔۔میں نے تو پورے دن تیرے گناہ دیکھے میں نے تو تجھ سے کرخت نہیں کھائی ی کیا مجھے تیرے ساتھ گناہ کی بدبو نہیں آتی۔۔۔۔تو کون ہوتا ہے میری مخلوق میں سے نقص نکالنے والا۔۔۔۔

وہ غضب میں آجائے گا۔۔۔۔۔

وہ سب دیکھ رہا ہے۔۔۔۔۔

تجھے ابھی نظر نہیں آرہا مجھے سب نظر آرہا ہے۔۔۔۔۔

یہ اس کی شان ہے۔۔۔۔بندے کو محبت کرنا جس دن اس نے تجھ پہ غضب کیا تو۔۔۔تو کہیں کا نہیں رہے گا۔۔۔۔

وہ ابھی بھی زور زور سے ہنس رہا تھا

اوراسامہ کو لگا وہ تھوڑی دیر اور یہاں کھڑا رہا تو پاگل ہو جائے گا۔۔۔۔۔

وہ الٹے قدموں سے وہاں سے بھاگا تھا اور پھر پیچھے پلٹ کے نہیں دیکھا تھا۔۔۔

وہ ابھی تک ہاتھ تھامے باتوں میں مصروف تھے۔۔۔۔

اوراسامہ پھولے ہوئے سانس کے ساتھ بھاگ رہا تھا

اور رات اپنے اختتام کو پہنچ رہی تھی۔۔۔۔۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

صبح کی میٹھی اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نے جیسے صبح کی آمد کا احساس

دلایا۔۔۔۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں نے زمین پہ گرے اکادکا خشک پتوں میں

ہلچل پیدا کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس فرنیشڈ گھر میں بھی ابھی مدہم مدہم اندھیرا تھا۔۔۔۔۔روشنی ٹھیک طرح

سے نہیں پھیلی تھی۔۔۔۔

اگست کے اختتام پہ بھی ہوا میں حبس تھا گذشتہ ہونے والی بارشوں نے بھی حبس

کو کم نہیں کیا تھا اوپر دیوار کے ساتھ  لٹکا پنکھا فل اسپیڈ سے چل رہا تھا

اور وہ خواب خرگوش کے مزے لوٹنے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔

جب اچانک اس کی خوابوں کی دنیا میں ہلچل مچی۔۔۔۔۔

کوئی ی اسے جگا رہا تھا

اس نے نیم وا آنکھیں کھول کے اس دشمن کو دیکھا تو سامنے دشمن جاں کھڑا

تھا۔۔۔۔

وہ کسمسا کے اٹھ بیٹھی۔۔۔۔

آنکھیں مل کے تصدیق کی تو ایک سیکنڈ کے لیے سفید لباس میں ملبوس اسے وہ

موت کا فرشتہ لگا۔۔۔۔۔

پھر جب دھندلاہٹ ختم ہوئی ی تو سامنے حیدر کو کھڑا دیکھ کے وہ اس وقت جی

بھر کے بدمزہ ہوئی ی۔۔۔

"ناشتہ تو آپ خود بنا لیتے ہیں میری نیند کیوں خراب کر رہے ہیں۔۔۔۔؟"

وہ برا سا منہ بنا کے اکتا کے کہہ رہی تھی۔۔۔

"تم اپنی آخرت خراب کر رہی ہو میں تو تمہاری ہیلپ کرنے آیا ہوں۔۔۔۔"

وہ مسکراہٹ دبا کے بظاہر سنجیدگی سے کہہ رہا تھا

"نیند سے بھی آخرت خراب ہوتی ہے؟"

اس نے ناسمجھی سے پوچھا تھا۔۔۔

کچی نیند سے جاگنے کی وجہ سے۔۔۔۔۔ ابھی بھی سر چکرا رہا تھا۔۔۔۔

"نماز چھوڑنے سے دنیا اور آخرت خراب ہوتی ہے۔۔۔۔"

وہ اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔۔۔

"حیدر میں قضا نماز پڑھ لوں گی نا۔۔۔"

اس نے ٹالنا چاہا

۔۔۔۔۔۔

اوکے فائی ن اللہ تعالی بھی جب تمہیں اگنور کرنے لگے تو پھر تم گلا نہیں کرو گی"

"۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ناراضگی سے کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

اللہ مجھے کیوں اگنور کریں گے۔۔۔۔۔؟

وہ مذید الجھ گ ئی تھی۔۔۔

کیوں کے تم ان کی بات نہیں مان رہی ان کی محبت میں ان کے سامنے سجدہ ریز" نہیں ہو رہی۔۔۔ تم خود کو بہت اعلی نعوذ باللہ برتر سمجھ رہی ہو۔۔۔ تم ایک ساتھ ک ئی گناہ کی مرتکب ہو۔۔۔۔ جب اللہ کے پاس تمہاری فائی ل جائے گی تو جب وہ ابتدا٦ سے ہی دیکھیں گے تو اتنے گناہ۔۔۔۔۔ حکم نا ماننا ایک گناہ۔۔۔

وہ انگلیوں پہ گن کے بتا رہا تھا۔۔۔

اور وہ سن رہی تھی۔۔۔

پھراس کی بات نہ ماننے سے اس چیز کا اظہار ہوتا ہے کہ انسان تکبر اور غرور میں

مبتلا ہے۔۔۔۔

اب اتنی برائی یوں کے بعد اگنورنس تو بنتی ہی ہے۔۔۔۔۔"؟"

وہ اب ناراضگی سے سمجھا کے چہرہ دوسری طرف موڑ کے بیٹھ گیا تھا۔۔۔

اور جاگ تو وہ گ ئی ہی تھی اوپر سے اتنی بھیانک۔۔۔۔۔تصویر کشی۔۔۔۔

وہ تیزی سے بیڈ سے اتری اور کمرے سے نکل کے غائب ہو گ ئی

اور وہ مسکرا کے اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔۔

ٹھیک اسی وقت صبح کی مدھم روشنی نے اس چھوٹے سے لان والے گھر کو بھی

اپنے حصار میں لینا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔

وہ جب سے واپس آیا تھا اسے کسی کروٹ چین نصیب نہیں ہو رہا تھا

کروٹیں لیتے ہی بڑی کھڑکی سے روشنی اندر جھانکنے لگی تھی

ذہن سے کسی دم بھی۔۔۔۔وہ ملنگ کی باتیں محو نہیں ہو رہی تھی

رات والے ہی ٹراؤزر شرٹ میں رف بالوں والا وہ پریشان سالار کا خود کو یہ کہہ کر تسلی دے رہا تھا کہ وہ شاید پاگل تھا۔۔۔

لیکن دل میں ہلچل تھی

پورا بدن پسینے سے بھیگا ہوا تھا۔۔۔

پنکھا فل اسپیڈ میں چل رہا تھا

اور اسے اپنا پورا جسم تپتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

اب تو سر بھی بھاری ہو رہا تھا

وہ شاید بخار میں تپ رہا تھا

"تیرا بھی خدا کھو گیا ہے"

وہ قہقہہ گونجا تھا۔۔۔

اس نے اپنے ذہن سے جھٹکنے کی کوشش کی تھی

وہ جھٹک نہیں پایا۔۔۔۔

اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

سر چکرایا۔۔۔۔

لیکن اس نے خود کو سنبھال لیا

اور اس نے خود سے وعدہ کیا کہ آئی یندہ کبھی بھی اس سڑک پہ نہیں جائے گا

لیکن یہ بات بہت جلد غلط ثابت ہونے والی تھی۔۔۔

بریانی کی تازہ مہک نے اس پورے فرنیشڈ گھر کو اپنے حصار میں لے رکھا تھا۔۔۔۔۔

کچن سے دھواں نکل کے صحن میں پھیل رہا تھا

کچن سے ہوتے ہوئے اندر جاؤ تو اندر وہ چولہے کے قریب کمر موڑے کھڑا تھا

گول گلے والی شرٹ نیچے جینز پہن رکھی تھی۔۔۔۔۔ چہرہ تروتازہ تھا

اس کا موڈ کافی خوشگوار معلوم ہوتا تھا

قریب ہی وہ کرسی پہ ٹانگ پہ ٹانگ جما کے بیٹھی ایک ہاتھ میں آدھی کھائی ی

ہوئی ی گاجر پکڑے انہماک سے یہ کاروائی ی دیکھنے میں مشغول تھی

آج اس نے بھی رف جینز اوپر گول گلے والی پرنٹڈ شارٹ فراک پہن رکھی تھی

لمبے بال شانوں پر پھیلا رکھے تھے۔۔۔۔ جن کا رنگ اوپر سے کالا نیچے سے

چاکلیٹی رنگ کا ہو جاتا تھا ناک میں پہنی نتھ چمک رہی تھی اور گلے میں ایشنال

حیدر ٹمٹمار ہا تھا

آپ مجھے کام کرنے کو کیوں نہیں کہتے"؟"

اس نے گاجر کو دانت سے کترتے ہوئے بدلی ہوئی ی آواز میں سرسری سا پوچھا

تھا

"کیوں کہ میں جانتا ہوں تمہیں کام نہیں آتے گھر کے۔۔۔۔"

اس نے بڑے اطمینان سے کٹے ہوئے ٹماٹر کڑاہی میں ڈالتے ہوئے کہا

پھر بھی مرد کہاں کام کرتے ہیں۔۔۔۔"ہمارے مغرب کے مرد تو ہل کے"

"پانی تک نہیں پیتے کہ کہیں ان کی عظیم شان میں کمی نہ آجائے۔۔۔۔

وہ تیز لہجے میں بولی

اور گاجر کو ایک دفعہ پھر دانت سے کترنے لگی۔۔۔۔۔

وہ ہولے سے ہنسا تھا

اصل میں ایشنال بی بی۔۔۔۔۔ مس ئی لہ اس طرح ہے کہ ہم لوگ ذہنی بیمار لوگ ہیں۔۔۔۔۔ عورت گھر میں پیدا ہو گ ئی چاہے جس بھی روپ میں ہم اسے بس کام کرنے والی ایک مشین سمجھ لیتے ہیں۔۔۔۔۔ جیسے وہ اپنے ماتھے پہ ٹیگ لگا کے آئی ی ہے ہم نے عورتوں کو اتنا الجھا دیا ہے کہ انہیں بریک ہی نہیں دیتے انہیں خود سے قریب ہونے ہی نہیں دیتے۔۔۔۔۔ یا شاید ہم بریک دینا ہی نہیں چاہتے۔۔۔۔۔"

وہ سنجیدگی سے کڑاہی میں چمچہ ہلاتے ہوئے اسے سمجھا رہا تھا

وہ گاجر کھاتے ہوئے اسے سن رہی تھی۔۔۔۔۔

"ہم اپنی حکمرانی کا رعب جھاڑنے کے اتنے عادی ہو گ ئے ہیں کے ہم اپنی

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

بیٹیوں کو بہنوں کو یا بیویوں کو اپنے سے قریب ہونے دیں ہم مردوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ اگر ہم ان کے دوست بن کے رہیں گے تو ہماری ان پہ حکمرانی ختم ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔ لیکن اس سب میں ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ اسی حکمرانی کے زعم میں ہم انہیں خود سے دور کر رہیں ہیں۔۔۔

"اللہ نے مرد کو حکمران بنایا ہے۔۔۔۔۔۔"

حکمران پتہ ہے کون ہوتا ہے۔۔۔۔۔"؟"

وہ اب اسکی طرف پلٹا تھا

"حکم دینے والا۔۔۔۔۔"

بیوی شوہر کی تابعدار بنائی ی گ ئی۔۔۔۔۔۔

اس کے حکم کی تابع۔۔۔۔۔

"مرد حاکم کے ساتھ ہی محافظ بھی ہے۔۔۔۔۔"

لیکن حاکم کے پاس بات منوانے کے بھی دو طریقے ہوتے ہیں یا وہ ظالم جابر حاکم

بن جائے اور حکومت کے نشے میں چور ظلم کرے یا دوستانہ انداز اپنائے۔۔۔۔۔

وہ فریج سے دہی نکال کے چولہے پہ رکھی کڑاہی میں انڈ ھیل رہا تھا۔۔۔۔

وہ گاجر پہ ہاتھ صاف کرنے کے بعد۔۔۔۔۔اب کھانے کی کوئی ی اور چیز ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔۔۔

اب ہمارے ادھر یہ مس ئی لہ ہے کہ مرد خضرات پہلے اپن سخت رویے سے اپنے گھر کی عورتوں کو خود سے دور کر دیتے ہیں۔۔۔۔ہلٹر کی طرح اپنا کردار بنا لیتے ہیں۔۔۔۔خود ساختہ لکیر کھینچ لیتے ہیں۔۔۔۔۔۔اور پھر گھر کی عورتوں کے ساتھ جب کوئی ی مسائی ل پیش آتے ہیں تو۔۔۔۔۔وہ گھر کے باہر سے ہمدرد ڈھونڈتی ہیں اور ایک ن ئے راستے پہ چل نکلتی ہیں۔۔۔۔

تمہیں پتہ ہے ایشنال۔۔۔۔۔۔میں عورت کو غلط نہیں کہتا عورت باذات خود" غلط نہیں نا سمجھ ہوتی ہے اس کو دماغ بہت شاندار دیا گیا ہوتا ہے لیکن وہ اس سے کام نہیں لیتی۔۔۔۔۔۔عورت کی فطرت ایسی ہے کہ اسے میٹھے دھوکے پسند

ہیں۔۔۔۔۔اور مرد بھی غلط نہیں ہوتا میں اسے بھی غلط نہیں کہتا۔۔۔۔۔اس

کی فطرت ہی ایسے تشکیل دی گ ئی ہے۔۔۔۔۔۔۔"

تمہیں بتاؤ ں قصور کس کا ھے۔۔۔۔۔"؟"

وہ اب اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔

"قصور ہم سب کا ہے۔۔۔۔۔"

ہم بچپن سے ہی اپنے بچوں کے کچے ذہنوں میں فحاشی بھر دیتے ہیں۔۔۔ہم"

ان کی آئی یڈل لزم میں کہیں بھی عمر رضی کی بہادری عثمان رضی کی شجاعت اور

علی رضی کی دلیری شامل ہی نہیں کرتے۔۔۔۔۔۔"

تمہیں پتہ ہے جب میں چھوٹا تھا۔۔۔۔

وہ ایک دم پر جوش ہوا

تو میری امی روز رات کو مجھے قصہ سنایا کرتی تھی۔۔۔۔ایک چھوٹا بچہ جس نے

سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔۔۔۔۔۔

میں اس رات دیر تک سوچتا رہا۔۔۔۔۔

اسلام کیا ہوتا ہے۔۔۔۔۔"؟

اگلے دن امی سے میں نے پوچھا امی اسلام کیا ہے جسے قبول کرنا پڑتا ہے۔۔۔۔

"امی میرے معصوم سوال پر مسکرائی ی تھی۔۔۔۔۔"

اسلام۔۔۔۔۔دعوت ہے خوبصورت دعوت۔۔۔۔جو صرف خوش"

"قسمت لوگوں کو ملتی ہے۔۔۔۔اور تمہیں تو بہت آسانی سے ملی ہے۔۔۔۔۔

انہوں نے میرا ماتھا چوم کے کہا تھا

پھر وہ مجھے ایک قصہ روز سنایا کرتی تھی۔۔۔۔

جس میں ہیرو عمر رضی علی رضی ہوتے تھے۔۔۔۔۔

کرتا تھا۔۔۔۔۔۔ admire میں کتنی ہی دیر انہیں

آج کل کے بچوں کے ولن۔۔۔۔۔پتہ نہیں کن کن عجیب وغریب ناموں کے

ہوتے ہیں۔۔۔۔۔

"میرے ولن۔۔۔۔۔۔ابو جہل۔۔۔۔۔ابو لہب جیسے نام تھے۔۔۔۔۔"

ان کا انجام سن کے میں بہت خوش ہوتا تھا۔۔۔۔

وہ کرسی کھینچ کے اس کے قریب بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔

مجھے ابھی بھی یاد ہے بچپن میں جب میں نے ایک بچے کو آنکھ پہ مکا مار

کے۔۔۔۔۔اپنا سابقہ بدلا لیا تھا۔۔۔۔

تو۔۔۔۔امی نے تب مجھے۔۔۔۔۔ایک ایسی ذات کا قصہ سنایا تھا کہ جن پہ

لوگ کوڑا کرکٹ تک پھینکتے تھے اور وہ مسکرا کے انہیں معاف کر دیا کرتے

تھے۔۔۔۔۔

تب میں بہت شرمندہ ہوا تھا۔۔۔۔۔

"میں نے بھی اگلے ہی دن جا کے اس سے معافی مانگی تھی۔۔۔۔۔۔"

وہ اسے بہت خوشی سے بتا رہا تھا۔۔۔۔

اور وہ مسکرا کے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

باتیں کرتا وہ کتنا اچھا لگتا تھا۔۔۔۔

امی کو سورۃ یوسف بہت پسند تھی۔۔۔۔۔

وہ کہتی تھی۔۔۔۔۔"

حیدر اپنی غلطیوں کو جسٹفائی ی مت کیا کرو غلطیوں کا بھی چارم ہوتا ہے"

"جسٹفیکیشن سے وہ اپنا چارم کھو بیٹھتی ہیں۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں ہاتھوں کو باہم ملائے میز پہ ٹکائے مسکرا مسکرا کر اسے بتا رہا تھا

"جسٹفیکشن سے غلطیاں گناہ بن جاتی ہیں"

کہتی تھی جب کچھ غلط کرو نا تو بس اسے غلط مان لیا کرو۔۔۔۔۔ یہ مت کہا کرو کہ

نیت اچھی تھی میں ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔اور لوگ بھی تو کرتے ہیں

"نا۔۔۔۔۔

بس کہہ دیا کرو غلطی ہو گئی معاف کر دو۔۔۔۔۔

تب انسان کو وہ غلطی لگتی ہے۔۔۔۔۔

کیوں کہ ایشنال سورۃ یوسف میں جب حضرت یوسف کے بھائی یوں نے ان" کے خلاف سازش کی تھی تو تب شیطان نے ان کی اس برآئی ی کو اچھا کر کے دیکھایا تھا انہوں نے خود کو خود ہی جسٹفائی ی کر دیا تھا تب وہ جو کر رہے تھے وہ انہیں ٹھیک لگنے لگا کہ ہم اپنے والد کی محبت اور توجہ لینے کے لیے یہ سب کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

وہ اب اٹھ کہ چاول دھو رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ مبہوت سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ کہیں سے بھی اس وقت گینگ سٹار نہیں لگ رہا تھا

وہ ایک بہت سلجھا ہوا انسان لگ رہا تھا

تم اتنا اچھا سوچتے ہو اور پھر ایسے کام کیوں کرتے ہو۔۔۔۔۔"؟"

وہ تذبذب کا شکار تھی

اس لیے پوچھے بغیر نا رہ سکی۔۔۔۔

اس کے چاولوں کو دھوتے ہاتھ یکدم ساکت ہوئے اور مسکراہٹ سمٹی

۔۔۔۔۔چونکہ ایشنال کی طرف اس کی پیٹھ تھی اس لیے وہ اس کے چہرے کے

بدلتے رنگ دیکھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔۔

جب وہ بولا تو محض اتنا بولا تھا کہ

ہم اب اس بارے میں بات نہیں کریں گے۔۔۔۔۔

وہ کچھ ایسی سنجیدگی سے بولا کہ اسے چپ لگ گئی۔۔۔۔

لیکن آپ نے مجھے اپنا صحیح نام بھی نہیں بتایا۔"

۔۔۔"؟

وہ ماحول کی سرد مہری کو ختم کرنے کی غرض سے بولی۔۔۔۔

ہاں لیکن اب تو پتہ چل گیا نا۔۔۔۔۔"

وہ پھر مسکرایا تھا۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ بھی اسے مسکراتا دیکھ کہ کھلکھلا کے ہنس دی تھی۔۔۔۔۔"

وہ اسے اب بریانی کا۔ طریقہ سمجھا رہا تھا

اور وہ ہمہ تن گوش تھی

۔۔۔۔۔

باہر دوپہر کی تپتی دھوپ کے سائے اب مدہم ہو رہے تھے

۔۔۔۔۔

رات کے اندھیرے نے اطراف کو اپنی لپیٹ میں لینا شروع کر دیا تھا۔۔۔

ٹریفک پولیس کی سیٹیوں کی آواز اس مصروف سڑک پہ چلتی گاڑیوں کے شور میں

گڈمڈ ہو رہی تھی۔۔۔۔

اس جگہ پہ معمول کے مطابق ہی رش تھا۔۔۔۔

وہ بھی بے وجہ یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہا تھا

چکور گلے والی شرٹ نیچے جینز پہنے کان میں ہینڈ فری لگائے وہ اداس سا گانے سننے

میں مصروف تھا

یہ ملنگ والے واقعے سے کچھ دن بعد کی بات تھی۔۔۔۔

اور وہ ملنگ آہستہ آہستہ اس کے ذہن سے محو ہو رہا تھا

دل کی دنیا۔ میں ایک دفعہ پھر ایشنال ہی تھی۔۔۔۔

جب پلٹتے ہی اسے ایک دفعہ پھر فٹ پاتھ پہ بیٹھا اسے وہ فقیر دیکھائی دیا تھا

وہ اسی کی طرف بہت گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اسامہ نے نظرانداز کرنے کی کوشش کی لیکن نہیں کر سکتا۔۔۔۔

فقیر شناسائی سے مسکرایا تھا

اسامہ کے قدم خود بخود اس طرف اٹھنے لگے۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد ناچاہتے ہوئے بھی اس نے خود کو اس کے قریب پایا۔۔۔۔۔۔

وہ ابھی تک مسکرا رہا تھا۔۔۔۔

اسامہ ناچاہتے ہوئے بھی اس کے قریب بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔

آپ روز یہاں کیوں آتے ہیں۔۔۔۔۔"؟"

اسامہ نے سڑک پہ رواں دواں گاڑیوں کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

"اپنے دوستوں سے ملنے۔۔۔۔۔"

وہ اپنے کپڑے کے پرانے سے تھیلے سے کچھ ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔۔۔

اور آپ کے دوست کون ہے۔۔۔۔۔"؟

اسامہ اب گھبرایا نہیں تھا۔۔۔۔۔

اسے اس فقیر میں دلچسپی پیدا ہوئی ی تھی۔۔۔۔

"یہ کتے میرے دوست ہیں۔۔۔۔"

وہ فخر سے بتا رہا تھا

اور اسامہ ہولے سے ہنس دیا تھا

یہ سچ میں پاگل تھا۔۔۔۔

جب اس کے اس کپڑے کے تھیلے میں سے ایک تصویر نیچے گری۔۔۔۔

اسامہ نے جھک کے تصویر اٹھائی ی تھی

وہ ایک انیس بیس سال کا۔۔۔خوبصورت نقوش والا نوجوان تھا۔۔۔۔۔جس کے نقوش بالکل انگریزوں جیسے تھے۔۔۔۔

اسامہ یک دم ٹھٹکا تھا۔۔۔

نظر اٹھا کہ اپنے ساتھ بیٹھے فقیر کو دیکھا تھا۔۔۔

جو مسکرا رہا تھا۔۔۔

"یہ میں ہوں۔۔۔۔"

اس نے سرسری سا بتایا

اسامہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

لیکن یہ تو انگریز۔۔۔۔"؟"

اسامہ اتنا ہی بول پایا۔۔۔۔

جب اس نے اسامہ کی بات کاٹ دی۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

"تھامسن نام تھا میرا۔۔۔۔۔"

اس نے شستہ اردو میں کہا تھا

اس کی اردو بہت اچھی تھی۔۔۔۔۔

تم انگریز ہو تو۔۔۔۔۔اللہ کو کیسے مانتے ہو۔۔۔۔۔"؟"

اسامہ بے یقین تھا۔۔۔۔

"جیسے تم مانتے ہو۔۔۔۔"

اس نے لاپرواہی سے کہا۔۔۔۔۔

لیکن ہم مسلمان ہیں۔۔۔۔

اسامہ نے الجھن سے کہا۔۔۔۔

توکیااللہ صرف مسلمانوں کے ہیں۔۔۔۔۔"

قرآن پڑھنا جانتے ہو۔۔۔۔۔؟

نماز پڑھتے ہو۔۔۔۔۔؟

اسامہ مشکوک سا پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔

"کیا فرق پڑھتا ہے۔۔۔۔۔"

میں عاشق ہوں اس سے عشق کرتا ہوں۔۔۔۔

"جب دل چاہتا ہے اسے دیکھ لیتا ہوں اس سے بات کر لیتا ہوں۔۔۔۔۔"

نماز کی کیا ضرورت۔۔۔۔؟

اس نے بھی دو بدو کہا

اسامہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

کلمہ پڑھا تھا۔۔۔۔؟

اسامہ نے اگلا سوال داغا۔۔۔۔

ہاں جب میرے جسم میں کیڑے پڑ رہے تھے۔۔۔۔۔۔تب دور کہیں تم"

"لوگوں کے مسجد سے آذان کی آواز آ رہی تھی۔۔۔۔۔

اس وقت مجھے صرف ایک لفظ سمجھ آیا تھا۔۔۔۔

"اللہ اکبر۔۔۔۔۔"

میں نے نیم بے ہوشی میں کہنا شروع کر دیا تھا

حالانکہ میں مانتا نہیں تھا

لیکن ماننے سے کیا ہوتا ہے

اس نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔۔

اسامہ عجیب سی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

میں سوچ رہا تھا وہ بھی مجھ سے کرخت کھائے گا دھتکار دے گا مرنے کے لیے

چھوڑ دے گا۔۔۔۔۔۔مجھے یہی کیڑے کھا جائیں گے۔۔۔۔۔

میں نے تب ہی کلمہ پڑھ لیا تھا"

جب میں نے روتے ہوئے کہا تھا

اللہ اکبر۔۔۔۔۔

اللہ اکبر۔۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

آہ پھر میں نے خود کو زندہ پایا تھا۔۔۔

حالانکہ۔۔۔۔۔ میرے جسم میں کیڑوں کے کاٹنے کے نشانات تھے۔۔۔۔

لیکن جب آنکھیں کھولی تھی تو سامنے کرسٹی۔۔۔۔ نیل سب کو دیکھا تھا۔۔۔

لیکن میرے ذہن میں ایک ہی الفاظ گونج رہے تھے

اللہ اکبر۔۔۔۔۔

اللہ۔۔۔۔

اللہ۔۔۔۔

کدھر ملے گا۔۔۔۔؟

میں چیخ چیخ کے پوچھ رہا تھا

میرے دوست ایک دوسرے کا چہرہ تک رہے تھے

۔۔۔۔۔

جب مجھے کوئی ی جواب نہیں ملا تو میں دیوانہ وار باہر کی طرف بھاگا۔۔۔

کہیں سے وہی شناسا آواز آ رہی تھی۔۔۔۔

میں اس سمت بھاگا۔۔۔۔

میں اس سنگ مرمر سے بنی مسجد میں چلا گیا۔۔۔۔۔

اللہ۔۔

اللہ

میں پاگلوں کی طرح چلا رہا تھا۔۔۔۔۔

رو رہا تھا۔۔۔۔۔

ایڑھیاں رگڑ رہا تھا

سب مجھے پاگل سمجھ رہے تھے

جب ایک باریش بزرگ میری طرف بڑھے تھے۔۔۔۔

کسے ڈھونڈ رہے ہو۔۔۔۔۔"؟"

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

انہوں نے پیار سے پوچھا تھا۔۔۔

''اللہ کو۔۔۔۔۔

میں نے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

''کھو گیا ہے کہیں۔۔۔۔۔''

میں تڑپ تڑپ کے رو رہا تھا۔۔۔

وہ کتنی ہی دیر مجھے دیکھتے رہے۔۔۔۔۔

''مسلمان ہو۔۔۔۔۔''

انہوں نے ایک دفعہ پھر پوچھا تھا۔۔۔۔۔

میں نے نفی میں سر ہلایا تھا

اللہ کو چاہتے ہو۔۔۔۔؟

ان کے اگلے سوال پہ میں خاموش ہو گیا تھا

مجھے اللہ سے ملوا دو۔۔۔۔۔جتنے پیسے کہو گے دوں گا۔

"۔۔۔

میں نے لالچ دی تھی۔۔۔۔

وہ ہنسے تھے۔۔۔۔۔

"پاگل اللہ پیسوں سے نہیں تلاش سے ملتا ہے۔۔۔۔"

کلمہ پڑھو۔۔۔۔۔

انہوں نے مجھے کلمہ پڑھوایا تھا۔۔۔۔

اور جیسے میری تڑپتی ہوئی روح کو سکون مل گیا تھا۔۔۔۔

وہ سنجیدگی سے سارا قصہ سنا رہا تھا

اسامہ کو اس وقت یہ کہیں سے بھی پاگل نہیں لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ اٹھ کے جانے لگا۔۔۔۔

"ایک دن تم سب سمجھ جاؤ گے۔۔۔۔۔"

جس دن تمہارے پاس اس کے سوا کچھ نہیں بچے گا۔۔۔۔۔

اس نے پیچھے مڑ کے دیکھا

اب وہاں کوئی ی نہیں تھا

آج وہ بھاگ نہیں سکا تھا۔۔۔۔۔

ستمبر کے اوائل دنوں نے گرمی کی شدت کو کچھ حد تک کم کر دیا

تھا۔۔۔۔اب عجیب سا موسم رہتا تھا کبھی بہت زیادہ بارش ہونے لگتی تو دو تین

دن موسم نارمل رہتا اور کبھی۔۔۔۔۔بہت تیز دھوپ نکل آتی۔۔۔۔۔تو موسم

اگلے چار دن بہت زیادہ گرم رہتا تھا۔۔۔

یہ بھی ایک ایسے ہی دوپہر تھی جب آسمان پہ بادلوں کا راج تھا۔۔۔۔۔

وہ خاردار جھاڑیوں سے ہوتا ہوا جیسے ہی اس جنگل سے باہر نکلا موبائل کے

سگنل واپس آئے۔۔۔۔

اور موبائل زور و شور سے بجنے لگا

اس نے گاڑی کے اندر بیٹھ کے موبائل دیکھا تو سامنے۔۔۔۔۔جنرل کی کال

آتی دیکھ کر ٹھٹک گیا۔۔۔۔

گاڑی کا دروازہ بند کیا اور کال پک کر کے موبائل کان کے ساتھ لگا دیا۔۔۔

اسلام علیکم سر۔۔۔۔۔"؟

وہ مودبانہ لہجے میں بولا

ساتھ ہی گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔۔

ایبٹ آباد کے اس اونچی فلیٹ کی پانچویں منزل پر وہ فون کان کے ساتھ لگائے۔۔۔کچن کا دروازہ بند کرتے ہوئے باہر بالکونی کی طرف آئے تھے۔۔۔۔۔

سادہ سا ٹراؤزر شرٹ پہنے وہ بہت سنجیدہ سے لگ رہے تھے اور پریشان بھی۔۔۔۔

ایک ہاتھ میں چائے کا مگ تھامے دوسرے ہاتھ سے فون کان سے لگائے۔۔۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔۔۔۔

انہوں نے سلام کا جواب دیا تھا۔۔۔۔

دوسری طرف وہ۔۔۔۔۔۔ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ گھماتا ہوئے گاڑی چلارہا تھا

نظریں ونڈ اسکرین کے باہر جمی ہوئی ی تھی۔۔۔۔

کدھر ہو حیدر۔۔۔۔۔''؟''

انہوں نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے۔۔۔۔۔پوچھا

''سر ابھی ابھی حطار انڈسٹری ایریا کی طرف جارہا ہوں۔۔۔۔۔''

اس نے بھی سرسری بتایا تھا۔۔۔

گاڑی ریورس کرواور ایبٹ آباد آفس پہنچو۔۔۔۔۔میں تمہیں وہی ملتا''

''ہوں۔۔۔۔

انہوں نے حکم دیا تھا

اوکے سر

وہ بھی بغیر کوئی ی سوال جواب کیے رضامند ہو گیا تھا۔۔۔

لیکن ذہن بری طرح الجھ گیا تھا

اور ایشنال والی بات کے بعد تو وہ اور بھی چوکنا ہو گیا تھا

اب اس کا رخ ایبٹ آباد کی طرف تھا

اور ٹھیک اسی لمحے وہ بھی اپنا فلیٹ لاک کر کے پارکینگ ایریا کی طرف تھا

وہ اس وقت۔۔۔ سنجیدہ سا چہرہ لیے جنرل کے سامنے بیٹھا تھا

دوپہر دو بجے وہ یہاں پہنچ آیا تھا

اب وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔۔

وہ اس وقت یونیفارم میں نہیں تھا

کالے رنگ کی قمیض شلوار۔۔۔۔ جس کے آستین فولڈ کر رکھے تھے کہنیاں

میز پہ ٹکائے ان کے بولنے کا منتظر تھا۔۔۔

انہوں نے ایک پیپر اس کی طرف بڑھایا

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اس نے ناسمجھی سے اپنے سامنے پڑے پیپر کو پھر ان کے چہرے کی طرف دیکھا

"حیدر تم پانچ دن بعد انڈیا جا رہے ہو۔۔۔۔"

وہ الرٹ سے بیٹھے سپاٹ لہجے میں اسے بتا رہے تھے

اور وہ بس ان کا چہرہ دیکھ کہ رہ گیا

لیکن سر میں ال ریڈی دو زندگیاں گزار رہا ہوں۔۔۔۔"اگر میں ترکی"

جاؤں گا تو یہاں خان کا کیا ہو گا۔۔۔۔"؟

اس نے تیزی سے ایک ایک لفظ پہ زور دے کے کہا

وہ اس کو دیکھتے رہے

پھر قریب ہو کہ بولے تھے

میں اس وقت اپنے ڈیپارٹمنٹ کے سب سے بہادر آفیسر حیدر شاہ سے

نہیں۔۔۔۔ایک ایسے مرد سے بات کر رہا ہوں جو ایک عورت کے سامنے

"گھٹنے ٹیک چکا ہے۔۔۔۔

کیا میں یہ سمجھوں کیپٹن حیدر شاہ۔۔۔“؟

انہوں نے طنز سے جتا کہ کہا وت

سر میری بات کا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔

وہ اکتا کہ بولا تھا۔۔۔

پھر کیا مس ئی لہ ہے حیدر۔۔۔؟

وہ ابھی تک کاٹ دار نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

سر میں اسے ایسے حالات میں کیا کہہ کر چھوڑوں گا۔۔۔۔۔“وہ بالکل اکیلی”

“ہو جائے گی سر وہ مجھے ہمیشہ دھوکے باز سمجھیں گی

وہ شکستہ خوردہ لہجے میں بولا تھا

“اور اگر آپ انڈیا نہ گ ئے تو ڈیپارٹمنٹ آپ کو غدار سمجھے گا۔۔۔”

انہوں نے زور سے دونوں ہاتھ ٹیبل پہ مار کے جیسے اسے کسی خواب سے جگایا

تھا۔۔۔

وہ یکدم چونکا تھا

"میں اسے کیا کہوں گا۔۔۔۔۔"

اس کا لہجہ اب بالکل سپاٹ تھا

آپ اسے کچھ بھی نہیں کہیں گے کچھ بھی نہیں بتائیں گے بس اسے چھوڑ"

آئیں اس کے والدین کے گھر۔۔۔۔۔رشتہ ختم کرنے کا کون کہہ رہا ہے ایک

سال کی ہی تو بات ہے۔۔۔۔آپ واپس آجائیں گے

اب ان کا لہجہ نرم ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ کچھ دیر درد بھری نظروں سے انہیں دیکھتا رہا۔۔

جیسے کوئی گنجائش باقی نہیں۔۔۔۔

"پھر آخر میں دل پہ پتھر رکھ کہ اس نے پیپر پہ دستخط کرنے لگے۔۔۔۔"

پیپرز کی جگہ نکاح پہ پیپرز کسی بلبلے کی طرح ابھرنے لگے

اس کی آنکھیں جلنے لگی تھی

اس نے پہلے پیپر پہ دستخط کیا تھا۔۔۔۔

پانی کا بلبلا غائب ہو گیا تھا

اب وہاں صرف اس کا فرض تھا محبت کہیں نہیں تھی۔۔۔۔۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا

آنکھیں ہنوز جل رہی تھی

وہ جانے لگا

جب یکدم پلٹا تھا

میں اسے چھوڑ دوں گا کچھ نہیں بتاؤں گا کیونکہ میں حیدر شاہ ہوں غدار نہیں"

"ہوں۔۔۔۔۔

میں رات کے اندھیرے میں اس کا ہاتھ چھوڑ دوں گا میں ایک بزدل مرد بن

جاؤں گا اس کی نظر میں میں اس کی بینائی ی قوت گویائی ی سب چھین لوں گا کہ

وہ مجھے جاتا ہوا نہ دیکھ سکے

۔۔۔۔۔

میں سرحد عبور کر کے جاؤں گا۔۔۔۔

وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بول رہا تھا

"کیپٹین حیدر شاہ۔۔۔۔"

انہوں نے اسے پکارا تھا

وہ پلٹا نہیں تھا

"ایجنٹ بہت بے وفا ہوتے ہیں انہیں محبت نہیں کرنی چاہیئے،۔۔۔۔۔۔"

وہ کہہ کے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگے تھے

جہاں اب بارش شروع ہو چکی تھی

۔۔۔۔۔۔

قطرے کھڑکی کو بھگو رہے تھے

شاید کسی کی خوشیوں کو بہا کے ساتھ لے جانا چاہتے تھے۔۔۔۔

وہ خالی ہاتھ نہیں آیا تھا خالی ہاتھ جا۔رہا تھا

ٹپ ٹپ گرتی بارش کی بوندیں اب تیزی سے زور پکڑ رہی تھی کبھی بہت زور و شور سے برسنے لگتی تو کبھی خود باخود ہی ٹھہر جاتی۔۔۔۔۔۔اور بادل زور سے گرجنے لگتے اور کبھی ایک سفید لکیر افق پہ ابھر کہ غائب ہو جاتی۔۔۔۔۔۔اور ساتھ ہی زمین پہ کچھ پل کے لیے روشنی کر دیتی۔۔۔۔

اسی افق پہ ابھری بجلی کی مدہم روشنی میں اس نے اس کی آنکھوں میں ابھرتی بے یقینی کو دیکھا تھا۔۔

"حیدر ایک سال" کم عرصہ نہیں ہے۔۔۔۔"

وہ ابھی بھی بے یقین تھی اس لیے تھکا تھکا احتجاج کیا تھا

وہ سامنے اونچے بنگلوں کی اوپری منزل کو دیکھ رہا تھا جو اندھیرے میں ڈوبے ہوئے تھے اکا دکا کمروں کی بتیاں جل رہی تھی

پورا شہر تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا

اور اس کا دل بھی تو تاریکیوں کی ذد میں تھا

اور ویران آنکھیں ملا نہیں پا رہا تھا۔۔۔۔

میں نے کب کہا کہ یہ کم عرصہ ہے بس یوں ہی پلک جھپکتے گزر جائے گا۔۔۔۔"

وہ آہستہ سا بولا تھا۔۔۔۔

ہمت دم توڑ رہی تھی۔۔۔۔

وہ اس وقت بالکونی میں کھڑے تھے اوپر شیڈ تھی جس وجہ سے وہ بھیگے نہیں تھے۔۔۔۔

تم مجھے بہلا رہے ہو۔۔۔۔"؟"

وہ اس کا چہرہ دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

"نہیں میں خود کو بہلا رہا ہوں۔۔۔۔۔"

وہ بے تاثر لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔

"مطلب تم مجھے چھوڑ دو گے۔۔۔۔۔"

کم از کم ایک سال کے لیے۔۔۔۔۔

وہ اب نارمل لہجے میں بات کر رہا تھا۔۔۔۔

اور ایشنال کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

تم یہ کام چھوڑ نہیں سکتے۔۔۔۔۔"؟"

اس نے اس کی آنکھوں میں جھانکنے کی کوشش کی تھی

۔۔۔۔۔

بارش کی تیز رفتاری میں کمی آئی ی تھی۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔۔"

دو ٹوک جواب آیا تھا

میں گھر والوں سے کیا کہوں گی میں ایک سال کدھر رہوں گی حیدر۔۔۔''؟''

وہ پھٹ پڑی تھی۔۔۔۔

''تم اسی گھر میں رہو گی اور تم سیو ہو گی۔۔۔۔۔''

وہ خود کو نارمل ظاہر کر رہا تھا۔۔۔۔۔

اور نظریں بھی چرا رہا تھا۔۔۔۔

''اور ایشنال بچی نہیں ہو تم ایک سال میں واپس آ جاؤں گا میں۔۔۔۔۔''

اس کا لہجہ برف کی طرح سرد تھا

اسے خاموش ہونا ہی پڑا تھا۔۔۔۔۔

وہ بس اب برستی بارش کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

آسمان پہ سفید لکیر ایک دفعہ پھر نمودار ہوئی تھی

اس لکیر کی روشنی میں حیدر نے دیکھا تھا وہ رو رہی تھی۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اس کے دل کو کچھ ہوا تھا

وہ اپنی پریشانی میں بے رخی دیکھا گیا تھا۔۔۔

وہ ایک لمبی سانس لے کے ایشنال کی طرف مڑا تھا

اسے کندھوں سے پکڑ کے اپنے قریب کیا تھا

ایشنال میری جان۔۔۔۔

ادھر میری آنکھوں میں دیکھو

یقین نہیں ہے مجھ پہ

ساتھ نہیں دو گی میرا""؟

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔

اور اس کو قریب پا کے وہ ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔۔۔

آپ پہ یقین ہے لیکن آپ ایک سال کی بات کرتے ہیں ایک سال بہت لمبا"

"عرصہ ہے ایک لمحہ بھی آپ کے بغیر نہیں گزار پاؤں گی۔۔۔۔

وہ روتے ہوئے بتا رہی تھی۔۔۔۔۔

"اگر تم کمزور ہو جاؤ گی تو میں بھی ہار جاؤں گا ایشو۔۔۔۔۔"

وہ تھکے ہوئے لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔۔۔

"تم میری قوت ہو۔۔۔۔۔ مرد اکیلا کچھ نہیں ہوتا عورت اس کی طاقت اور

"قوت ہوتی ہے۔۔۔۔

ایسے مت کرو ایشنال

میں بھی ہار جاؤں گا۔۔۔۔۔

گرفت ڈھیلی ہوئی ی تھی

ایشنال نے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا تھا

پھر آنسو پونچھ کے اس کا رخ اپنی طرف موڑا تھا۔۔۔۔

i m strong......حیدر i m your strenght not your weakness....

Zubi Novels Zone

اس نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

وہ یکدم مسکرایا تھا

اور اس کے ہاتھوں کو تھام کے لبوں کے ساتھ لگا لیا تھا

only one year.....

اس نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔

میں تمہارا انتظار کروں گی۔۔۔۔"

اس نے بھی مسکرانے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

وہ دونوں دل سے نہیں مسکرا رہے تھے۔۔۔۔

وہ دونوں جانتے تھے کہ

دل کو بہلا رہے ہیں

ٹپ ٹپ گرتی بوندیں۔۔۔۔۔اب سست روی سے۔۔۔زمین پہ گر رہی تھی۔۔۔۔

اچھا سنو۔۔۔۔۔"

دو دن ہم ساتھ ہیں نور و ناد ھونا جسٹ سمائی ل۔۔۔۔۔

اس نے تحکم سے کہا

تو دو دن ہم کیا کریں گے۔۔۔۔۔"؟"

وہ دکھ بھلا کے پر جوش ہوئی ی تھی۔۔۔۔

"ہم بس ہر وہ کام کریں گے جو ہمیں خوشی دے گا۔۔۔۔۔"

وہ بھی پر جوش تھا۔۔۔۔۔

"او کے ڈن۔۔۔۔۔"

اس نے مسکرا کے اس کی بات پہ تسلیم خم کیا

اور اپنے چہرے کو اس کے سینے میں چھپا لیا

اور اس نے بازوں کا گھیرا تنگ کر لیا۔۔۔۔۔

باہر بارش کی رفتار میں پھر تیزی آئی ی تھی

اور ساتھ ہی بجلی بھی آگ ئی تھی۔۔۔۔

اور پورا گھر روشن ہو گیا تھا

اور کچھ لمحوں کے لیے شاید ان کی زندگیاں بھی۔۔۔۔۔

اس تنگ سے کمرے میں تاریکی کا راج تھا۔۔۔۔ یہ جگہ اتنی تنگ تھی کہ ایک بندہ بھی مشکل سے بیٹھ سکتا تھا لیکن اس کمرے میں اس وقت تین لوگ موجود تھے۔۔۔۔۔

پتہ نہیں کتنے وقت سے ان لوگوں کو سورج کی روشنی دیکھنی بھی نصیب نہیں ہوئی ی تھی۔۔۔۔۔

"اے چلو۔۔۔۔۔ کمانڈر بلا رہا ہے تمھیں۔۔۔۔۔"

اس خاکی وردی والے نے اس تنگ سے کمرے کی سلاخ پکڑ کے بد تمیزی سے کہا تھا۔۔۔۔۔

"تمہارے جنرل کا نوکر ہوں کیا۔۔۔۔"

اندر سے دوبدو جواب آیا تھا۔۔۔۔

"زبان سنبھال کے بات کرو ورنہ زبان کاٹ دوں گا تیری۔۔۔"

وہ سلاخ پکڑ کے تیزی سے چلایا تھا۔۔۔۔۔

"تو اپنی بکواس بند رکھ۔۔۔۔۔"

"تو میری زبان نہیں کاٹ سکتا یہ زبان تیرے لیے بڑے کام کی ہے۔۔۔۔

اندر سے جیسے مذاق اڑایا گیا تھا۔۔۔۔

"لگتا ہے کل والی تواضع سے پیٹ نہیں بھرا تیرا۔۔۔۔"

وہ طنز سے بولا تھا۔۔۔۔

لگتا ہے کل کی گالیوں کا بہت تھوڑے وقت کے لیے اثر ہوا ہے تجھ"

"پہ۔۔۔۔۔

وہ بھی ٹھہرے ہوئے پر سکون لہجے میں بولا تھا۔۔۔

"تیری تو۔۔۔۔"

وہ موٹی سی گالی دے کہ دروازے پہ لگے موٹے سے تالے کو کھولنے لگا۔۔۔۔

اب بول بہت زبان چلنے لگی ہے نا تیری۔۔۔۔"یہی تو مس ئی لہ ہے تم"

"پاکستانیوں کا۔۔۔۔۔۔سوچتے کم ہو بولتے بہت ہو۔۔۔۔۔۔

وہ اس کے قریب کھڑا۔۔۔۔

ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا

کتوں کو پتھر بعد میں مارا جاتا ہے کیونکہ وہ تو اتنے ڈرپوک ہوتے ہیں کہ محض شی

سے ہی ڈر کے بھاگ جاتے ہیں اب کتوں کے لیے سوچ کہ کون اپنا سٹیمنا

ضائی ع کرتا پھرے۔۔۔۔۔

وہ بھی اتنے ہی ذور سے ہنسا تھا

تو ایسے نہیں مانے گا۔۔۔۔چل تیری آج صحیح تواضع کرواتا ہوں میں"

اس نے ٹارچ آن کی تو کمرے میں روشنی پھیل گ ئی۔۔۔۔۔

ایک طرف۔۔۔۔۔کونے میں دبکے ہوئے۔۔۔۔اس انیس بیس سال کے

لمبے بکھرے ہوئے بالوں والے لڑکے نے آاو کی عجیب سی آوازیں نکالی۔۔۔۔آنکھیں اندر کی طرف دھنسی ہوئی ی تھی اور چہرے پہ عجیب سے نشان تھے۔۔۔۔۔

اور بائیں طرف بیٹھا وہ نابینا شخص جسے روشنی میں بھی کچھ دیکھائی ی نہیں دے رہا تھا۔۔۔۔

وہ بس خاموش تھا بالکل خاموش۔۔۔۔۔

اور درمیان میں وہ بیٹھا تھا لمبے بھورے بالوں والا لڑکا۔۔۔۔۔۔ململگی لباس تنی ہوئی ی گردن۔۔۔۔۔۔چمکدار آنکھیں بڑی بڑی داڑھی۔۔۔۔ سپاٹ چہرہ لیے بیٹھا تھا

اس خاکی وردی والے۔۔۔۔نے اس کی کلائی ی۔۔۔۔پکڑنے کی کوشش" کی تو۔۔۔۔اس نے ایک سخت نگاہ اس کے چہرے پہ ڈالی

میرے دوست کہا کرتے تھے تمھارا ہاتھ بہت سخت ہے۔۔۔۔۔ایک دفعہ"

ایک لڑکے کے کان پہ لگائی ی تھی تو اس کے کان کا پردہ پھٹ گیا

تھا۔۔۔۔۔ سوچو ہاتھ کا یہ حال ہے تو کلائی ی کا کیا حال ہو گا یہ تو میں کہہ سکتا

ہوں کہ ایک مکا تمہیں پیٹ میں لگ گیا نہ تو اگلے پانچ منٹ میں تمہیں ایک

خون کی الٹی آئے گی تمہاری آنتیں باہر نکل آئی یں گی اور تو یہی تڑپ تڑپ کے

مر جاؤ گے

اس نے اپنی کلائی ی چھڑواتے ہوئے سختی سے کہا۔۔۔۔۔

اس نے ایک دم کلائی ی چھوڑ دی۔۔۔۔۔

ٹارچ کی مدھم روشنی میں بھی وہ اس کے چہرے کی سختی دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔۔

"تجھے تو میں دیکھ لوں گا۔۔۔۔"

وہ بھی اپنی طرف سے غصے میں چلایا تھا۔۔۔۔

اگر جنرل بلا رہا ہے تو عزت سے تمیز سے بول قیدی ہوں تم لوگوں کے باپ کا"

"نوکر نہیں ہوں۔۔۔۔۔" اور ہاتھ لگانے کی غلطی دوبارہ مت کرنا۔۔۔۔

وہ اسے وارن کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا

اااااواو۔۔۔۔

دائیں طرف بیٹھا وہ گونگا اپنی زبان میں کچھ کہہ رہا تھا۔۔۔۔

ٹارچ کی یہاں وہاں بھٹکتی مدھم روشنی میں

اس کی بے تاثر آنکھوں میں چمک ابھری۔۔۔۔

"سن۔۔۔۔"

تب ہی وہ اس کی طرف پلٹا۔۔۔۔۔۔

"آج رات کھانے میں دال مت لانا۔۔۔۔۔"

اس نے تحکم بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

"تو یہاں پر قیدی ہے فائیو سٹار ہوٹل میں نہیں آیا ہوا۔۔۔۔۔۔"

اس خاکی وردی والے نے جتا کے کہا۔۔۔۔۔۔

ابھی فلحال تو میں تم لوگوں کے لیے بہت کام کی چیز ہوں جیسا کہہ رہا ہوں ویسا"

''کرو۔۔۔۔۔۔

اس نے ناک پر سے مکھی اڑائی ی۔۔۔۔

''یہ فرمائشیں جنرل کے سامنے رکھنا۔۔۔۔۔۔''

چلو میرے ساتھ۔۔۔۔

وہ دوٹوک بات کرکے ایک طرف ہو گیا۔۔۔۔

ہاتھ لگانے سے وہ گریز پا تھا۔۔۔۔۔

وہ اب کی بار اس کے پیچھے چلنے لگا

تنگ گلی کراس کرکے وہ بائیں جانب مڑے تو آگے زرد روشنی تھی

ایسی روشنی جو آنکھوں میں چبھتی تھی۔۔۔

اور جلد کو جلاتی تھی۔۔۔

صرف ایک ٹیبل جس پہ مختلف آلات رکھے تھے اور سامنے کرسی پہ ایک ساٹھ

سالہ۔۔۔۔سفید بالوں والا فربی مائل جسم کا بوڑھا آدمی جس کا چہرہ بے رحم

اور آنکھوں میں وحشت تھی وردی پہ ٹرانسپیرنٹ کپڑے پہن رکھے تھے جو شاپر

جیسے دکھتے تھے۔۔۔۔۔۔

اور آنکھوں پہ بڑا سا چشمہ چڑھا رکھا تھا جو نہ نظر کا تھا نہ سن گلاسز تھی

اس تیز شعاعوں سے بچنے کے لیے پہن رکھا تھا۔۔۔

وہ خاکی وردی والا اسے دروازے پہ چھوڑ کے خود چلا گیا تھا

ویلکم ٹو ٹارچر سیل۔۔۔

وہ بوڑھا کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا

اسے اپنی جلد جلتی ہوئی ی محسوس ہو رہی تھی

لیکن وہ ضبط کیے کھڑا تھا۔۔۔

"کھڑے رہو۔۔۔۔۔۔"

وہ سختی سے بولا تھا۔۔۔

اور ٹیبل پہ رکھا کیمرہ آن کیا تھا۔۔۔۔"

"کیا تم ایک پاکستانی جاسوس ہو"

وہ بوڑھا کیمرہ سیٹ کر کے اس کی طرف پلٹا تھا۔۔۔۔

نہیں میرا نام کمار شرما ہے۔۔۔۔اور میں ہوٹل پہ کام کرنے والا ایک عام سا"

ملازم ہوں اور مجھے صرف اس پاداش میں جاسوس ثابت کیا جا رہا ہے کیونکہ آپ

"کی بیٹی مجھ سے محبت کرتی ہے۔۔۔۔۔

وہ ابھی تک لاپرواہ تھا۔۔۔۔

اس بوڑھے نے پلٹ کے غصے سے اسے دیکھا تھا

شعاعوں کی تپش اس کے جسم کو جھلسا رہی تھی۔۔۔

"کیا تم ایک پاکستانی جاسوس نہیں ہو۔۔۔۔"

وہ ٹیبل پہ ہاتھ مار کے دھاڑا تھا

نہیں"

وہ ابھی تک پر سکون تھا۔۔۔

اس نے پاس پڑا ایک خنجر نما آلہ اٹھایا اور ایک ضرب ٹیبل پہ رکھے اس کے ہاتھ پہ لگائی ی۔۔۔۔ناخن جڑ سے اکھڑ کے ایک طرف ہو گیا۔۔۔۔

اب وہاں صرف گوشت تھا جس کے اوپر خون کا ننھا سا قطرہ نمودار ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ ابھی تک ضبط سے ہونٹ بھینچے کھڑا تھا۔۔۔۔۔

وہ پچھلے تین مہینوں سے مسلسل اس سے ایک ہی سوال پوچھ پوچھ کے تھک گیا تھا

شعاعیں اس کی جلد چیر رہی تھی اس کا چہرہ اب سرخ ہو رہا تھا آگ کے تپتے ہوئے شعلے جیسا سرخ۔۔۔۔۔

تمہاری بیٹی مجھ سے محبت کرتی ہے اسے علم ہوا کہ تم نے مجھے پیٹا ہے یا میرا ”

ناخن اکھاڑا ہے تو پچھلی دفعہ تو وہ بچ گ ئی تھی اس دفعہ وہ خودکشی کرے گی تو کامیاب ہو گی۔۔۔۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے۔۔۔۔۔۔سرد لہجے میں بولا تھا۔۔۔

"میری بیٹی کہاں سے آگئی یہاں پہ۔۔۔۔۔"

وہ دھاڑا۔۔۔۔۔

اس کی آنکھیں بھی لال ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

ھریتک راج ونچ تم یہ تسلیم کرو کے تم نے ابھی تک صرف مجھے اس لیے زندہ رکھا ہے کیوں کہ تم اپنی بیٹی کی محبت میں مجبور ہو۔۔۔۔

اور ایک ہی جھٹکے میں کیمرے کے اسٹینڈ کو ٹھوکر سے نیچے زمین پہ دے مارا۔۔۔۔۔

اس بوڑھے نے پلٹ کے اسے گھورا۔۔۔۔

یہ شعاعیں اب اسے اپنے دماغ کی رگوں کے آر پار ہوتی ہوئی ی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

وہ نیم پاگل ہو رہا تھا۔۔۔۔

میری ایک بات یاد رکھنا تم۔۔۔۔ جس دن تم نے مجھے تھوڑا سا بھی جانی"

نقصان پہنچایا وہ دن تمہاری بیٹی کا اس دنیا میں آخری دن ہو گا۔۔۔۔۔ تمہارا

ہاتھ اگر۔۔۔۔۔ میرے ہاتھ کی ہتھکڑی پہ ہے تو۔۔۔۔ میرا ہاتھ تمہاری بیٹی

"کے دل پہ اور تمہاری رگ پہ ہے۔۔۔۔۔

وہ اب دھاڑا تھا

وہ بوڑھا بس سپاٹ چہرے سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"ہاں میں پاکستانی جاسوس ہوں۔۔۔۔۔"

اور میں پاکستان کے دفاع کی آخری لکیر ہوں۔۔۔۔

میں مار خور ہوں۔۔۔۔

وہ لال آنکھوں سے تلخ مسکراہٹ سے کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔

لیکن یہ سب میں تمہارے سامنے کہہ رہا ہوں۔۔۔ اگر کل کو میں میڈیا پہ"

آؤں گا تو میں اپنا سابقہ بیان ہی دوں گا بلکے میں اضافہ کروں گا کہ تمہاری بیٹی

نے تمہاری مرضی کے خلاف مجھ سے شادی کی اس لیے تم مجھے بھارتی جاسوس قرار دے رہے ہو۔۔۔۔میں بھارت میں رہتے ہوئے۔۔۔۔۔ تمہیں جھوٹا ثابت کردوں گا۔۔۔۔۔۔"

وہ بالکل اس کے قریب اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے چلا کے کہہ رہا تھا۔۔۔۔

وہ بے بسی سے ہونٹ کچل رہا تھا

"میری بیٹی کو تم استعمال نہیں کرسکتے۔۔۔۔۔"

وہ تمسخرانہ لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔

"تمہاری بیٹی کو میں نے ابھی تک استعمال کیا ہے۔۔۔۔اسے میں آگے بھی استعمال کروں گا اور وہ خوشی خوشی استعمال ہوگی اور تم اسے روک نہیں سکوں گے وہ ایک کٹ پتلی ہے جسے میں جس طرف موڑتا ہوں وہ مڑ جاتی ہے۔۔۔۔وہ وہی کرے گی جو میں کہوں گا اگر تم اسے مجھ سے ملنے سے نہیں

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"روک سکتے نا تو تم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔۔

وہ اب ٹھنڈے سرد لہجے میں جتاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔۔

میں تمہیں تمہارے ہی ملک میں ذلیل کر دوں گا۔۔۔اگلے دس دل عدالتوں کے چکر کاٹتے اس سے اگلے دس سال خود کو بے گناہ ثابت کرتے ہوئے گزار دو گے اور اتنے وقت تو تم زندہ بھی نہیں رہو گے

۔۔۔۔

اب کو بار وہ تمسخرانہ ہنسا۔۔۔۔۔"

اور تمہاری بیٹی الگ رسوا ہو گی اس لیے یہ جنرل کا رعب بعد میں ڈالنا ابھی تم ایک بے بس باپ ہو جیسا کہتا ہوں ویسا ہی کرو کل اپنے سپاہیوں کو بھیج کے لسٹ لے جانا میں مدید دال سبزی سے گزارا نہیں کر سکتا اور میرے پارٹنر بھی اکتا گئے ہیں۔۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے حکم دے رہا تھا۔۔۔۔

اور وہ بے بسی سے کچھ سکینڈ اسے دیکھتا رہا اور پھر سپاہی کو آواز دے کے اسے لے جانے کو کہا۔۔۔

ہتھکڑی سے پکڑ کے۔۔۔۔

بوڑھا دھاڑا۔۔۔

تو وہ خاکی وردی والا سپاہی گھبرا کے مسکراتے ہوئے۔۔۔۔اس بھورے بالوں والے کو دیکھنا لگا

جس نے کندھے اچکا کے ہاتھ آگے کر دی ئے۔۔۔

گویا اشارہ ہو کہ نہیں ماروں گا۔۔۔۔

پھر ایک تپانے والی مسکراہٹ چہرے پہ لے کے باہر نکل گیا

چہرہ ابھی تک جل رہا تھا۔۔۔۔

اس کے نکلتے ہی وہ ذرد روشنی بھی غائب ہو گ ئی کمرہ اب تاریک تھا۔۔۔۔۔

اس بڑے سے گیٹ والے کمرے میں معمول سے ہٹ کے چہل پہل تھی

کچن سے بریانی پکنے کی خوشبو آرہی تھی۔۔۔۔

رنگین سوٹ پہنے مسز ہاشم اونچی آواز میں ملازم کو ہدایت دے رہی تھی۔۔۔

وہ آج بہت خوش نظر آرہی تھی۔۔۔

ان کے سامنے ڈائی ینگ ٹیبل پہ وہ سلاد کی ٹرے سے نظر بچا کے گاجر کھا رہی تھی۔۔۔

ہمیشہ والی سلاد کھانے والی عادت۔۔۔

لیکن آج شائستہ بیگم اس کے ہاتھ پہ تھپڑ مار کے اسے گھوری سے نواز کے روک نہیں رہی تھی۔۔۔

اسے نظر انداز کر رہی تھی۔۔۔۔

پاس ہی کرسی پہ سفید شرٹ نیچے بلیو جینز پہنے بالوں کو سیٹ کیے۔۔۔۔وہ موبائل پہ مصروف تھا

Zubi Novels Zone

ایشنال نے اس کے موبائل پہ جھانکنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

یہ تیسری کوشش تھی۔۔۔۔۔

تمہاری تصویریں دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔۔

اس نے اکتا کے سکرین اس کے سامنے کی

جہاں ایک چھوٹی سی لڑکی جس نے اونچی پونی بنا رکھی تھی ناک سکوڑے غصے سے کھڑی تھی وہ شاید کارٹون تھی۔۔۔۔

ایشنال نے گھور کے اسے دیکھا وہ مسکراہٹ دبا کے دوسری طرف دیکھنے لگا

وہ اونچی پونی والی لڑکی اب ناک سکوڑ کے پھر سے گاجر کھانے لگی تھی۔۔۔۔۔

"اور بیٹا آج کل کیا کر رہے ہو بزنس کیسا جا رہا ہے۔۔۔۔۔"

ان دونوں کو محسوس ہی نہیں ہوا کب ہاشم ملک بھی ڈائینگ ٹیبل پہ آ کے بیٹھ گئے تھے۔۔۔۔۔

وہ نا سمجھی سے انھیں دیکھنے لگا تھا

"کون سا بزنس"

وہ دماغ میں سوچ ہی رہا تھا۔۔۔۔

بہت اچھا جا رہا ہے بابا میں ان کے لیے بہت لکی ثابت ہوئی ی ہوں دن دگنی"

رات چگنی محنت کر رہے ہیں بہت جلد دنیا کے کامیاب ترین بزنس مین میں ان کا

"نام ہو گا۔۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا پاس بیٹھی ایشنال جھٹ سے بولی تھی

اور اس نے خیالوں میں ہی کانوں کو ہاتھ لگائے تھے۔۔۔۔

انشااللہ۔۔۔۔

ہاشم ملک نے دل و جاں سے کہا تھا۔۔۔۔

اور تمہارے امی ابو کیسے ہیں۔۔۔۔۔؟

تمہاری امی ماشااللہ امریکہ میں پارلر چلاتی ہیں نا۔۔۔۔۔"؟

او تیری خیر۔۔۔۔۔

"امی کو تو پارلر کی سپیلینگ بھی نہیں آتی۔۔۔۔۔"

اس نے اب کی بار دیدے پھاڑ کے پاس بیٹھی مطمئن سی ایشنال کو دیکھا

۔۔۔۔۔

جواب بریانی کی تازہ تازہ رکھی گئی پلیٹ میں سے چاول نکال رہی تھی۔۔۔۔

اس کے یوں دیکھنے پہ مسکرائی تھی۔۔۔۔۔

ہاں بابا بہت اچھی ہیں وہ میک اپ کی تمام پروڈکٹس وہ ہی تو رکیمنٹ کرتی ہیں"

"مجھے۔۔۔۔۔

وہ ابھی تک مطمئن تھی۔۔۔۔۔

اور اس کی نظروں کے سامنے امی کی صلوتوں کا وہ منظر گھوم گیا۔۔۔۔۔ جو وہ ہر

شادی پہ لڑکیوں کو صرف میک اپ کی پاداش میں سناتی تھی

اس کا دل ہی تو لرز گیا تھا

پھر دل کو بہلانے کے چکر میں اس نے پاس پڑا گلاس اٹھایا اور لبالب بھر کے

ہونٹوں کے ساتھ لگالیا۔۔۔۔۔

ابو نہیں واپس آئے ابھی تک تمہارے کہہ رہے تھے جیسے ہی وقت ملے گا لوٹ "

آئیں گے

ہاشم ملک لاپرواہی سے چاول کھاتے ہوئے کہہ رہے تھے

اور اس ذیادتی پہ حیدر کے گلے میں پانی بھی اٹک گیا

اس کا دل چاہا کہ کہہ دے کہ انکل جی جو ایک دفعہ وہاں چلا جائے پھر واپس نہیں

آتا آپ کن خوش فہمیوں میں ہے۔۔۔۔۔۔ آپ جائیں گے نا پھر پوچھوں

گا۔۔۔۔۔۔

اس نے اب کی بار تھوڑے غصے میں ایشنال کی طرف دیکھا

"وہ بابا انکل ادھر تھوڑے بزی ہیں نا۔۔۔۔"

"اعمال کا حساب دے رہیں ہے ادھر۔۔۔۔۔"

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

جب ایشنال نے زور سے اس کے پاؤں پہ پاؤں مارا۔۔۔

وہ اسے دیکھ کے رہ گیا۔۔

اسی لمحے بڑا دروازہ کھلا اور آنے والے شخص کو دیکھ کہ نوالہ ایشنال کے حلق میں

اٹک گیا۔۔۔۔

وہ بھی وہی دروازے پہ ٹھہر گیا

وہ یہ سوچ کے بھی نہیں آیا تھا

اور اب یہ منظر اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ کہ اس کا سر چکرا گیا۔۔۔

لیکن پھر ہمت کر کے مصنوعی مسکراہٹ چہرے پہ سجائے۔۔۔۔ آگے بڑھا

ہاشم ملک سے مصافحہ کرنے کے بعد وہ حیدر سے بغل گیر ہوا۔۔۔

ایشنال سر جھکائے یونہی بریانی میں چمچ ہلا رہی تھی

کھا نہیں رہی تھی۔۔۔

"آؤ بیٹھو جوائن کرو۔۔۔۔"

حیدر نے دوستانہ لہجے میں کہا۔۔۔۔

وہ چپ چاپ ایشنال کے سامنے والی کرسی پہ بیٹھ گیا

ایشنال نے بے چینی سے پہلو بدلا

اور حیدر نے اس کی اس کاروائی ی کو بہت گہری نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

لیکن پھر خاموشی سے کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا

اور اسامہ نے کن اکھیوں سے ایشنال کو دیکھا تھا

وہ نیوی بلیو رنگ کے بیلٹ والے فراک بھورے بالوں کی اونچی پونی کیے بیزار

سی لگ رہی تھی

ناک میں نتھ چمک رہی تھی

ہاں گلے میں پہنی ایشنال حیدر والی چین چمک رہی تھی

جو اسامہ کو اپنے گلے میں پھندا لگی تھی

پھر وہ خاموشی سے کھانا زہر مار کرنے لگا

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

باہر رات کا یہ سفر اپنے اندر راز سموئے گہری رات کی طرف گامزن تھا

یہ بڑے سے گیٹ والا گھر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا صرف ایشنال اور حیدر کا

کمرہ روشن تھا

حیدر نے ایک بڑا سا کشن اٹھا کہ موبائل پہ مصروف ایشنال کو مارا

موبائل اس کے ہاتھ سے نیچے بیڈ پہ گر گیا۔۔۔

ایشنال نے غصے سے حیدر کی اس حرکت پہ احتجاج کیا

"کیا چاہتے ہیں۔۔۔۔"

مطمئن سا حیدر اسے اور تپا گیا

تمہیں چاہتا ہوں خالانکہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم جھوٹی"

ہو۔۔۔۔۔ جھوٹے لوگوں سے عموماً نفرت کرتے ہیں لوگ لیکن میں تم سے

پھر بھی محبت کرتا ہوں اور تم لفٹ ہی نہیں کروا رہی ویسے بھی آج تمہارے

"ساتھ میری آخری رات ہے۔۔۔۔۔

وہ معصوموں جیسی شکل بنا کہ کہتا ہوا رخ موڑ گیا

اور ایشنال سنگل بیڈ سے گھٹنوں کے بل ہوتی ہوئی ی۔۔۔۔

سامنے والے سنگل بیڈ پہ آئی ی

اور اس کے کندھے کے ساتھ سر ٹکا دیا

"تم بہت برے ہو۔۔۔۔۔،"چھوڑ جاؤ گے نا مجھے۔۔۔۔۔"

وہ افسردہ لہجے میں بول رہی تھی۔۔۔۔

یہاں رہ کے کیا کروں۔۔۔۔۔"؟"

تمہارے نخرے برداشت کروں۔۔۔۔۔؟

وہ ابھی تک ناراض تھا

اچھا سوری۔۔۔۔۔

اس نے جھٹ کانوں کو ہاتھ لگایا تھا

"نہیں معاف کرتا"

اس نے منہ پھولا یا۔۔۔۔۔

کیسے معاف کرو گے۔۔۔۔"؟"

اس نے سر تھوڑا سا اٹھا کہ اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔۔۔

"میں تمہیں سزا دوں گا۔۔۔۔۔"

وہ سنجیدگی سے اٹل لہجے میں کہہ رہا تھا

کیا سزا" وہ دلچسپی سے سن رہی تھی۔۔۔۔۔"

تمہاری سزا یہ ہے کہ تم ساری عمر میری ہی رہو گی اسی طرح میرے کندھے"

"کے ساتھ لگ کے ساری عمر گزار دو گی۔۔۔۔۔

وہ اب کی بار ذو معنی مسکرایا تھا

"قبول ہے"

وہ کھلکھلا کہ ہنسی تھی اور ہنستی ہی چلی گئی تھی

اور اسی طرح ایک خوبصورت رات اپنے اختتام کو پہنچی تھی۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اور صبح کی مدہم روشنی اس گھر میں پھیلنے لگی تھی۔۔۔۔۔

پورے گھر میں سناٹا تھا۔۔۔۔۔

حیدر یکدم چونک کے جاگا۔۔۔۔

ایشنال اس کے کندھے کے ساتھ سر ٹکا کے سو رہی تھی۔۔۔۔

رات کے پتہ نہیں کس پہر اس کی آنکھ لگ گ ئی تھی

وہ دھیرے سے اٹھا تھا اور ایشنال کو آرام سے بیڈ پہ لٹایا تھا

کمبل درست کیا

موبائ ل پہ ٹائ م دیکھا تو چھ ہونے میں آدھا گھنٹہ باقی تھا

وہ تھوڑی دیر وہی ایشنال کے پاس بیٹھ کہ اس کا چہرہ دیکھتا رہا

پتہ نہیں اس کے بعد وہ یہ چہرہ دیکھ بھی سکے گا یا نہیں۔۔۔۔

پتہ نہیں وہ ذندہ لوٹ کے آئے گا یا نہیں۔۔۔۔

بہت سی سوچیں تھی

پھر اس نے دھیرے سے اس کے ماتھے پہ مہر محبت ثبت کیا

اور اٹھ کھڑا ہوا

وہ جانتا تھا اگر وہ اسے جگاتا تو وہ رونا شروع کر دیتی

اور پھر اسے چپ کروانے میں ہی آدھا گھنٹہ گزر جاتا اور اس کی فلائٹ چھے بجے کی تھی

اور پھر وہ اسے الوداع کرتا ہوا دیوار پھلانگ کے باہر نکل گیا تھا

سکیورٹی گارڈ کرسی پہ ہنوز اونگھ رہا تھا

ایشنال اپنے ماں باپ کے پاس تھی اور سیو تھی۔۔۔۔۔

وہ ہر چیز سے بے خبر سو رہی تھی

وہ سوتے ہوئے ہی اس سے بچھڑ گیا تھا

ساتھ ہی اس بڑے سے گھر میں اسامہ پوری رات سو نہیں سکا تھا۔۔۔۔۔

ایشنال اور حیدر کا چہرہ اس کے دماغ میں گردش کر رہا تھا

اور حیدر گاڑی ذن سے بھگا کہ لے گیا تھا

اس نے پلٹ کے نہیں دیکھا تھا

یہ باب ختم ہوا تھا

اور ایک ن ئے ان دیکھے راستوں کا آغاز ہوا تھا۔۔۔۔۔

سورج اب صاف ستھرے آسمان پر چمک رہا تھا۔۔۔۔۔۔نرم گرم دھوپ لان میں آنکھ مچولی کھیل رہی تھی جب ایشال کے کمرے کا دروازہ شائستہ نے کھٹکھٹایا تھا

"اٹھ جاؤ ایشال اور حیدر ناشتہ تیار ہے۔۔۔۔۔

حیدر کے نام پر وہ گڑ بڑا کے اٹھی تھی

پھر یہاں وہاں نگاہیں دوڑائی ی تھی

"حیدر"

مری ہوئی ی آواز میں اسے پکارا تھا کوئی ی جواب نہیں آیا تھا

وہ خواس باختہ سی اٹھی تھی

واش روم میں ہر جگہ دیکھا تھا

وہ کہیں نہیں تھا

اس نے پردہ پیچھے کیا تھا

دھوپ نکل آئی ی تھی

روشنی میں اس نے موبائل ٹٹولا تھا

پھر اس کا نمبر ڈائل کیا نمبر بند آرہا تھا

تو کیا وہ جا چکا تھا

وہ وہی صوفے پہ ڈھ گئی تھی۔۔۔۔

آنسو امڈ امڈ کے بہہ رہے تھے

اور زبان پہ شکوے دم توڑ رہے تھے

بتا تو سکتا تھا نا

جگا ہی دیتا۔۔۔۔۔

وہ سوچ رہی تھی

پھر آنسو صاف کیے سلیپرز پہنے اور شکست خورہ قدموں سے دروازے تک

آئی ی

باہر تو جانا تھانا

اور گھر والوں کو جواب بھی دینا تھا

ٹھیک اس وقت سے چھ گھنٹے بعد ائیر پورٹ پہ جہاز نے لینڈ کیا تھا وہاں بہت

زیادہ رش تھی سب اپنے پیاروں کو لینے وہاں پہنچے ھوئے تھے۔۔۔۔۔۔ عجیب

شور ہنسنے مسکرانے کی ملی جلی آوازیں۔۔۔۔۔۔ سامان کے بڑے بڑے بیگ

۔۔۔۔۔۔ ہاتھوں میں تھامے اب سب جہاز سے اترنے والے۔۔۔۔۔۔ اپنے

پیاروں کی طرف بڑھ رہے تھے۔۔۔۔۔

وہ ایک کونے میں ٹائی ٹ جینز اوپر سلیو لیس شرٹ پہنے۔۔۔۔ بالوں کی اونچی

پونی بنائے۔۔۔۔۔ یہاں سے وہاں ٹائیلوں والے فرش پہ بیزار سی ٹہل رہی تھی

ساتھ ہی گھڑی پہ ٹائم بھی دیکھ رہی تھی یوں جیسے کسی کا انتظار کر رہی ہو

اپنے کندھے پہ بوجھ محسوس کر کے وہ غصے سے پلٹی

کہ شاید ٹینا آگئی ہو۔۔۔

لیکن اپنے سامنے اس چھ فٹ لمبے لڑکے کو دیکھ کے وہ پانچ منٹ کچھ بول نہیں سکی

وہ آنکھوں پہ سن گلاسز چڑھائے بھورے بالوں والا لڑکا اس سے انڈیا کی کسی جگہ کا پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔

"امرتسر کا بتا دیں گی مجھے۔۔۔۔"

وہ شاید عجلت میں تھا۔۔۔۔

"جی جی ضرور۔۔۔۔"

وہ تھوڑی کنفیوز ہوئی ی تھی پھر خود کو سنبھال لیا تھا

وہ سانولی سی رنگت والی لڑکی بہت گہری نظروں سے اس لڑکے کو دیکھ رہی تھی

وہ دلکش تھا اور سیدھا اس کے دل میں اترا تھا

ٹیکسی کدھر سے ملے گی۔۔۔۔۔"؟"

اس نے اگلا سوال پوچھا تھا

"ٹیکسی سٹاپ سے"

اس نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔

ٹیکسی سٹاپ کدھر ہے"؟"

وہ زچ ہوا تھا۔۔۔۔۔

"میں اصل میں دبئی سے آیا ہوں مجھے پتہ نہیں ہے

اس نے التجا کی۔۔۔۔

"آئیں میں آپ کو ٹیکسی سٹاپ تک لے جاتی ہوں۔۔۔۔"

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ اس وقت یہ بھول ہی گئی تھی کہ وہ یہاں اپنی دوست کو پک کرنے آئی ی

ہے

---

وہ گاڑی کا دروازہ کھول کے فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی اور اس کے لیے بھی فرنٹ ڈور

کھولا وہ اس کے قریب لیفٹ سیٹ پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔

وہ اب خاموشی سے کار ڈرائیو کر رہی تھی

اور کنکھنیوں سے اسے بھی دیکھ رہی تھی

جو بلیک ٹی شرٹ نیچے بلیو جینز پہنے بے نیازی سے باہر دیکھ رہا تھا

آپ کا نام""؟"

اس سانولی لڑکی نے اسے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا

"کمار شرما"

"بٹ نک نیم از سونو

وہ آخر میں ہنسا تو اس کا ڈمپل واضح ہوا۔۔۔

وہ چہرے سے انڈین نہیں لگتا تھا

رنگت اس کی بھی سانولی تھی لیکن نین نقوش انڈین جیسے نہیں تھے

اور آپ کا""؟"

"جیارا جو نج"

اس نے گاڑی کو مین روڈ پہ ڈالتے ہوئے مختصر کہا

wao preety name as like you

وہ مسکرا کہ کہتا ہوا شیشے سے باہر دیکھنے لگا

وہ بس مسکرا کہ رہ گ ئی

اس نے ٹیکسی سٹاپ کے پاس بریک ماری۔۔۔

تو وہ شکریہ ادا کر کے اترنے لگا

جب اس نے پکارا

''نمبر نہیں دے گے اپنا''

وہ تھوڑی دیر چپ رہا پھر مسکراتے ہوئے نمبر لکھ دیا

وہ اسے دور تک جاتے دیکھتی رہی

''سونو

وہ زیر لب بڑبڑائی ی

فون پہ مسلسل ٹینا کی کالز آرہی تھی

یاد آتے ہی اس کا رخ اب ائیر پورٹ کی طرف تھا۔۔۔

وہ مڑا تو گاڑی اب وہاں نہیں تھی

وہ ایک نظر اپنے آئی ڈی کارڈ جس پہ کمار شرما لکھا تھا دیکھ کہ آگے بڑھ گیا

سفید اونچی چکور عمارت کے باہر اس وقت لوگوں کا بہت رش تھا شام کے سائے

مدہم ہو رہے تھے اور اس جگہ ستمبر کے اختتام میں ٹھنڈی ہوائی یں چل

رہی تھی جگہ جگہ لڑکے اور لڑکیاں مسکراتے ہوئے دیکھائی دے رہے تھے

کچھ محبت کی قسمیں وعدوں میں مصروف تھے کچھ محبت کی اس نشانی "تاج

محل" کے باہر محبت کی نشانیاں سونپنے میں مصروف تھے

اس رش میں وہ فوارے کے ایک طرف درخت کے ساتھ ٹیک لگائے الگ

تھلگ سا کھڑا تھا

سفید ٹی شرٹ بلیک ٹراؤزر والا وہ لڑکا کسی گہری سوچ میں گم تھا

نظریں کسی غیر مرئی نقطے پہ مرکوز کر رکھی تھی

یکدم اس نے چونک کے گھڑی پہ ٹائم دیکھا

پھر یہاں وہاں نظریں گھمائی

پھر بیزاری سے ہونٹ بھینچ کے وہی کھڑا ہو گیا۔۔۔۔

جب اسے اپنے کندھے پہ ہاتھ کا بوجھ محسوس ہوا پھر پیچھے پلٹا۔۔۔

اور پھر زبردستی مسکرایا

وہ شارٹ اسکرٹ پہنے کھلے اسٹیریٹ بالوں والی لڑکی ہولے سے مسکرائی ی تھی

ٹانگیں برہنہ تھی۔۔۔۔وہ فرصت سے تیار ہو کے آئی ی تھی

اور وہ بظاہر مسکراتے ہوئے بھی جی بھر کے بدمزہ ہوا تھا۔۔۔

ارے آپ نے اتنی جلدی کا ٹائم دے دیا میں تو صرف ایک فیور مانگا تھا آپ"

"جب بھی فری ہوتی آجاتی ملنے

اس نے چھوٹتے ہی کچھ شرمندگی سے کہا

"میں آپ کے لیے تو ہر ٹائم فری ہوں"

اس نے ہولے سے مسکراتے ہوئے کندھے اچکائے۔۔۔

وہ ایک دفعہ پھر اس کے سحر میں گرفتار ہو رہی تھی۔۔۔

وہ بھی جواباً مسکرایا

"وہ دونوں اب ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔۔۔"

"بس میں نہیں چاہتی تھی آپ اور وقت کسی ہوٹل میں گزار دیں"

وہ کچھ جتاتے ہوئے مسکرانے لگی

وہ ہنوز مسکرا رہا تھا

تو پھر ”آپ نے میری رہائش کا کیا انتظام کیا۔۔۔۔۔“؟”

وہ اب جیبوں میں ہاتھ ڈالے بالکل اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔

“آپ گھس کریں۔۔۔۔۔”

اس نے بالکل اس کے قریب ہوتے ہوئے کہا

وہ اب بالکل اس جگہ پہ کھڑے تھے جہاں ان کے پیچھے تاج محل کی عمارت تھی

لوگوں کا رش بڑھ رہا تھا

“میں کیسے گھس کر سکتا ہوں۔۔۔۔”

اس نے لاپراہی سے کندھے اچکا دیئے

آپ میرے ساتھ رہیں گے میرے گھر میں۔۔۔۔۔“؟”

اس نے تحکم سے کہا

وہ اس سے پوچھ نہیں رہی تھی حکم دے رہی تھی

وہ یکدم چونکا تھا

چہرے پہ سایہ سالہرایا تھا

کم از کم یہ پلین کا حصہ نہیں تھا

نہ وہ ایسی بات کی توقع کر رہا تھا

وہ پاس ضرور رہنا چاہتا تھا لیکن اس گھر میں نہیں جہاں اس کے لیے خطرہ تھا

"میں آپ کے گھر کیسے رہ سکتا ہوں"

اس نے مصنوعی ناسمجھی ظاہر کی۔۔۔۔

پین گیسٹ کی حیثیت سے۔۔۔۔

اس نے جیسے مسئلہ ہی حل کر دیا تھا

وہ ٹھیک سے مسکرا بھی نہیں سکا۔۔۔۔۔

"تو آپ کے گھر والوں کو اعتراض نہیں ہو گا"؟"

اس نے کان کھجاتے ہوئے کرید ناچاہا۔۔۔۔

نہیں تو فیملی میں ہے ہی کون ایک میرے باباوہ آرمی جنرل ہیں ان کے پاس"

ٹائم کہاں ہوتا ہے۔۔۔۔"ویسے بھی وہ میری کوئی ی بات ٹالتے نہیں

ہیں۔۔۔

وہ بات کے اختتام میں پرجوش ہوئی ی

وہ ہونٹ سکیڑے تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا

"آئیڈیا برا نہیں تھا۔۔۔۔"

"ٹھیک ہے ہمیں قبول ہے آپ کی قربت۔۔۔۔"

اس نے سینے پہ ہاتھ رکھ کے سر کو خم دے کے ذو معنی مسکراتے ہوئے کہا

اس کے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی ی مسکراہٹ سمٹی اور اس نے نظریں

جھکالی

پھر وہ گاڑی کی سمت بڑھنے لگی

وہ ایک نظر تاج محل کی اس سفید عمارت کو دیکھتا ہوئے اس کی پیروی میں آگے بڑھ گیا۔۔۔۔

وہ گھر اس کے لیے سیو تھا یہ اس کی غلط فہمی تھی۔۔۔۔۔

کمرے کے اس سکوت کو مسز ہاشم کی تفتیشی انداز میں کی جانے والی گفتگو نے توڑا۔۔۔۔

جب سے ایشال نے انہیں بتایا تھا کہ وہ واپس لاہور چلا گیا ہے اور کچھ دن ایشال یہی رہے گی تب سے مسز ہاشم اسے کرید رہی تھی

انہیں افسوس اس بات کا تھا کہ وہ بتا کے بھی نہیں گیا تھا اور سکیورٹی گارڈ نے اسے باہر جاتے ہوئے بھی نہیں دیکھا تھا پھر وہ دیوار پھلانگ کے گیا تھا‘‘؟

ان کے اتنے سوالوں کے جواب میں دوسرے صوفے پہ بیٹھی ایشال بس ہاں ہوں میں جواب دے رہی تھی

اس کا ذہن سن تھا

اور نظریں ٹیبل پہ پڑے گلاس پہ جمار کھی تھی۔۔۔

بات ہوئی ی ہے تمہاری اس سے؟ بتایا کہ بتائے بغیر اتنی جلدی لاہور کیوں"

لوٹ گیا"؟

وہ مشکوک لہجے میں پوچھ رہی تھی

ماں تھی اس شادی کی وجہ سے وہ پہلے ہی مطمئن نہیں تھی اور اب انہیں

ویسے بھی ایشنال کی حالت دیکھ کہ ڈر لگ رہا تھا۔۔۔۔

ہاں کہہ رہا تھا کام ہے اس نے دونوں ہاتھوں سے کنپٹی کو مسلتے ہوئے مختصر"

جواب دیا

تمہاری اس سے کوئی ی لڑائی ی ہوئی ی ہے کیا"؟

انہوں نے اس کے بکھرے بالوں کو دیکھتے ہوئی ی نرمی سے استفسار کیا

نہیں"

اس نے گردن پیچھے کر کے سر صوفے پہ گرا لیا

وہ بار بار یاد آرہا تھا

اچھا ایسا بھی کیا کام تھا بتا تو دیتا"

وہ خود مطمئن نہیں ہو رہی تھی ابھی تک منہ ہی منہ بڑبڑا رہی تھی

وہ اب نہیں سن رہی تھی

اس کے ذہن میں بہت سی سوچیں تھی

وہ پہنچ گیا ہو گا وہ کیسا ہو گا؟

کیا وہ مجھے بھول جائے گا؟

اس نے وہی آنکھیں موندلی تھی۔۔۔۔

ٹھیک اسی وقت ساتھ بڑے لان والے گھر میں شام کے سائے پھیل رہے تھے

جب ڈارک براؤن رنگ کے اس دروازہ کو کھول کے وہ باہر نکلا۔۔۔

نجمہ سامنے ٹی وی پہ کوئی ڈرامہ دیکھتے ہوئے آلوؤں سے چھلکے اتار رہی تھی۔۔۔۔

ٹی وی پہ ذور و شور سے کوئی ی عورت بین کر رہی تھی

نجمہ نے ایک نظر اسے دیکھا جو نیوی بلیو رنگ کی چکور گلے والی شرٹ جس پہ کسی

برینڈ کا نام نقش تھا ہاتھ میں جا گرز پکڑے ہشاش بشاش سا کمرے سے نکلا تھا

اسے وہ بہت دنوں بعد نارمل نظر آیا تھا

ہلکی سی مسکراہٹ کا تبادلہ ہوا اور پھر وہ سائیڈ والے صوفے پہ بیٹھا شوز زمین پہ

پٹھ کے انہیں پہننے لگا۔۔۔۔۔۔

کہیں جا رہے ہو"؟"

نجمہ نے اس کی تیاری کو بھانپتے ہوئے کہا

"ہاں مری۔۔۔۔"

اس نے تسمے باندھتے ہوئے اطلاع دی

تو نجمے نے گردن موڑ کے حیرت سے اسے دیکھا

مری کیوں"؟"

انہوں نے اگلا سوال قدرے حیرانگی سے کیا تھا

"گھومنے پھرنے۔۔۔۔۔

اس نے لاپرواہی سے جواب دیا تھا

کون کون جارہا ہے ساتھ""؟"

انہوں نے تفتیشی لہجے میں پوچھا

سب دوست

اس نے جھوٹ گڑھا تھا

وہ اکیلا جارہا تھا

"رہو گے کدھر؟

اب وہ مطمئین سے انداز میں پوچھ رہی تھی۔۔۔

فارم ہاؤس میں"

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

کتنے دنوں کے لیے انہوں نے اس کی طرف دیکھنے کے بجائے ٹی وی دیکھتے ہوئے پوچھا

"ایک ہفتہ۔۔۔۔۔"

اس نے اندر اپنے کمرے سے سفری بیڈ کندھوں پہ لٹکاتے ہوئے بتایا

نجمہ نے محض سر ہلا دیا۔۔۔

وہ سر پہ پی کیپ ٹکاتے ہوئے خدا حافظ کہتا ہوا باہر نکل گیا

وہ اب اطمینان سے کچھ وقت اپنے ساتھ گزار سکتا تھا۔۔۔۔

اور نجمہ نے یہ اندازہ لگایا کہ شاید وہ زندگی کی سمت لوٹ آیا ہے

لیکن وہ دونوں غلط تھے۔۔۔۔

جس وقت وہ اس بنگلے نما گھر میں داخل ہوا تھا اس وقت رات گہری ہو چکی تھی

سامنے پورچ میں تین چمچماتی گاڑیاں کھڑی تھی۔۔۔

اور ایک طرف لان اور پورچ کے درمیان فوارہ جس پہ دو گھوڑے نما مورتیوں میں سے پانی لہک لہک کے باہر نکل رہا تھا

ایک طرف بڑا سا لان تھا جس میں گلاب موتیاں کے پھولوں کے پودے تھے اور خوشبو پھیلی ہوئی ی تھی

وہ اس بنگلے کا گردن موڑ موڑ کے جائزہ لیتے ہوئے اس کی پیروی میں آگے بڑھ رہا تھا

لکڑی کا بھاری دروازہ عبور کر کے وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا تو وہ تعریف کیے بغیر نہیں رہ پایا تھا

سامنے ہال میں قیمتی فرنیچر تھا

ایک سائیڈ مندر نما چھوٹی سی جگہ بنی ہوئی ی تھی

سامنے بڑے سے صوفے پہ ایک ساٹھ سال کی عمر کے قریب کا ایک بندہ نائیٹ گاؤن میں نظر کی عینک لگائے کوئی ی مگزین پڑھ رہا تھا

اس کے اندر آتے ہی اس نے چونک کے سر اٹھایا تھا

پھر حیرت سے جیا کے پیچھے کھڑے اس نوجوان کو حیرت سے دیکھا۔۔۔

میں کب سے آپ کا انتظار کر رہا تھا کدھر رہ گئی تھی آپ"؟"وقت دیکھیں"

"جیا

انہوں نے ذرا ناراضگی سے کہا۔۔۔۔

"سوری ڈیڈ میں اپنے فرینڈ کو پک کرنے چلی گئی تھی۔۔۔۔"

اس نے ان کے گل مل کے گال پہ پیار کرتے ہوئے کہا۔

۔۔۔

پھر جوتے اتار کے مندر کی جانب بڑھ گئی

اس نے ناگواری سے اس کی اس حرکت کو دیکھا تھا۔

یہ کون ہے"؟"

اس بوڑھے نے تنقیدی نظروں سے اس سپاٹ چہرے والے نوجوان کو دیکھا

وہ ہاتھ جوڑے مورتی کے سامنے کھڑی تھی

"دوست ہے ڈیڈ"

اس نے وہی کھڑے کھڑے کہا

ہیلو کمار شرما"؟

اس نے دوستانہ ہاتھ بڑھایا

انہوں نے کچھ سوچتے ہوئے ہاتھ ملالیا

جیا نے گردن موڑ کے مسکرا کے دیکھا

وہ بھی جواباً مسکرادیا

چلو سونو تم تھک گ ئے ہو گے تمہیں کمرہ دیکھادوں تمہارا۔۔۔

اس نے شوز کی سٹرپ بند کرتے ہوئے کہا

اس بوڑھے نے گردن موڑ کے اسے دیکھا

وہ کندھے اچکا کے اس کے پیچھے چلنے لگا

"جیامیری بات سن کے جانا"

انہوں نے ذرا سرد مہری سے اسے کہا تھا

اس نے مسکرا کے سر کو خم دیا تھا

پھر تیزی سے اس کو بازو سے پکڑ کے سیڑھیاں چڑھنے لگی

وہ ناگواری سے اس لڑکے کو جاتے دیکھتا رہا

وہ انہیں ایک نظر نہیں بھایا تھا

پھر وہ سر جھٹک کے میگزین کی طرف متوجہ ہو گئے تھے

"تمہارے ڈیڈ کو میرا یوں آنا پسند نہیں آیا"

اس نے سرگوشی کی تھی۔۔۔۔

"نہیں وہ ایسے ہی ہیں میں انہوں سمجھا دوں گی۔۔۔۔۔"

اس نے سرگوشی میں اسے تسلی دی تھی

اس نے پیچھے موڑ کے میگزین پڑھتے بوڑھے کو دیکھا

پھر ذو معنی انداز میں مسکرا کے آگے بڑھ گیا

جس وقت وہ اسلام آباد کراس کر کے مری کی ذگ ذیگ سڑکوں پہ پہنچا اس وقت تیز بارش شروع ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

اتنی تیز کے گاڑی کا سامنے کا شیشہ بارش سے بھر جاتا تھا اگلی گاڑی دیکھائی ی نہیں دیتی تھی

اسے امید نہیں تھی کہ موسم اتنا خراب ہو جائے گا

مری کی سڑکوں پہ لائیٹس بھی ندارد۔۔۔۔۔۔

اور اتنی تیز بارش میں محض گاڑی کی ہیڈ لائیٹس نہ کافی تھی۔۔۔۔

جب وہ گول موڑ کاٹ کے اوپر والی سڑک پہ پہنچا۔۔۔۔

تو اسے ٹریفک جام دیکھائی ی دی

اس نے ناگواری سے جام ٹریفک کو دیکھا

دو تین گھنٹے تو یہی ضائع ہو جائیں گے۔۔۔۔۔

اس نے سوچا تھا

ٹریفک پولیس کی مخصوص وردی پہنے ہاتھوں میں چھتریاں پکڑے دو نوجوان

ٹریفک کھولنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔۔

ڈرائی یور حضرات سے گزارش ہے کہ۔۔۔۔۔گاڑی احتیاط سے چلائی یں"

اگلے پہاڑوں پہ لینڈ سلائی یڈ نگ کا خطرہ ہے

ایک پولیس اہلکار اس اسپیکر کو منہ کے قریب کر کے سب کو مطلع کر رہا تھا

اس نے بے دلی سے سنا تھا

اللہ اللہ کر کے ٹریفک کھلی تو اس نے گاڑی کی اسپیڈ اور بڑھا دی

وہ جلد از جلد پہنچنا چاہتا تھا

وہ ایک تنگ سڑک پہ پہنچا جس کے ایک طرف بڑے بڑے پہاڑ تو دوسری

طرف گہری کھائی یاں تھی

ابھی وہ موڑ کاٹنے ہی والا تھا کہ

ایک بڑا پتھر لڑھکتا ہوا آیا اس سے پہلے وہ اپنی گاڑی کو کنڑول کرتا

وہ گاڑی کے ساتھ ٹکرایا اور گاڑی لڑھکتی ہوئی ی اس تنگ سڑک سے نیچے گہری

کھائی ی میں گر گ ئی۔۔۔۔۔۔

سنسان خاردار جھاڑیوں اور بنجر زمین پہ ہوا محو رقص تھی ٹھنڈی سرد ہوا ہر چیز

سے بے خبر اونچے قد آور درختوں کے گرد طواف کرتی یہاں سے وہاں رقص

کر رہی تھی ہر چیز سے بے خبر۔۔۔۔۔اس سکوت میں محض کسی کی ہلکے ہلکے

آہستہ آہستہ کراہنے کی آواز آرہی تھی گھپ اندھیرے میں وہ سسک رہا تھا

کرولا کے بچے ہوئے پرزے جن میں آگ لگی ہوئی ی GLI ایک طرف

تھی اس کی مدہم زرد روشنی میں ایک زخمی چہرہ دیکھائی ی دے رہا تھا چہرے پہ

لال مادہ جم گیا تھا کچھ ایسا ہی چیتھڑے اڑے شرٹ کا حال بھی تھا سر سے بہتا ہوا

تازہ خون لہک لہک کے زمین کی طرف جا رہا تھا وہ زخمی پھڑ پھڑاتے پرندے کی

طرح حرکت کرنے کی کوشش کر رہا تھا

اس کی ٹانگ میں شدید درد تھاٹانگ شاید ٹوٹ چکی تھی اس نے ہلنے جلنے کی کوشش کی تو وہ حرکت نہیں کر پایا۔۔۔۔۔

اس کا سر گھوم رہا تھا پتہ نہیں وہ زندہ کیسے تھا جسم کی ہڈیوں کا کچومر نکل گیا تھا شاید اس کی ایک ٹانگ ٹوٹ گ ئی تھی سر پھٹ گیا تھا اور شاید پسلیاں بھی اتنا شدید درد اس نے آج سے پہلے کبھی محسوس نہیں کیا تھا اس کا دل چاہا کہ وہ اونچی اونچی آواز میں روئے لیکن وہ یہ بھی نہیں کر پایا تھا۔۔۔۔۔

وہ حرکت ہی نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ زندہ کیوں تھا۔۔۔۔۔

وہ مر ہی جاتا اتنی تکلیف تو برداشت نہ کرتا

رات اب گہری ہو رہی تھی

اسے کوئی ی ڈھونڈنے کیوں نہیں آیا تھا

کوئی سرجری آپریشن ہوتا

یا شاید وہ یہ سمجھ چکے تھے کہ اتنی گہری کھائی میں گرنے کے بعد زندہ رہنا

ناممکن تھا

پھر وہ زندہ کیوں تھا

سرد ہوا کے جھونکے نے اس کے جسم کو منجمد کرنا شروع کر دیا تھا

اور اس کا جسم شل

وہ غنودگی میں تھا

وہ بے ہوش کیوں نہیں ہوا تھا

یہ کیسا معجزہ تھا

اچانک اسے محسوس ہوا کہ اس کے ہاتھ پہ کسی چیز نے کاٹا تھا

وہ اتنی تکلیف میں تھا لیکن اس کے باوجود یہ درد بہت زیادہ تھا

وہ چیخنا چاہتا تھا لیکن آواز گلے میں پھنس کے رہ گئی تھی

ایشنال اب کہیں نہیں تھی اس اندھیرے میں کہیں بھی نہیں اس کے ذہن سے بھی محو ہو چکی تھی

وہ کیوں اسے یاد نہیں آرہی تھی

کیا وہ قبر میں تھا؟

کیا وہ مر چکا تھا؟

وہ چیز اب مسلسل اس کے جسم پہ کاٹ رہی تھی

اور اب وہ مذید برداشت نہیں کر سکتا تھا

وہ کچھ یاد کرنا چاہتا تھا

کوئی ایسا جو اس کی مدد کرتا۔۔۔۔

وہ کس کو پکارے

کوئی دوست۔۔۔۔

کچھ بھی نہیں تھا

وہ اتنا بے بس کیوں ہو گیا تھا

وہ تو انسان تھا

اور انسان کہاں بے بس تھا

وہ تو اشرف المخلوقات تھا

تو کیا وہ اشرف المخلوقات اپنے جسم سے ایک کیڑا ہٹانے کی بھی سکت نہیں رہتا تھا

اس کی سانسیں بے ترتیب ہو رہی تھی

آنکھ سے ایک آنسو نکل کے اس بنجر زمین میں جذب ہوا تھا

اس نے پوری زندگی ایشنال ایشنال ہی تو کیا تھا

اس وقت کچھ بھی نہیں تھا کوئی ی بھی نہیں تھا

اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا

اسے اللہ کا نام لیتے ہوئے بھی اسے پکارتے ہوئے بھی عجیب سی شرمندگی ہو رہی

تھی اپنی ذات پہ

وہ کس منہ سے انہیں پکارے

پوری عمر تو دنیاوی محبتوں کی نظر کر دی تھی

کچھ تھا ہی نہیں جس کا واسطہ دیتا کہ اس کے عوض زندگی نا سہی اسے موت آجاتی

اسے محسوس ہوا کہ اب وہ مزید آنکھیں کھلی نہیں رکھ پائے گا۔۔۔۔

اس کے جسم کا درد بڑھتا جا رہا تھا

پھر اس کی آنکھوں کے سامنے دھند چھانے لگی

اور پھر ہر طرف دھند چھا گئی۔۔۔۔

اور پھر اس دھند کی جگہ تاریکی نے لے لی۔۔۔۔

نا ختم ہونے والی تاریکی

اس بڑے سے محل نما بنگلے میں ہر طرف خاموشی کا راج تھا صرف دائیں

طرف والے بڑے سے حال میں عجیب سا شور تھا دونوں نفوس اپنی بات پر زور

دے رہے تھے

اور اوپر چھت پہ وہ ریلنگ پہ بازو ٹکائے مسکرا کہ دلچسپی سے سن رہا تھا۔۔۔

"تم پاگل ہو جیا یوں کسی اجنبی کو کوئی ی اپنے گھر میں پناہ دیتا ہے"

وہ اکتا کے اونچی آواز میں اسے سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے

جو کمر موڑے غصے سے لال چہرہ لیے ضبط کیے کھڑی تھی

وہ اجنبی نہیں ہے ڈیڈ میرا دوست ہے وہ میں جانتی ہوں کہ وہ کیسا ہے مجھے"

"مت سکھائیں آپ

وہ غصے سے پلٹی تھی پھر تپش بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے ہاتھ اٹھا اٹھا کہ بولی تھی

وہ بس ملامت بھری نظروں سے اسے دیکھ کہ رہ گئے تھے

وہ ان کی وہ بیٹی تھی جو ان کی کسی بھی بات پہ آنکھیں بند کر کے یقین کر لیتی تھی

اور آج اس ایک لڑکے کے لیے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بات کر رہی

تھی۔۔۔

اوپر اس نے ایک بازو ریلنگ پہ ٹکایا پھر سر ادھر ادھر گھمایا جیسے یہ گفتگو اسے مزا

دے رہی ہو۔۔۔۔۔۔

کیا ہے اس لڑکے میں جیا"؟"

وہ نرم پڑتے ہوئے عجیب سے انداز میں بولے تھے

جیا نے ایک دم کچھ گڑ بڑا کہ انہیں دیکھا تھا

وہ ان سے ایسے سوال کی توقع نہیں کر رہی تھی

اور اوپر وہ ایک دم سیدھا ہو کہ کھڑا ہوا تھا جیسے وہ جواب سننے کا منتظر تھا

کیا ہو سکتا ہے بس وہ میرا دوست ہے اور میں اس کی مدد کرنا چاہتی"

"ہوں۔۔۔۔۔

اس نے چور لہجے میں کہتے ہوئے نظریں چرائی ی تھی

اور بابا اگر آپ اسے نہیں رکھنا چاہتے تو میں بھی نہیں رہوں گی

وہ جیسے انھیں دھمکی دے رہی تھی

اور اپنی بیٹی سے انھیں خوف آرہا تھا

اس کی آنکھوں میں ایسا کچھ تھا جو ان کی نظروں سے مخفی نہیں تھا وہ ہتھیار ڈالنے لگے تھے

ٹھیک ہے جیا جو دل چاہتا ہے کرو

وہ اوپر کبھی کان کھجاتے کبھی سر کھجاتے بے چینی سے گفتگو سننے کی کوشش کر رہا تھا جو ان کے آہستہ بولنے کی وجہ سے وہ سن نہیں پا رہا تھا

وہ جیا کا جواب بھی سن نہیں پایا تھا

جیا نے بے یقینی سے اپنے باپ کو دیکھا تھا

پھر خوشی سے ان کی طرف لپکی تھی

تھینک یو ڈیڈ

ان کے گال پہ پیار کر کے باہر چلی گئی تھی

اور وہ سہمی ہوئی ی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے

ان کی بیٹی اس لڑکے سے محبت کر بیٹھی تھی جس کے بارے میں وہ شکوک و

شبہات کا شکار تھے

پتہ نہیں آگے زندگی میں انہیں کیا کیا دیکھنا تھا

ایک لمبی سانس انہوں نے ہوا کے سپرد کی تھی

اور صوفے پہ ڈھ گ ئے تھے

وہ جیسے ہی کمرے سے باہر نکلی پلٹی تو ٹھٹکی وہ اوپر کھڑا مسکرا کہ اسے دیکھ رہا تھا

ہلکی سی شرمندگی نے اسے گھیر لیا تھا

وہ حجالت سے مسکرائی ی

اس گرے شرٹ اور بلیک ٹراؤ زوالے لڑکے نے گردن نفی میں ہلا کہ گھمائی ی

پھر کندھے اچکا دی ئے۔۔۔۔

جیسے کہنا چاہتا ہو میں نے کچھ نہیں سنا

اور وہ اور شرمندہ ہوئی ی تھی

پتہ نہیں وہ اسے کیوں اتنا اچھا لگتا تھا

اور اندر بیٹھے اس بوڑھے شخص کو اس سے اتنی نفرت کیوں تھی

شاید پاکستان کی وجہ سے۔۔۔۔

بڑی کھڑکی سے روشنی چھن چھن کے اندر کمرے کی طرف آرہی تھی

سفید رنگ کی سادہ سی بیڈ شیٹ پہ مختلف پیپر اور ڈائی یرز کا انبار پھیلائے وہ کھلے

بالوں والی لڑکی بیزار سی بیٹھی تھی

پھر اس نے پین اٹھایا بلیو کور والی ڈائی یری اٹھائی ی اور اس پہ الفاظ بکھیرنے

لگی۔۔۔۔۔

میری زندگی میری خواہش"

میری آرزو میری چاہتیں

جو بھی پاس تھا میری جاں

تیری راہ گزر میں لٹا دیا

ابھی اس نے آدھا ہی لکھا تھا کہ دروازہ کھلا اور شائستہ بیگم اندر داخل ہوئی ی

اس نے جلدی سے ساری چیزیں سمیٹ کے ساتھ ٹیبل پہ رکھ دی

پھر انہیں دیکھ کہ افسردگی سے مسکرائی ی

انہوں نے ہمدردی سے اسے دیکھا تھا

پھر اس کے قریب آ کے بیٹھی تھی

کیا حالت بنا رکھی ہے اپنی ایشو""؟"

انہوں نے محبت سے اس کے بال سنوارتے ہوئے کہا

لڑائی ی ہوئی ی ہے حیدر سے""؟"

انہوں نے دس دفعہ کی ہوئی ی بات ایک دفعہ پھر دہرائی ی

اس نے پہلے کی طرف نفی میں سر ہلایا

اور وہ ہمیشہ کی طرح اس کے آنکھوں کے گرد پڑے حلقے دیکھ کہ رہ

گ ئی۔۔۔۔۔

اس کا نمبر کیوں آف ہے ایشنال‘‘؟’’

انہوں نے ٹھنڈے لہجے میں اس سے پوچھا تھا

وہ خاموش رہی تھی اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو‘‘؟’’

انہوں نے کندھے سے پکڑ کے اس کا رخ اپنی طرف موڑتے ہوئے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے کہا

‘‘نہیں تو میں کیا چھپاؤ گی

اس نے گڑبڑا کہ رخ موڑ لیا

پھر وہ کیوں بات نہیں کرتا تم سے ہاں‘‘؟’’

کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے‘‘؟

وہ ماں تھی تڑپ کر بولی تھی۔۔۔۔۔

اور اسے یکدم ہوش آیا تھا

وہ یہ کیوں کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

کیوں اپنے ماں باپ کو پریشان کر رہی تھی۔۔۔۔

ہاشم ملک اس سے کوئی ی سوال جواب نہیں کرتے تھے

لیکن جانتی تھی وہ بہت پریشان ہے

''ارے امی آپ کیوں ٹینشن لیتی ہیں ایسا کچھ نہیں ہے بس میری اور اس کی

چھوٹی سی لڑائی ی ہو گ ئی تھی تو بس اسی وجہ سے تھوڑا ناراض

ہے۔۔۔۔۔''اس کی عادت ہے تب ہی فون آف کر دیا ہے اس نے ٹھیک ہو

جائے گا

اس نے خود کو نارمل کرتے ہوئے مسکرا کے انہیں تسلی دینے کی کوشش

کی۔۔۔۔۔

''وہ آئے گا نا تمہیں لینے''؟''

انہوں نے تصدیق چاہی

اس نے سر ہلا دیا

اچھا چلو پھر باہر آجاؤ کھانا کھاتے ہیں مل کے

وہ اس کا ماتھا چومتے ہوئے اٹھ کہ کمرے سے باہر نکل گ ئی

وہ بھی بیڈ سے اتر کے کھڑکی کے پاس کھڑی ہو گ ئی

جہاں اب دھوپ مدھم پڑھ چکی تھی

اور آسمان پہ بادلوں کا راج تھا

دل بہت اداس تھا کہیں کچھ بہت غلط تھا

جیسے کوئی ی اپنا بہت مصیبت میں ہو

مگر کون اپنا حیدر یا اسامہ ""؟

بوسیدہ سی اس عمارت میں عجیب سا شور تھا اور عجیب سی بدبو بھی

بڑے بڑے ڈرم ڈروازے کے آس پاس بکھرے پڑے تھے

بلب کی زرد روشنی آنکھوں میں چبھتی تھی

بڑی ٹیبل کے ارد گرد کچھ مرد بوسیدہ سی ٹراؤزر شرٹ پہنے تاش کھیلنے میں مصروف تھے

اور ساتھ ساتھ قہقہے لگا رہے تھے

غنودگی میں عجیب وغریب شور نے اس کی نیند میں خلل ڈالا

اس نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولی

دھندلا سا منظر دیکھائی دیا تھا

زرد روشنی میں وہ ٹھیک سے دیکھ نہیں پایا تھا

وہ اس وقت لکڑی کے ایک بڑے سے تختے پہ لیٹا ہوا تھا

اس نے جب آنکھیں کھولی تو خود کو ایک قدرے اجنبی جگہ پہ پایا

وہ کچھ دیر حیرت سے ادھر ادھر دیکھتا رہا

بوسیدہ گندی سی جگہ جس کی دیواریں سیاہ ہو چکی تھی

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

شاید جلنے کی وجہ سے

کیا وہ زندہ تھا""؟"

اسے خوشگوار حیرت ہوئی ی

اگر وہ زندہ تھا تو کہاں تھا""؟

کچھ لوگوں کے بولنے کی آوازیں آرہی تھی

اس کے سر کا درد قدرے کم تھا

اور اس کی ٹوٹی ہوئی ی ٹانگ پہ اب سفید رنگ کی پٹی تھی

اس کے سر پہ بھی پٹی تھی

اور اس کے ہاتھ پہ بھی

اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو وہ اٹھ نہیں پایا

اسے اپنا آپ بندھا ہوا محسوس ہوا

وہ ٹھیک سمجھا تھا

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اس کے دونوں بازو اور ٹانگیں رسیوں سے بندھی ہوئی تھی

وہ کہاں تھا“؟

وہ اس سے آگے سوچنا نہیں چاہتا تھا

زندگی اپنا حساب لینے سے پہلے اس کی آزادی کے حق میں نہیں تھی

باہر تیز بارش نے کب آندھی کا روپ دھارا کسی کو پتہ نہیں چلا

باہر بجلی زور سے کڑکی تھی اور اسی لمحے وہ بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا

دھیرے سے دروازہ کھول کے اپنی شاطر آنکھوں سے اطراف کا جائزہ لیا تھا۔۔۔

نیچے خاموشی تھی

صرف ہال کا بلب جل رہا تھا

وہ بلی کے قدموں سے سیڑھیاں اترنے لگا۔۔۔۔

پھر دائیں طرف پلٹا

جیب سے چھری نکالی اور مین سوئچ کی طرف بڑھا ایک لمبی تار لی اور اس پہ

چھوٹا سا کٹ لگا یا۔۔۔۔

پھر ایک دفعہ پلٹ کے دیکھا۔۔۔۔۔

اور پھر لان کی طرف بڑھ گیا

وہاں سے وہ دیکھ سکتا تھا میجر کے کمرے کی بتی ابھی بھی جل رہی تھی۔۔۔

اس نے سر کے ہوئے پردی سے اندر دیکھا

وہ لیپ ٹاپ کھولے اس پہ مصروف تھا

ساتھ ہی فون کان کے ساتھ لگا کہ آہستہ آواز میں کسی سے بات کر رہا تھا

اچھا تم دوسرا پاس ورڈ لگا کہ دیکھو۔۔۔۔۔"؟"

ہاں میرا فون نمبر ہے اس کا پاسورڈ۔۔۔۔۔۔

وہ عجلت سے کہہ رہا تھا

اور وہ کان لگا کہ سن رہا تھا

جب اس نے اپنے کندھے پہ بوجھ محسوس کیا

کوئی ی اس کے پیچھے کھڑا تھا

مگر کون

اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔۔

نیلا آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا بارش متوقع تھی اور اکتوبر کے اوائی ل دنوں میں گرم ہواؤ ں کا رخ بدلا تھا اور ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوائی یں چلنے لگی تھی لان میں پڑا ابڑا جھولا ویران پڑا تھا ہلکی ہلکی ہواؤ ں کی وجہ سے ہلکا ہلکا حرکت کر رہا تھا

لان کی نسبت اندر سناٹا نہیں تھا بڑے ہال میں اس وقت وہ ہاتھ میں موبائی ل پکڑے پریشانی سے یہاں وہاں ٹہل رہی تھی وقفے وقفے سے وہ عجلت سے کوئی ی نمبر ڈائی ل کرتی۔۔۔۔۔۔اور آگے سے آپ کا ملایا ہوا نمبر اس وقت بند

ہے کاٹکا سا جواب سنتی۔۔۔۔۔۔ پھر کال کاٹ کے دوبارہ ڈائل کرنے کی کوشش کرتی پچھلے ایک گھنٹے سے وہ یہی کر رہی تھی

دور اس جنگل میں ہلکی ہلکی ہوا کی سنسناہٹ میں زمین پہ موبائل کے کچھ پرزے چمک رہے تھے

سم دوسری طرف پڑی تھی

ہال میں چلتے ہوئے کسی خیال کے تحت وہ اب کسی اور کا نمبر ڈائل کر رہی تھی

خوبصورت وادی کی چوٹی پہ وہ سنگ مرمر سے بنی چھوٹی سی عمارت سورج کی کرنوں کے زیر اثر چمک رہی تھی

دائیں اور بائیں طرف پھولوں کی باڑ تھی

اونچی سی پہاڑی پہ بنایہ فارم ہاؤس اندر سے بھی اتنا ہی حسین تھا جتنا باہر سے۔۔۔۔۔

اندر پڑا ٹیلی فون مسلسل بج رہا تھا

جب ایک چالیس سالہ دراز قد اور لمبی داڑھی والے آدمی نے ریسیور کان سے لگایا

پھر وہ ایکدم الرٹ ہو کے سننا لگا

کال ریسیو ہوتے ہی وہ پریشانی چہرے پہ سجائے صوفے پہ بیٹھتے ہی فوراً سے بولی تھی

ہیلو امتیاز کیسے ہو"؟

انہوں نے خود کو سنبھالتے ہوئے خیر خیریت دریافت کی تھی

میں ٹھیک بی بی جی آپ کیسی ہے"؟"

اس نے خوشدلی سے جواب دیا تھا

بہت وقت بعد شہر سے کسی کا فون آیا تھا

اچھا امتیاز وہ اسامہ صاحب پہنچ گ ئے تھے رات کو یہاں"؟ اگر جاگ گ ئے"

"ہیں تو میری بات کروادوان سے" ان کا نمبر آف آرہا ہے

انہوں نے عجلت سے اپنا مدعا بیان کیا تھا

اور دوسری طرف فارم ہاؤس میں ریسیور کان کے ساتھ لگائے وہ الجھے چہرے کے ساتھ کھڑا تھا

''بی بی جی چھوٹے صاحب کب آئے''؟ یہاں''

اس نے سر کھجاتے ہوئے حیرت سے پوچھا تھا

اور دوسری طرف یہ الفاظ کسی بم کی طرح اس کی سماعتوں پر اثر انداز ہوئے تھے وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی ی تھی

کیا کہہ رہے ہو وہ وہاں پہنچا ہی نہیں''؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے امتیاز وہ مجھے یہی کا کہہ کے گیا تھا تم کل رات وہی تھے نا''؟

وہ اب پاگلوں کی طرح اپنی بات۔ پہ زور دے رہی تھی جیسے یہ ثابت کرنا چاہ رہی ''ہو کہ وہ وہی تو ہے

جی نجمہ بی بی میں نے کدھر جانا ہے کب سے یہی ہوں اسامہ صاحب یہاں''

''نہیں آئے

وہ بھی سچا تھا اس لیے اپنی بات پہ ذور دے کے بولا

کیوں بی بی جی خیریت تو ہے نا اسامہ صاحب ٹھیک تو ہے''؟''

وہ پریشانی سے استفسار کر رہا تھا۔۔۔

''ہاں ہاں وہ ٹھیک ہے اگر وہ وہاں پہنچے تو مجھے اطلاع کر دینا''

اپنی بات کہہ کے انہوں نے فون رکھ دیا تھا

اور وہ ریسیور کو دیکھتا رہ گیا

وہ اب اپنے ذہن سے خدشات کو جھٹکتے پریشان بیٹھی یہ سوچ رہی تھی کہ اگر وہ

مری نہیں تھا تو کدھر تھا''؟

کہیں وہ کسی مصیبت میں تو نہیں تھا''؟

اسی سوچ کے آتے ہی وہ پھر دیوانہ وار بند نمبر ڈائل کر رہی تھی

دوسری طرف اس پہاڑ کی چوٹی پہ بنے فارم ہاؤس میں کھڑے امتیاز نے ٹیبل

صاف کرتے نیچے گرے اخبار کو اٹھانے کے لیے جھکا تو نظر اوپر درج سرخی پر ٹھہر گئی۔۔۔۔

مال روڈ کے قریب بنے پل پہ موڑ کاٹتے ہوئے تیز رفتار گاڑی حادثے کا شکار"

گاڑی میں بیٹھے نوجوان کے جاں بحق ہونے کی اطلاع خبر دو دن پہلے کی تھی

امتیاز ہاتھ میں اخبار پکڑے وہی ٹھہر گیا تھا

کہیں یہ صاحب جی"؟"

وہ منہ ہی منہ بڑبڑایا

پھر اس خیال کو خود ہی جھٹک دیا

یہ اسامہ نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔۔

یہی سوچ کہ وہ ایک نظر کھڑکی کے باہر چمکتے سورج کو دیکھ کہ رہ گیا

سورج کی یہ مدہم کرنیں اس بوسیدہ سے تہہ خانے کے گرد آنکھ مچولی کھیلنے میں

مصروف تھی جنگل کی گہرائی میں بنا یہ تہہ خانہ جس کو لمبے اونچے قد آور

پیڑوں اور درختوں نے گھیر رکھا تھا مدہم کرنوں کی اندر رسائی ی ناممکن تھی

اندر ابھی بھی وہ ذرد روشنی والا بلب ٹمٹما رہا تھا

وہ ایک جلے ہوئے ڈرم کے ساتھ کمر اور سر ٹکائے ایک گھٹنا فولڈ کیے اور

دوسری ٹانگ جس پہ سفید پٹی باندھ رکھی تھی سیدھی زمین پہ رکھے آنکھیں

موندے جیسے ان چیخوں سے جان چھڑانا چاہتا تھا

پورا گھر انسانی چیخوں سے گونج رہا تھا

اور کونے میں بیٹھا وہ شخص جس کی ٹوٹی ٹانگ علاج نہ ہونے کی وجہ سے حرکت

کرنا چھوڑ چکی تھی خاموش تماشائی ی تھا۔۔۔۔۔۔اس جگہ پہ یہ اس کا تیسرا دن

تھا پہلے تو اس نے کافی ہنگامہ کیا تھا لیکن پھر عادی ہو گیا تھا یہاں روز وہ ایسی چیخیں

سنتا تھا

اس نے ایک نظر اپنی ٹانگ کے گرد بندھی پٹی کو دیکھا جس پہ لال دھبہ اب مذید

واضح ہو رہا تھا

ٹانگ سے ایک دفعہ پھر خون رسنے لگا تھا

اور اس کا سوجا ہوا ہاتھ

وہ ڈاکٹر تھا روز ایسے کئی مریض اس کے پاس آتے تھے جن کی ٹانگیں اس

قدر خراب ہوتی تھی کہ ان کا جسم سے جدا ہونے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا تھا

یہ اس کا پروفیشن تھا وہ بڑے آرام سے کہتا اور چلا جاتا اس نے کبھی پلٹ کے

مریض کے چہرے پہ چھائی اس اذیت کو نہیں دیکھا تھا اور یہاں تو آئینہ بھی

نہیں تھا جس میں کم از کم اپنا چہرہ ہی دیکھ لیتا

وہ ڈاکٹر ہو کے اپنے لیے کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔۔۔

"یہ واقعی سچ ہے کہ انسان سے زیادہ بے بس اور کوئی مخلوق نہیں ہے"

اس کا دل چاہا وہ اپنی میڈیکل کی ڈگریوں کو آگ لگا دے

کیا فائدہ ایسی پڑھائی کا کہ انسان خود کو ہی بچا نہ پائے۔۔۔

چیخوں کی آواز اب مدھم ہو گئی تھی

شاید اس کو یہاں سے لے جایا جا چکا تھا

اور وہ یہ سوچ رہا تھا کہ ایک دن اس کی بھی کسی آنکھ میں سلاخ گھسی ہو گئی

ہونٹ کٹے ہونگے اور ذہنی مریض لوگ ڈارک ویب پہ اس کی ویڈیوز دیکھ کہ

لطف انداوز ہو رہے ہونگے

تو ڈاکٹر اسامہ ایک دن محض ذہنی مریضوں کی تفریح بن کے رہ جائی ینگے

اس کے ہونٹوں پہ ایک کرب بھری مسکراہٹ پھیل گئی

تو شاید میں اسی لیے زندہ بچ گیا تھا

ابھی وہ اسی طرح بیٹھا تھا کہ کسی چھوٹی بچی کے چیخنے کی آواز آنے لگی۔۔۔۔

اس نے چونک کے سر اٹھایا

گردن یہاں وہاں گھمائی ی۔۔۔

اٹھنے کی کوشش کی

آواز اب قریب سے آ رہی تھی

یہ پہلی بار تھی جب اعضا٦ کاٹنے کے لیے کوئی ی بچی لائی ی گ ئی تھی

وہ اس وقت ایک ایسے گروہ کی قید میں تھا جو ڈارک ویب کا حصہ تھے

یہاں ہر غلط کام ہوتا تھا

وہ آواز اب قریب ہوتی گ ئی

اب جب اس نے سر اٹھایا تو اپنے سامنے ایک کرخت چہرے والے دراز قد مرد

کو اور ساتھ ایک گول مٹول معصوم سے چہرے والی بچی کو دیکھا جس کی آنکھیں

رونے کی وجہ سے لال ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

اس کرخت چہرے والے شخص نے اس کی ڈھیلی پونی سے اسے پکڑ رکھا تھا

بچی کپڑوں سے کسی اچھے گھر کی لگتی تھی

شاید اغوا٦ ہوئی ی تھی

تو ممبر بنے گا نا ہمارا تو سوچا تیرے سامنے ہی کروں سب کچھ تجھے بھی پریکٹس"

"ہو جائے گی۔۔۔۔

وہ خباثت سے ہنستا ہوا بلٹ کھولنے لگا یا

اسامہ کی آنکھیں بے یقینی سے پھیلی۔۔۔۔اس نے زخمی نظروں سے اسے

دیکھا اس کی وہ امید نہیں کر سکتا تھا

"تم یہ نہیں کر۔ سکتے وہ بچی ہے"

وہ دھاڑا

اثر لیے بغیر وہ زمین پہ گری بچی کی طرف بڑھا۔۔۔۔

بچی ابھی بھی چیخ رہی تھی۔۔۔۔

چھوڑو اس کو یہ بچی ہے بہت چھوٹی ہے وہ مر جائے گی"

وہ خلق کے بل چلایا

اثر لیے بغیر وہ کاروائی ی میں مصروف تھا

"تمہیں خدا کا واسطہ ہے اسے چھوڑ دو"

وہ ہاتھ جوڑ کے منت پر اتر آیا تھا۔۔۔

اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو وہ اٹھ نہیں پایا

ایک ٹانگ مکمل ٹوٹی ہوئی ی تھی اور دوسری زخموں سے چور۔۔۔

اب اسے محسوس ہوا کہ انہوں نے پہلے دن کے بعد اسے کیوں نہیں باندھا تھا

کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وہ بغیر سہارے کے اٹھ ہی نہیں سکتا تھا

اس نے بہت کوشش کی تو اپنی ایک ٹانگ اٹھانے میں کامیاب ہو ہی گیا

بچی ابھی تک بچاؤ بچاؤ انکل پکار رہی تھی

وہ کھڑا ہوا تو درد اتنا شدید تھا کہ وہ دوبارہ زمین بوس ہو گیا

اب بچی کی آوازیں مدہم ہو رہی تھی۔۔۔۔۔شاید وہ ہمت ہار گ ئی تھی

اور وہ تو دماغی طور پہ بھی مفلوج تھا

وہ دھاڑیں مار مار کے بچوں کی طرح رو رہا تھا

وہ اس ننھی گڑیا کے لیے کچھ نہیں کر پایا تھا

اس نے سر اٹھا کہ دیکھا وہ شرٹ کے بٹن بند کر رہا تھا

اس نے نفرت سے اس کی طرف دیکھا

تو بھی اگر کچھ کرنا چاہتا ہے تو""؟

اس شخص نے آنکھ دبا کے کہا تو

وہ اسے نظرانداز کرتا ہوا دونوں کہنیوں کے بل اس بچی کی طرف بڑھا

اس کا معصوم چہرہ نیلا پڑھ رہا تھا

اس کی سانسیں اکھڑ رہی تھی لیکن وہ زندہ تھی

وہ سیدھا ہو کہ بیٹھا اور اس کا سر گود میں رکھا

پھر اس کرخت چہرے والے شخص جس کے چہرے پہ چیچک کے داغ تھے

"تھوڑا پانی لادو یہ مر رہی ہے

وہ روتے ہوئے التجائی یہ لہجے میں بولا

تو مرنے دو ہمارے کس کام کی ہے"؟

لاپرواہی سے جواب دیتا ہوئے آگے بڑھنے لگا

پھر پلٹ کے ایک ذوردار مکا اس کے ناک پہ جھڑ کے آگے بڑھ گیا

خون کا ایک فوارہ چھوٹا تھا

اور وہ بے سدھ سا بیٹھا تھا

بچی کا بے سدھ وجود اس کی گود میں تھا

اور اس کے ناک سے خون کے قطرے اس بچی کا چہرہ بگھو رہے تھے

اور وہ اب چیخیں مار مار کے رو رہا تھا

یہ پہلا قتل تھا جو اس کی آنکھوں کے سامنے ہوا تھا

اور اسے محسوس ہوا وہ اپنا ذہنی توازن کھو چکا ہے

صبح سے تیز بارش نے ہر چیز کو بگھو کے رکھ دیا تھا بڑے محل نما اس گھر میں

ڈائی ینگ ٹیبل پہ ناشتے کی مختلف انواع اقسام کی چیزیں پڑی تھی اور بڑی کرسی پہ

جنرل بیٹھا عینک ناک پہ جمائے اخبار پڑھنے میں مصروف تھا

پاس ہی جیا ایک ہاتھ میں اورنج جوس پکڑے دوسرے سے مسیج ٹائپ کرنے

میں مصروف تھی

جب وہ سیڑھیوں سے نیچے اترتا دیکھائی دیا

اس نے مسکرا کہ جیا کی طرف دیکھا تو جواب میں وہ بھی مسکرا دی

جنرل نے سر اٹھا کہ دیکھا تھا

"آؤ سونو ناشتہ کرو

جیا نے اسے پیشکش کی

نہیں میں باہر سے کر لوں گا روز روز اچھا نہیں لگتا"

اس نے بھی مسکرا کہ جنرل کی طرف دیکھتے ہوئے پیشکش ٹھکرا دی

یہ کیا بات ہوئی ی چلو بیٹھو یہاں"

وہ ماتھے پہ بل ڈالتی کھڑی ہوئی ی پھر اسے بازو سے پکڑ کے اپنے قریب کرسی پہ

بیٹھا دیا تھا

وہ اخبار پیچھے سرکا کہ اب ڈبل روٹی کا سلاس اٹھا کہ جیم لگا رہے تھے

اور وہ کن اکھیوں سے اس خوش شکل نوجوان کو دیکھ رہے تھے جو سفید گول گلے والی شرٹ پہنے گھونٹ گھونٹ جوس پی رہا تھا ساتھ ہی جیا کے ساتھ بات بھی کر رہا تھا۔۔۔۔۔

ڈیڈ وہ رگو کی طبیعت اب کیسی ہے""؟اور کچھ پتہ چلا رات کو اس پر کس نے" حملہ کیا تھا

جیا کو ایک دم جیسے یاد آیا تھا

سلائس منہ میں ڈالتے ہوئے وہ ان کی طرف پلٹی

جو کھوجتی نگاہوں سے سونو کو دیکھ رہے تھے

ہاں اس نے بیان تو دیا ہے کہ کوئی بندہ میرے کمرے کے ساتھ کھڑا باتیں" سن رہا تھا سر پہ ٹوپی پہن رکھی تھی اور کالی چادر لپیٹ رکھی تھی اس لیے وہ پہچان نہیں پایا اور جیسے ہی اس نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا تو اسی لمحے لائٹ چلی گئی اور اسی اندھیرے میں اس نے میرے سر میں گملا دے مارا اور آگے کا تو

تمہیں پتہ ہے کہ شور سن کے میں باہر نکل آیا تھا اور وہ خون میں لت پت پڑا تھا

انہوں نے سونو کی طرف دیکھتے ہوئے جیا کو بتایا

جیا نے کچھ سوچتے ہوئے محض سر ہلا کہ رہ گیا

اور وہ ان کی نظروں کا ارتکاز محسوس کر کے پہلو بدل کے رہ گیا

مجھے تو کسی گھر کے بندے کا کام لگتا ہے""؟

انہوں نے ٹشو سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا

کیا مطلب ہے آپ کا ڈیڈ""؟

اس نے ماتھے پہ بل ڈال کے کہا

ٹھیک کہہ رہا ہوں مین سوئی بیچ کی تار کٹی ہوئی ی تھی کسی ملازم کا کام بھی ہو"

سکتا یا پھر وہ بات ادھوری چھوڑ کے اٹھ کھڑے ہوئے

ایک اچٹتی نظر مسکراتے ہوئے سونو پہ ڈالی اور باہر نکل گ ئے۔۔۔

اس نے کوئی ی صفائی ی پیش نہیں کی

گھوڑے کی لگام اس کے ہاتھ میں تھی وہ کوئی ی صفائی ی نہ بھی دے تو جیا کو اس پہ یقین تھا

اور جب تک جیا کو اس پہ یقین تھا کوئی ی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا

وہ اٹھ کھڑا ہوا تو جیا نے اس کے ٹیبل پہ رکھے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کہ کہا

"مجھے تم پہ یقین ہے"

اس نے مسکرا کہ کہا تھا

اور وہ اس کی باہر نکلی لٹھ کو کان کے پیچھے اڑستا نظر چرا کہ باہر نکل گیا تھا

بے اختیار بہت دنوں بعد وہ پھر یاد آئی ی تھی

جسے بھلانے کا وہ تہیہ کر چکا تھا

اس بڑے سے ہال میں اس وقت محظ آہوزاری ہی تو تھی۔۔۔۔اور ماتم کا سماں

تھا باہر بارش زور و شور سے برس رہی تھی۔۔۔۔ جیسے آسمان بھی برس رہا تھا

اندر وہ صوفے پہ بیٹھی خاموشی سے اپنی ہتھیلیوں کو گھور رہی تھی

آنکھیں خشک تھی۔۔۔۔

لیکن ساتھ بیٹھی بھرے ہوئے جسم والی وہ عورت چیخ چیخ کے رو رہی تھی

میرا اسامہ۔۔۔۔ نہیں مر سکتا

وہ نہیں مر سکتا

وہ دیوانہ وار چلا رہی تھی

اور شائستہ بیگم انہیں سنبھالنے کی ناممکن کوشش کر رہی تھی

سفید لباس پہنے عورتیں افسوس سے انھیں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

ایک طرف وہ بھی سر جھکائے پتہ نہیں اپنے ہاتھوں میں کیا تلاش کر رہی تھی

پتہ نہیں کیا کھو گیا تھا۔۔۔

ہر طرف صف ماتم بچھا ہوا تھا

دل شدت غم میں ڈوبا ہوا تھا لیکن آنکھیں رونے سے انکاری تھی۔۔۔۔

ابھی تو وہ ٹھیک سے حیدر کے جانے کا غم بھی منا نہیں پائی ی تھی اور اب اسامہ بھی چلا گیا تھا

امتیاز نے اس خبر کی انکوائی یری کروائی ی تھی۔۔۔۔

جس میں یہ خبر کنفرم ہو گ ئی تھی کہ اس رات اسامہ کی گاڑی ہی حادثے کا شکار ہوئی ی تھی

اور سرچ آپریشن کے دوران جو نمبر پلیٹ ملی تھی وہ بھی اسامہ کی ہی گاڑی کی تھی

اور اس کے بعد تو کوئی ی شک ہی بچا نہیں تھا

ڈیڈ باڈی کا قصہ یہ کہہ کہ ختم کر دیا گیا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی جنگلی جانور کی خوراک بن گیا ہو۔۔۔۔۔

ویسے بھی اتنی اونچی جگہ سے گاڑی گرنے کے بعد بچنا کسی معجزے سے کم نہیں

ہو سکتا تھا

اور معجزے زندگی میں کم ہی ہوا کرتے ہیں۔۔۔۔۔

کم از کم یہاں سب کا ماننا یہی تھا

مجھے تو پتہ نہیں کس گناہ کی سزا ملی ہے مجھے میرے بیٹے کا آخری دیدار بھی"

"نصیب نہیں ہوا۔۔۔۔۔

وہ جنونی انداز میں سر پیٹ رہی تھی

اور شائستہ بیگم انہیں خاموش کرنے کی ناممکن کوشش کر رہی تھی

اور اس سب میں وہ بس خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہی تھی

جو نہ ٹھیک سے رو پا رہی تھی اور نہ اپنے غم کا اظہار کر پا رہی تھی

ٹھیک اسی وقت لمبے زیتون کے درختوں میں وہ چھوٹی سرنگ نما کچی سی جگہ پہ وہ

بے بس سا شخص ہاتھ پاؤں مار رہا تھا

جس کے منہ میں پٹی ٹھونسی گئی تھی

اور رسیوں سے اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے

ٹانگ پہ بندھی سفید پٹی اب لال ہو چکی تھی

بڑی ہوئی ی شیو لمبے بال جو بکھرے ہوئے تھے اور لال آنکھیں جن میں کرب

اور اذیت کے سوا کچھ نہیں تھا

اپنے سامنے ایک انسان کو زندگی کی چند سانسوں کے لیے ایڑھیاں رگڑتے دیکھ

رہا تھا

ابھی تھوڑی دیر ہی تو پہلے کی بات تھی جب یہ شخص اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ

یہاں آیا تھا

اور پھر کچھ دیر باتوں کی آوازیں آتی رہی اور پھر اس نے سر تب اٹھایا جب یہ

مدہم آوازیں شور میں بدل گئی

پھر وہ بندہ کچھ ٹینک سے ہوتے ہوئے اس کے قدموں کے قریب منہ کے بل

گرا۔۔۔

اور پھر اس کے وہ آٹھ نو دوست جن کے ہاتھ میں چھریاں تھی۔۔۔۔۔

اس پہ جھپٹنے کو تیار تھے

وہ رینگتا ہوا کبھی کس طرف ہو رہا تھا اور کبھی کس طرف۔۔۔۔

پھر وہ بھرے ہوئے جسم والا چست و توانا انسان یوں کھڑا ہوا تھا جیسے وہ اب

لڑنے کا فیصلہ کر چکا تھا

کچھ دیر تلخ کلامی ہوتی رہی

پھر اس نے اس شخص کو کہتے سنا تھا

''تم میرے دوست ہو تم مجھے نہیں مار سکتے''

اس کے لہجے میں وہ مان تھا وہ اعتبار تھا کہ

اس نے بے اختیار سر اٹھایا تھا۔۔۔۔۔

اور پھر وہ دکھ سے مسکرایا تھا

کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ اسے مار دے گے

پھر سر جھکا کہ زمین کو گھورنے لگا تھا

اس بچی کی موت کے بعد یوں بھی وہ خود کو مجرم تصور کر رہا تھا

یا وہ روز یہ سب دیکھ کہ اب عادی ہو گیا تھا

اس لیے وہ زیادہ اثر نہیں لے رہا سب کی توقع کے عین مطابق ہوا تھا

ایک نے اس کے پیٹ میں چھرا گھونپ دیا

اس کی آنکھیں باہر کی طرف ابل پڑی

بے یقینی سے وہ اپنے انہیں دوستوں کو دیکھ رہا تھا جن کے ساتھ پتہ نہیں وہ کتنی

ہی دفعہ بغل گیر ہوا تھا

ایک ہی پلیٹ میں کھایا ہو گا

اسامہ بس سر جھکائے بیٹھا رہا۔۔۔۔

سر نہیں اٹھایا

وہ اب پیٹھ کے بل زمین پہ گرا تھا

اور اسامہ کو لگا وہ دوستوں کے ہاتھوں منہ کے بل گرا ہے

اس کے دوست محض چند پیسوں کے لیے اس کی قربانی دے رہے تھے

اور یہاں تو یہ روز کا کام تھا

وہ روز یہاں ایک نیا تماشہ دیکھتا تھا

کبھی کوئی ی شوہر اپنی بیوی کی ویڈیو بیچنے آتا تھا تو کبھی کوئی ی بوائے فرینڈ اپنی

گرل فرینڈ کی تصویریں بیچنے۔۔۔۔۔۔

یہ عجیب دنیا تھی

یہاں سب چلتا تھا سب بکتا تھا جانوروں سے لے کر انسانوں کے اعضا ٦

تک۔۔۔۔

یہاں ہر وقت شراب کی بدبو ہوتی تھی

اور اسامہ ہر وقت ایک ہی دعا کرتا تھا کہ وہ کاش اسی دن مر جاتا۔۔۔۔

اب وہاں بے جان وجود پڑا تھا

اور اس کے دوست اس کی لاش تک کو حوالے کر کے پیسے گن رہے تھے

اب کی بار اسامہ نے پہلی بار سر اٹھا کہ اس زخمی چہرے والے شخص کو دیکھا تھا

نو عمر وہ لڑکا۔۔۔۔ جس کی چھوٹی چھوٹی مونچھیں تھی

کھلی آنکھوں سے جیسے اسے دیکھ رہا تھا

ابھی تک اس کی آنکھیں کھلی تھی

یہ موت کی بے یقینی تھی یا اعتبار ٹوٹنے کا دکھ اسامہ نہیں جانتا تھا۔۔۔

یہاں سب کچھ تھا لیکن کیا نہیں تھا

خدا نہیں تھا

''تمہارا خدا ابھی کھو گیا ہے نا''

اسامہ کو بے اختیار اس ملنگ کی وہ بات یاد آئی ی تھی

اور اس نے اپنی خون آلودہ ٹانگ کو دیکھ کہ ایک ہی دعا کی تھی

کہ خدا اسے اس قید سے رہائی ی دے دیں

پھر وہ اپنا کھویا ہوا خدا ڈھونڈ لے گا۔۔۔

اس نے ایک تھکی ہوئی سی سانس ہوا کے سپرد کی

وہاں ابھی تک انسانوں کی بولی لگائی جا رہی تھی۔۔۔۔

اور زمین کانپنے سے گریز پا تھی

اور دور ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک ماں دروازے پہ اپنے اکلوتے بیٹے کی راہ تک رہی تھی اور یہ کہہ کے خود کو مطمئن کر رہی تھی کہ کیا ہوا دوستوں کے ساتھ گیا ہے۔۔۔۔

وہ یہ بھول گئی تھی کہ اب وہ واپس نہیں آئے گا۔۔۔۔

اوپری منزل کی ابتدائی سیڑھیاں چڑھتی ایشنال کو کسی نے کندھے سے دبوچ کے نیچے فرش پہ لا کھڑا کیا تھا

اور وہ ششدر سی کھڑی اپنی ماں کو منتظر نظروں سے دیکھ رہی تھی

داخلی دروازے سے عورتیں قل کی دعا کرنے اندر آ رہی تھی

اور اس کی ماں اسے اپنے کمرے کی طرف لا جانے لگی

وہ بس حیرت سے ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگی

جب انہوں نے کمرے میں لا کے اسے پرے دھکیلا اور کنڈی چڑھا کہ وہ اس کی طرف پلٹی

وہ غیض وغضب سے اسے دیکھ رہی تھی

ایشنال دہل کے رہ گئی۔۔۔۔

انہوں نے ایشنال کا ہاتھ اپنے سر پہ رکھ دیا تھا

میری قسم کھا کہ کہو ایشنال کہ تم نے حیدر کے متعلق سب سچ کہا تھا"

وہ بس جواب کی منتظر تھی

وہ بلاوجہ ہونٹ چبانے لگی

ہاشم ملک کل لاہور گئے تھے انہیں اطلاع ملی تھی کہ حیدر کب سے گھر پہنچ کے جا چکا تھا

"نہیں میں نے جھوٹ بولا تھا ابتدا سے ابھی تک سب۔۔۔۔

وہ ہاتھ ان کے سر سے ہٹاتے ہوئے پھٹ پڑی

وہ صدمے سے اسے دیکھ کہ رہ گ ئی۔۔۔۔

پھر جب وہ سب بتا کہ صوفے پہ ڈھ گ ئی تو شائی ستہ بیگم اپنا توازن نہ برقرار رکھ سکی۔۔۔

انہوں نے بے اختیار دیوار کا سہارا لیا

وہ ان کے سر پہ قیامت توڑ کے سپاٹ نظروں سے زمین کو گھور رہی تھی۔۔۔۔

اور ٹھیک اسی وقت بڑے سے اس قصر کے اس عالیشان بیڈروم میں وہ اس کے ہاتھوں کو نزاکت سے تھامے لبوں کے ساتھ لگائے بیٹھا تھا

اور اس نے نظریں جھکا رکھی تھی

میں نے تمہیں دیکھا تو مجھے محبت کا مطلب سمجھ میں آیا۔۔۔۔بس اب ایک "

"ہی خواہش ہے کہ تمہیں پالوں۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے۔۔۔۔ کہہ رہا تھا

اور اس کے گال سرخ ہو رہے تھے۔۔۔۔

میں تمہیں تسخیر کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔مجھے اجازت دو۔۔۔۔۔۔"؟

اس نے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی

اس نے ہولے سے سر اٹھایا تھا

"تمہیں مجھ سے اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔۔

اس نے اب کی بار بے باکی سے کہا تھا

وہ ذو معنی انداز میں مسکرایا تھا۔۔۔

اور ایک نظر اس کے سراپے کا جائزہ لیا تھا

جو اس لمحے کھلے گلے والے نائی یٹ گاؤن میں تھی کھلے بال شانوں پہ پھیلا رکھے تھے۔۔۔۔

وہ اسی لمحے اس کی طرف جھکا تھا

اور یکدم دروازہ کھلنے سے گڑ بڑا کہ پیچھے ہٹا تھا

جیا نے بھی دروازے پہ کھڑی شخصیت کو دیکھ کہ خود کو سنبھالا تھا

اور وہ بے یقینی سے اپنی بیٹی کو دیکھ رہے تھے

پھر ایک کہر آلودہ نگاہ اس پہ ڈال کے جیا کو بازو سے دبوچ کے کمرے سے باہر

لے گ ئے تھے۔۔۔۔۔

تمہیں دیکھ لوں گا میں"

وہ اسے وارن کرتے ہوئے باہر نکل گ ئے۔۔۔۔

وہ ذو معنی انداز میں مسکرایا تھا

سب کچھ تو پلین کے مطابق ہو رہا تھا

مگر کب تک۔۔۔۔۔

اور پھر یہ طوفان جیسے اب تھم گیا تھا سب کی زندگیاں معمول پہ آگ ئی تھی

سب نے اپنے دکھوں کو قبول نہ سہی مگر سمجھوتہ کر لیا تھا۔۔۔۔ جیسے اس

بڑے گھر کی کھڑکی سے روز چاند کو تکتے اسے خوبصورت آنکھوں والی لڑکی نے

جس نے ابھی تو آنکھوں میں رنگ بھرے تھے ہاتھوں میں تتلیاں سمیٹی تھی اور

اب وہاں صرف کانٹے تھے جس نے ان سات مہینوں میں ایک ایک دن گن

کے گزارا تھا۔۔۔۔اور جاگ کے بھی اور ساتھ ہی اس کشادہ لان والے گھر

میں دوپٹے سے آنسو پونچھتی وہ عورت جس نے ان سات مہینوں میں ہر دن اپنے

بیٹے کو یاد کیا تھا شائستہ بیگم نے اب کڑھنا چھوڑ دیا تھا بظاہر وہ لاپروا تھی لیکن

ایشنال جانتی تھی کہ وہ چھپ چھپ کر روتی ہیں ہاشم ملک اب بھی باقاعدہ نماز

پڑھتے تھے مگر اس نے دیکھا اب ان کی نمازیں بہت طویل تھی پتہ نہیں کیا مانگتے

رہتے تھے اور دور اس سرنگ میں بیٹھا وہ کمزور سا لڑکا ہر روز موت مانگتا تھا اور

اس قصر میں ایک وہ لڑکی جو اپنے باپ سے روز غداری کرتی تھی اور اپنے باپ کی

مخصوص چیزیں بغیر کسی سوال جواب کے اس لڑکے کو تھما دیتی تھی جیسے وہ اس

کے ہاتھوں بنی کٹ پتلی ہو۔۔۔۔اور وہ لڑکا اب اس عکس کو مٹاتا تھا جس میں وہ

اونچی پونی ٹیل والی لڑکی ہوتی تھی وہ سب محبت کے ستائے ہوئے تھے جیسے کسی معجزے کے منتظران سب کے راستے جدا تھے کوئی ی ایک دوسرے کے فیوچر میں فٹ نہیں ہوتا تھا سب نے بچھڑنا تھا کچھ نے واپس لوٹنا تھا بعض کی واپسی نا ممکن تھی۔۔۔۔۔

اونچے درختوں کے سائے میں بنی اس سرنگ میں وہ لڑکا جیسے ہر احساس سے عاری تھا اب وہ موت نہیں مانگتا تھا اس نے ہر چیز سے سمجھوتا کر دیا تھا اب نہ عورتوں کی چیخیں اس پہ اثرانداز ہوتی تھی اور نہ ہی انسانی اعضا٦ کی بدبو اسے متاثر کرتی تھی۔۔۔۔۔

اب وہ جان چکا تھا کہ وہ یہاں سے نکل نہیں سکتا وہ جانتا تھا وہ پلٹ نہیں سکتا۔۔۔۔اس کے نام کی کوئی ی گم نام قبر ہو گی۔۔۔۔

اور اسی لمحے ایک معجزہ ہوا تھا جس کی اسے امید نہیں تھی

آپریشن کی ذد میں یہ ٹھکانہ بھی آگیا تھا۔۔۔۔۔

پوری رات گولیوں کی برسات ہوتی رہی

اور پھر بالا خر اسے بازیاب کروالیا گیا

وہ ناحیران تھا نہ خوش ہر احساس جیسے اپنی موت آپ مر گیا تھا

تین دن وہ ہسپتال میں داخل رہا تھا

اور پھر اسے اطلاع ملی تھی کہ

اسکی زخمی ٹانگ ناکارہ ہو چکی ہے اس لیے کاٹ دی گئی ہے۔۔۔۔

وہ اب معذور تھا

لیکن اس دن بھی وہ سپاٹ نظروں کے ساتھ اپنی کٹی ٹانگ کو دیکھتا رہا

"ہر بار معجزے نہیں ہوتے۔۔۔۔۔

اس بڑے سے قصر میں رات کا سایا پر پھیلائے اتر رہا تھا

وہ دبے قدموں اس کمرے میں داخل ہوا تھا

لائیٹ آن کی تھی کمرہ روشن ہو گیا تھا

پھر دھیرے سے لیپ ٹاپ اٹھایا تھا

اس پہ کچھ نمبر ڈائی ل کیے تھے

پھر گردن موڑ کے یہاں وہاں دیکھا تھا

سکرین روشن تھی

اس سے پہلے کے وہ ایک اور کلک کرتا

دھڑام سے دروازہ کھلا تھا۔۔۔۔

”you are under arrest mstr haider shah......“

pakistani spay.....

وہ اس اچانک افتاد پہ گھبرایا نہیں تھا

دونوں ہاتھ اٹھا کہ اٹھ کھڑا ہوا تھا

پھر گردن موڑ کے دیکھا تھا

دو تین سکن وردیوں والے اہلکار ہاتھ میں بندوقیں تانے کھڑے تھے

سب سے آگے جنرل تھا

وہ پکڑا جا چکا تھا

بہت بری طرح سے

اب واپسی ناممکن تھی

"خود کو ہمارے حوالے کر دو"

ایک چیخا تھا

اسی لمحے جیا بھاگتی ہوئی اندر آئی تھی۔۔۔۔۔

"یہ کیا ہے ڈیڈ"

وہ چیخی تھی

انہوں نے ہاتھ میں پکڑے کچھ پیپرز اس کی طرف اچھالے تھے

جو زمین پہ بکھر گئے تھے

وہ اس کے پاکستانی آئی ڈی کارڈ کی کاپی اور اوریجنل پاسپورٹ تھا

وہ کل تک یہاں سے فرار ہونے والا تھا

لیکن اب یہ ناممکن تھا۔۔۔۔

یہ جھوٹ ھے "؟"

وہ ابھی تک بے یقین تھی

یہی سچ ہے اب قانون کے کاموں میں مت بولنا

یہ ایک پاکستانی جاسوس ہے

وہ اسی طرح بندوق تانے اس پہ چلائے تھے

حیدر کو اب ہتھکڑی پہنائی جارہی تھی

وہ خاموش تھا اور چہرہ سپاٹ۔۔۔

جاتے ہوئے جیا نے اسے پکارا تھا

پھر اس کے قریب جاکے سرگوشی کی تھی۔۔۔"

"میں تمہیں بچالوں گی

اس نے نم آنکھوں سے کہا تھا۔۔۔۔

وہ مسکرا بھی نہ پایا تھا

وہ جانتا تھا وہ اب پاکستان نہیں لوٹ سکتا۔۔۔۔۔

۔

اور ٹھیک اسی لمحے اس بیلڈنگ کے آفس میں فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی

انہوں نے فائی ل سے نظر ہٹا کہ ریسور کان سے لگایا۔۔۔۔

ہیلو جنرل افق سپیکنگ۔۔۔۔

وہ فورا الرٹ ہوئے سامنے سے آنے والی خبر اچھی نہیں تھی

"کیا مگر کیسے"

وہ پریشانی سے ماتھا مسلتے پوچھ رہے تھے

اچھا ٹھیک اب وہ واپس نھیں آسکتا۔۔۔۔۔۔

تم ٹی وی خبر چلواؤ ں کہ مشہور گینگسٹار خان۔۔۔۔۔ بھارت میں ایک آپریشن

میں مارا گیا

انہوں نے فوراً خود کو سنبھال لیا تھا۔۔۔

پھر سر پیچھے کرسی پہ گرا لیا تھا

حیدر اب واپس نہیں آسکتا تھا

پتہ نہیں بھارتی حکومت اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گی""؟

انہوں نے آنکھیں رگڑ ڈالی تھی۔۔۔۔

سردیوں کی اس سرد شام میں وہ ننگے پاؤں گھاس پہ گھوم رہی تھی

جب۔۔۔۔اسے شائستہ بیگم نے پکارا وہ خاموشی سے اندر چلی گئی جہاں

ہاشم ملک ریموٹ ہاتھ میں پکڑے نیوز دیکھنے میں مصروف تھے۔۔۔۔۔

وہ چپ چاپ صوفے پہ ٹک گئی۔۔۔۔

آپ کو اطلاع دیتے چلیں کے مشہور گینگ سٹار خان جو حکومت کو مطلوب

تھا۔۔۔

وہ جلدی سے ٹی وی کی طرف بڑھی

دل کی دھڑکن جیسے رک گ ئی تھی

بھارت میں ایک آپریشن میں مارا گیا

اس نے بے یقینی سے ہاشم ملک کو دیکھا جو دم سادھے بیٹھے تھے

وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔۔

نیوز رپورٹر ابھی بھی کچھ کہہ رہی تھی

وہ آگے نہیں سن سکی۔۔۔۔۔

اندر کی طرف بھاگی

کچن سے نکلتی شائستہ بیگم سے ٹکرائی ی۔۔۔۔

وہ اس کی حالت دیکھ کہ گھبرا گ ئی۔۔۔۔

جیسے ہی آگے بڑھی ہاشم ملک کو بھی اسی خالت میں پایا۔۔۔۔

اور پھر ٹی وی پہ چلتی پٹی کو دیکھ کہ وہی زمین پہ بیٹھتی چلی گ ئی۔۔۔۔۔

اور ٹھیک اسی لمحے ساتھ بنے اس بڑے لان والے گھر میں دروازے پہ مسلسل

دستک ہو رہی تھی۔۔۔۔

وہ اسامہ کی تصویر کو وہی ٹیبل پہ رکھ کہ آنسو صاف کرتی تھکے تھکے قدموں سے

دروازے کی طرف جانے لگی

دستک جانی پہچانی تھی

لیکن وہ کیسے واپس آ سکتا تھا

دروازے کھلتے ہی سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھ کہ وہ ورطہ حیرت میں ڈوب

گ ئی

انہیں سچ مچ معجزوں پہ یقین آ گیا تھا

سامنے ان کا بیٹا کھڑا تھا

اس تنگ کمرے میں خاموشی کاراج تھایوں جیسے یہاں کوئی ی موجود نہ ہو

اچانک کسی کے قدموں کی چاپ سنائی ی دی تو وہ میلے بکھرے لمبے بالوں والا

لڑکا منہ سے عجیب و غریب آوازیں نکالتا ہوا اندھیرے میں ہاتھ پاؤں ہلانے لگا

------

ایسے جیسے وہ افسوس سے اپنے غم کا اظہار کر رہا تھا

اچانک دروازے کا وہ زنگ آلودہ تالا کھلنے کی آواز آئی ی

اور جیسے کوئی ی چیز پوری قوت سے آ کے زمین پہ لگی

اس کو منہ کے بل زمین پہ پھینکا گیا تھا

اسے اندھیرے میں دیکھائی ی نہیں دے رہا تھا

وہ ہونٹ بھینچتا ہوا اٹھا کھڑا ہوا

پھر ایک سائیڈ پہ ہو کہ بیٹھ گیا

وہ گونگا ابھی تک کچھ بول رہا تھا لیکن وہ اندھیرے کی وجہ سے اسے دیکھ نہیں پارہا تھا

اس لیے خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی

وہ جانتا تھا کچھ وقت بعد ایشنال وہی اس کا انتظار کرتی رہے گی

اور وہ کچھ دنوں بعد یا اپنا ذہنی توازن کھو کے یا اپنی زبان کٹوا کے باقی زندگی یہی گزار دے گا

اب وہ ایشنال سے مل نہیں پائے گا یہ احساس ہی کتنا تکلیف دہ تھا

ابھی تک پاکستان میں میجر کو اطلاع مل گئی ہوگی

اس نے اندازہ لگایا

وہ گونگا اب خاموش ہو گیا تھا جیسے سہم گیا ہو

یوں جیسے وہ مایوس ہوا تھا

پتہ نہیں انھوں نے ادھر پاکستان میں سب کیسے سنبھالا ہو گا

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ایشنال کیسی ہو گی؟

عجیب سی سوچیں تھی عجیب سی مایوسی تھی

عجیب سی تلخی تھی

اور رات کے اسی پہر وہ رو نہیں رہی تھی

بس خالی خالی نظروں سے چھت کو گھور رہی تھی

دنیا جیسے حیدر کے ساتھ ہی ختم ہو گئی تھی

اب کچھ بھی پہلے جیسا نہیں ہو سکتا تھا

وہ ایسے صدمے کے زیر اثر تھی کہ آنکھیں رونے سے انکاری تھی

حیدر کے بغیر اتنی لمبی زندگی کا خیال ہی سوہان روح تھا

اور ساتھ اس بڑے لان والے گھر میں وہ بکھرے بالوں والا لڑکا اپنی ماں کے

ہزاروں سوالوں کے جواب میں بھی بس سر جھکائے بیٹھا تھا

نجمہ نے اسے غور سے دیکھا تھا

یہ ان کا بیٹا تو نہیں تھا جو یہاں سے گیا تھا

وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ ایک ٹانگ کٹنے کی وجہ سے وہ اتنا اداس ہے

اداس تو وہ بھی تھی بلکے تکلیف میں تھی لیکن اظہار نہیں کر رہی تھی

ان کے لیے یہی کافی تھا کہ وہ بچ گیا ہے زندہ ہے

وہ اس کا منہ چوم چوم کے ہی نہیں تھک رہی تھی

کبھی کیا کھانے کو لا کے دے رہی تھی کبھی کیا

لیکن وہ چیزوں کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے پہچانتا ہی نا ہو

انہوں نے اس کی حالت کے پیش نظر وہاں سے جانا ہی بہتر سمجھا

شاید وہ تھک گیا تھا

اسے آرام کی ضرورت تھی

اور صدمے میں بھی تھا

یہ سب کچھ ان کے انکار کی وجہ سے ہوا تھا

نہ وہ ایشو کے لیے انکار کرتی نا ان کا بیٹا اس حال کو پہنچتا

مگر اب سوائے خود کو کوسنے کے وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی

اس لیے آنسو پیتی وہاں سے اٹھ گ ئی۔۔۔۔

رات کا پتہ نہیں کون سا پہر تھا جب ڈر کے مارے اس کی آنکھ کھل گ ئی جیسے وہ

کسی خواب سے جاگی ہو دماغ ایک دفعہ پھر سب کلک کرنے لگا تھا

''ک ئی دفعہ اپنے حواسوں میں لوٹنا بھی ایک عذاب ہوتا ہے''

جہاں سے وہ ملا تھا

وہ کتنا غصہ کرتا تھا

پھر کیسے وہ نصیب میں لکھ دیا گیا تھا

پھر اس کا ساتھ کتنا کم تھا

اور پھر وہ بچھڑ گیا تھا

وہ ہذیانی کیفیت میں اٹھ کہ اسے آوازیں دینے لگی تھی

کبھی اپنا سر دیوار کے ساتھ دے مارتی تھی

پھر چیخیں مار مار کے روتی تھی

پھر تھک کے زمین پہ بیٹھ جاتی۔۔۔

پھر چیخنے لگتی

شور سن کے مسز ہاشم اور ہاشم ملک بھاگتے ہوئے آئے تھے

اور اس کی حالت دیکھ کہ وہ اسے سنبھالنے کی کوشش کر رہے تھے

یہ محبت کی کون سی کیفیت تھی جو وہ سمجھنے سے قاصر تھے

اس کا سارا چہرہ خون سے بھرا ہوا تھا

اور وہ بس ایک ہی بات کہہ رہی تھی

مجھے اسامہ کی بد دعا لگ گئی"

"میرا حیدر۔۔۔۔ مجھ سے دور چلا گیا

پھر روتے روتے وہ تھک کے زمین پہ گر گئی

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

شائستہ بیگم خود پہ قابو نہ رکھ پائی ی

وہ بھی زارو قطار رونے لگی

اس کا صدمہ ٹوٹا تھا اس نے افسوس منانا تھا

ان کی بیٹی کہاں کھو گئی تھی

اور وہ اس تنگ سرنگ میں بے چینی سے ٹہلتے ہوئے یہ سوچ رہا تھا

دل کیوں ڈوب رہا ہے""؟

شائستہ بیگم نے اس کا سر اپنی گود میں رکھا

ہاشم ملک ڈاکٹر کا نمبر ڈائل کر رہے تھے

امی میرا حیدر واپس لادیں"۔

وہ آنکھیں موندے التجائیہ لہجے میں بولی

وہ روتے ہوئے اسے کسی ننھے بچے کی طرح پچکار رہی تھی

اور پھر ڈاکٹر کے آتے ہی اسے انجیکشن لگا کے سلا دیا گیا تھا اور اس کی پٹی بھی کر

دی گ ئی تھی

اور وہ رات سب نے آنکھوں میں کاٹی تھی

اگلے دن صبح کی روشنی کہیں سوگواری تو کہیں امید لے کے پھوٹی تھی۔۔۔۔۔

دواؤں کے زیر اثر وہ ابھی تک سو رہی تھی۔۔۔۔۔۔

اور شائستہ بیگم اور ہاشم ملک بے بسی سے پاس بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

اور وہ جیسے کہیں جانے کے لیے تیار کھڑا تھا ایک ہاتھ میں بیسا کھی تھی

جس کو بازو میں دبا رکھا تھا

وہ بس اسی کے سہارے کھڑا تھا

لیکن ہر احساس سے عاری تھا

جب وہ اٹھ کے شیشے تک گیا تو وہ خود ششدر رہ گیا

تھوڑی دیر کے لیے اس کے چہرے پہ حیرت اتری

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

یہ وہ ہی اسامہ تھا

اس نے ہاتھ سے اپنے چہرے کو چھوا

جگہ جگہ زخموں کے نشان تھا آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی ی تھی۔۔۔۔

ہونٹ پھٹ چکے تھے

سر سے بال بھی گرے ہوئے تھے

جیسے وہ صدیوں کا بوڑھا ہو

تھوڑی دیر اپنا جائزہ لینے کے بعد چہرے پہ پھر وہی سپاٹ سا تاثر آ گیا تھا

جب نجمہ دروازہ کھول کے اندر آگ ئی

پھر اسے یوں کھڑا دیکھ کہ مسکرا اٹھی

وہ بہتری کی طرف آ رہا تھا۔۔۔۔۔

"کہیں جا رہے ہو کیا"

انہوں نے پیار سے اس کے ماتھے سے بال ہٹاتے ہوئے کہا

وہ جواباً مسکرا بھی نہ پایا

"کام سے جا رہا ہوں آتا ہوں"

دو ٹوک جواب آیا تھا

جب سے وہ آیا تھا پہلی بار بات کی تھی

"بیٹا ایسے کیسے اکیلے جاؤ گے ابھی تک تو تم ٹھیک بھی نہیں ہوئے۔۔۔۔"

انہوں نے ہمدردانہ لہجے میں کہتے ہوئے جیسے اسے روکا

وہ لڑکھڑاتے ہوئے دو قدم آگے گیا

پھر یکدم پلٹا

"میں اب ایسے ہی رہوں گا"

خشک لہجے میں کہتے ہوئے وہ بیساکھی کے سہارے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔

اور وہ نم آنکھوں سے اسے دور جاتا دیکھتی رہی

اب ان کا بیٹا کیا پہلے جیسا ہو سکے گا۔۔۔؟

اور ٹھیک اسی وقت اس تنگ کمرے میں ابھی تک اندھیرا تھا۔۔۔

اور وہ بے چین سا ایک طرف ہو کے بیٹھا تھا

وہ گونگا ابھی تک سو رہا تھا۔۔۔

اسے تو یہی لگا کیونکہ اب اس تنگ کمرے میں خاموشی تھی

وہ جانتا تھا باہر صبح ہو چکی ہو گی

اور یہ جگہ ایسی تھی جہاں روشنی نہیں پہنچ سکتی تھی۔۔۔۔

یہ بھی ٹارچر کا ایک طریقہ تھا

یہاں جو لوگ آٹھ آٹھ دس دس سالوں سے قید ہیں حیدر یقین سے کہہ سکتا تھا

کہ انہوں نے اتنے سالوں میں روشنی نہیں دیکھی ہو گی

اور وہ جانتا تھا کہ وہ گونگا بھی شاید کسی ملک کا جاسوس تھا جو یقیناً اپنی زبان کٹوا کے

اپنے ملک کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دے رہا تھا

تھک کے اس نے آنکھیں موندلی

اور ٹھیک اسی وقت اس بڑے سے قصر میں وہ صوفے پہ سر تھامے بیٹھے تھے

ان کی بیٹی نے گھر کا سارا نقشہ تبدیل کر دیا تھا

زمین پہ پڑی چیزیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی۔۔۔۔

اور وہ ملجگے لباس کھلے بکھرے بالوں والی لڑکی جس کی آنکھیں سرخ تھی چہرے پہ آنسوؤں کے نشان صاف تھے آنکھوں سے کاجل بہہ کے سارا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا۔۔۔۔

ذمین پہ بیٹھی مسلسل اپنے بال نوچ رہی تھی

اور وہ اسے قابو کرنے کی ناممکن کوشش کر رہے تھے۔۔۔

ڈیڈا گر رات تک وہ واپس نہ آیا یا آپ نے اپنا کیس واپس نہ لیا تو آپ میرا مرا ہوا منہ دیکھے گے"

اس نے آنسو سے تر آنکھیں اٹھا کہ انہیں دیکھا پھر تھوڑا وقفہ لے کے انھیں

دھمکی دی پھر بامشکل کھڑی ہوئی ی آستینوں سے آنسو صاف کرتی

۔۔۔۔اپنے کمرے میں چلی گ ئی اور دھڑام سے دروازہ بند کر لیا

وہ ابھی تک اسی پوزیشن میں بیٹھے بے بسی کی تصویر بنے ہوئے تھے۔۔۔۔

لیکن وہ جانتے تھے وہ ایسا کچھ نہیں کرے گی جس سے انھیں تکلیف پہنچے

لیکن بہت جلد وہ غلط ثابت ہونے والے تھے۔۔۔۔۔

تیز ہوا کے تھپیڑوں کو نظر انداز کرتا وہ آگے بڑھتا ہی جارہا تھا اس کا سانس پھولا

ہوا اور ٹریفک کا شور ہنوز تھا خراب موسم کی وجہ سے دن کے چار ہی رات کا منظر

پیش کر رہے تھے پنڈی صدر بازار کے بڑے بڑے عالیشان پلازے چیرتا ہوا وہ

دنیا جہاں سے بے خبر گردن یہاں وہاں گھما کے اسے ڈھونڈ رہا تھا

آخر وہ اسے ایک پرانے درخت کے ساتھ ٹیک لگائے نظر آ ہی گیا

وہ اس کی طرف ایسے بڑھا جیسے کوئی ی اپنی ماں کی جدائی ی میں تڑپتا ہوا بچہ اپنی

ماں کی طرف لپکتا ہے

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ ملنگ آنکھیں موندے درخت کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا لڑکھڑاتا ہوا اس تک پہنچا

پھر زمین پہ ڈھ گیا

اس ملنگ نے آنکھیں نہیں کھولی

بند آنکھوں سے مسکرا دیا

"لوٹ آئے ہو"

اس نے یونہی آنکھیں موندے کہا

"پتہ نہیں شاید لوٹ آیا ہوں۔۔۔۔۔"

اس نے سامنے رش کو دیکھتے ہوئے عجیب سے لہجے میں کہا

اس فقیر نے جھٹ سے آنکھیں کھول دی

"خدا ملا"

وہ ایسے تڑپ کے اس کی طرف مڑا جیسے اپنی کسی عزیز چیز کے کھو جانے کا پتہ

پوچھ رہا ہو۔۔۔۔

وہ پرجوش تھا اور آنکھوں میں چمک تھی۔۔۔۔

"نہیں مجھے نہیں ملا۔۔۔۔۔۔"

مجھے مل بھی کیسے سکتا ہے۔۔۔۔۔۔

اس نے یکدم اپنا ہاتھ چھڑایا۔۔۔۔۔

کیوں تمہیں کیوں نہیں مل سکتا"؟"

وہ مایوس ہوا تھا

کیونکہ میں بہت گناہ گار ہوں میں بہت بے بس ہوں میں کچھ نہیں کر سکتا"

وہ بلاوجہ ہی ہاتھوں میں کچھ کھوجنے لگا

"او پاگل تم بے بس ہو گئے ہو پھر بھی کہتے ہو خدا نہیں ملا۔۔۔۔۔

وہ زور سے ہنسا

اسامہ نے اسے عجیب سی نظروں سے دیکھا

''انسان جب بے بس ہو جائے تب انسان نہیں ملتا خدا ملتا ہے

اس نے رازداری سے کہا

میری عجیب سی کیفیت ہے آپ نے کہا تھا مجھے سب سمجھ آ جائے گی مجھے سب''

سمجھ آگ ئی ہے میں نے جنگل میں وہ دن بہت اذیت میں گزارا مجھے لگا میں مر

جاؤ ں گا لیکن اتنی بڑی کھائی ی میں گرنے کے باوجود میں بچ گیا

پھر سات مہینے میں نے ایک ٹارچر سیل میں گزار دی ے جہاں ہر دن گناہ ہوتا تھا

شروع میں احتجاج بھی کرتا تھا پھر بے بس ہو کے چھوڑ دیا

میرے سامنے ایک معصوم بچی کو ذیادتی کا نشانہ بنایا گیا میں اسے بچا نہ پایا

میرے سامنے قتل ہوتے رہے میں مرنے والے کو بچا نہ پایا

میں کیسا انسان ہوں

وہ تیزی سے بولتے بولتے چپ ہوا۔۔۔۔

وہ بکھرے بالوں والا شخص بہت غور سے اس کی بات سن رہا تھا

لوگ تو کہتے ہیں انسان اشرف المخلوقات ہے

لیکن میں نے ان سات مہینوں میں جانا

انسان تو اللہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔

اشرف المخلوقات کو آٹھ گھنٹے ایک کیڑا کھاتا رہا

اور وہ اسے بھی نہ ہٹا سکا

وہ لہجے میں درد لیے بتا رہا تھا

"کیا یہ میں تھا جس نے پانچ سال میڈیکل کیا اور اپنی ٹانگ ٹھیک نہ کر سکا"

وہ ابھی بھی رو نہیں رہا تھا بس بتا رہا تھا

میں رات کو سو نہیں پاتا اپنا آپ گناہ گار لگتا ہے اس بچی کی موت کے وقت کی"

چیخیں سنائی ی دیتی ہیں

میں سوچتا ہوں میں نے تو دیکھا ہے تو سو نہیں پاتا قاتل کیسے سوتا ہو گا۔۔۔۔۔

وہ کچھ لمحے رکا پھر جیسے تھک گیا تھا۔۔۔۔

قاتل پتہ ہے کیوں سو جاتا ہے"؟

وہ بہت دیر بعد ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا تھا

میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں۔۔۔۔

انسان جب کوئی ی بھی غلط کام کرتا ہے تو اسے پہلی سیڑھی پہ کوئی ی آواز "

"روکتی ہے منع کرتی ہے مت کرو مت کرو کہتی ہے۔۔۔۔۔

اگر وہ اس وقت اس آواز کو نظر انداز کر دیتا ہے تو

اگلی سیڑھی پہ چڑھتے ہی وہ آواز خود با خود مدہم ہو جاتی ہے۔۔۔۔

پھر جیسے جیسے وہ سیڑھیاں چڑھتا ہے آواز مدہم ہوتی جاتی ہے

پھر ایک وقت آتا ہے آواز آنا بالکل بند ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔

پھر اس لمحے اس کو لگتا ہے سب ٹھیک ہی تو کیا ہے۔۔۔۔

پھر خود بتاؤ غلطی کو جسٹیفائے کر دیا تو غلطی غلطی رہی بھلا۔۔۔۔

وہ ہنسا

وہ تو گناہ ہی بن گیا نا

دوسرا کچھ نہیں ہوتا سب کچھ پہلا ہی ہوتا ہے

پہلی محبت پہلی نفرت پہلی چاہت پہلی غلطی پہلا گناہ۔۔۔۔۔

دوسری سیڑھی پہ کوئی ی نہیں رکتا

خود کو شروع میں روکنا ہوتا ہے

اس کو نیند پتہ ہے کیوں آتی ہے کیونکہ وہ عادی ہے اس نے جسٹیفائی ی کر کے

خود کو مطمئی ین کر دیا ہے

اور تم سے یہی نہیں ہو پا رہا۔۔۔۔

اسامہ کو لگا کہ وہ اندازہ لگا رہا ہے

"شاید"

وہ گم سم سے لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

میں نے اتنے دنوں میں سیکھا کہ انسان جیسی بے رحم مخلوق اس دنیا میں کوئی ی"

نہیں ہے۔۔۔۔ جانور دوسرے جانور کو چیر پھاڑ دیتا ہے محض اپنی خوراک کے لیے کیوں کہ وہ اس کی ضرورت ہے لیکن انسان دوسرے انسان کو نقصان پہنچاتا ہے محض اپنے کچھ وقت کی لذت کے لیے۔۔۔۔۔۔

اس نے دکھ سے سر کو جھٹک ڈالا۔۔۔۔

وہ بس مسکراتے ہوئے اس کو دیکھ رہا تھا

ان کا تعلق کب ایسا ہوا تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے دل کی باتیں کر رہے تھے۔۔۔۔۔

لیکن جو دل کے تعلق ہوتے ہیں وہ بتا کے کہاں بنتے ہیں۔۔۔۔۔

"میں نے ایسا تو نہیں سوچا تھا"

وہ دکھ سے اس کی طرف دیکھ کہ بے بسی سے بولا

جو مسکرا کہ اسے دیکھ رہا تھا

"کوئی ی بھی ایسا نہیں سوچتا جیسا ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔"

وہ دور آسمانوں میں کچھ کھوجتے ہوئے بولا

اب میں کیا کروں""؟""

وہ کسی چھوٹے بچے کی طرح بے بسی سے بولا۔۔۔۔۔

وہ اپنا سامان سمیٹنے لگا۔۔۔۔۔۔

پھر اپنا بوسیدہ بستہ کندھے پہ لٹکایا

اور جانے لگا

وہ خاموشی سے اسے جاتا دیکھتا رہا۔۔۔۔۔

پھر وہ پلٹا

رودو۔۔۔۔۔

اس کے کان کے قریب سرگوشی کرتا وہ آگے بڑھ گیا

وہ تھوڑی دیر تو اسی پوزیشن میں بیٹھا رہا

لوگ ابھی بھی قریب سے گزر رہے تھے۔۔۔۔۔

وہ سر جھکائے بیٹھا رہا

آنکھیں خشک تھی

اچانک اسے بہت دیر بعد نمی محسوس ہوئی۔۔۔۔

پھر وہ اپنے بس میں نہیں رہا تھا

وہ چیخیں مار مار کے بچوں کی طرح رو رہا تھا۔۔۔

اسے ارد گرد کے لوگوں کی کوئی پرواہ نہیں تھی

اب لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو رہے تھے

اور وہ بس روئے جا رہا تھا

انسان کا عشق اگر بند کمروں میں رولاتا ہے تو اللہ کا عشق سر بازار رلا دینے کی"

"سکت رکھتا ہے

اسے ابھی تو عشق ہوا تھا ابھی اسے فنا بھی ہونا تھا

"کیا کہہ رہی ہو۔۔۔۔"

''ایسا کیسے ہو سکتا ہے

نجمہ دل تھام کے بیٹھی صدمے سے کہہ رہی تھی

انہیں اپنی سماعتوں پہ یقین ہی نہیں آ رہا تھا

پاس صوفے پہ ہاشم ملک اور شائستہ بیگم بے بسی اور غم کی تصویر بنے بیٹھے

تھے۔۔۔۔۔

کیسی چھوٹی عمر میں بے چاری بچی کیسے غم سہہ رہی ہے''؟

وہ ہمدردی سے کہہ رہی تھی

''کتنا سب کچھ ہو گیا شائستہ اور تم نے مجھے بتایا تک نہیں''

انہوں نے دکھ سے گلا کر ڈالا۔۔۔۔۔

وہ آج اسامہ کے بارے میں بتانے آئی ی تھی۔۔۔۔

لیکن یہاں ان کا دکھ سن کے وہ اپنی خوشی بھلا بیٹھی تھی

باہر سے آتی باتوں کی آواز سن کے وہ اٹھ بیٹھی۔۔۔۔

پھر اطراف کا جائزہ لیا

پھر سب یاد آنے لگا۔۔۔

اس کے سر پہ سفید پٹی بندھی تھی۔۔۔۔

وہ بیڈ سے اتری ننگے پاؤں دروازے تک گئی۔۔۔

آواز جانی پہچانی تھی

باہر ابھی بھی باتوں کی آوازیں آرہی تھی

نجمہ کا تعزیتی لہجہ شائستہ کی دکھ بھری آواز۔۔۔۔

"میں تو یہاں خوشخبری سنانے آئی تھی لیکن یہاں کا دکھ سن کے سب کچھ

بھول گئی ہوں۔۔۔۔"

انہوں نے اپنی آنکھوں کے کنارے صاف کرتے ہوئے کہا

تو شائستہ نے ناسمجھی سے انھیں دیکھا۔۔۔۔

ہاشم ملک بھی کچھ ایسی ہی نظروں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔

کمرے کا دروازہ کھولتی اشنال کے ہاتھ یکدم ٹھہر گئے

"ہاں میرا اسامہ اللہ نے مجھے واپس کر دیا ہے۔۔۔۔"

"معجزہ ہوا ھے

وہ تشکر بھرے لہجے میں کہہ رہی تھی

ہاشم ملک اور شائستہ بیگم بے یقینی سے دیکھ رہے تھے

اور اندر کھڑی اشنال کو اپنی سماعتوں پہ یقین نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔

وہ دیوانہ وار باہر کی طرف بھاگی تھی۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

"جیا پاگل مت بنو۔۔۔۔۔۔۔"

"پسٹل نیچے رکھو

وہ اسے روکنے کی کوشش کر رہے تھے

جو بندوق کنپٹی پہ رکھے کھڑی تھی۔۔۔۔

مجھے اس سے ملنے دے ورنہ میں وہ خود کو ختم کر دوں گی"

وہ ہذیانی کیفیت میں چلائی ی تھی

"جیا میری بیٹی میں تمہیں اس سے ملواؤں گا اسے نیچے رکھ دو

وہ منت پہ اتر آئے تھے

پھر دو قدم آگے ہوئے تھے

پھر ایک ذوردار طمانچہ اس کے منہ پہ مار کے دوسرے ہاتھ سے پستول لے لیا تھا

وہ ہونقوں چہرہ لیے انھیں دیکھ کہ رہ گئی۔۔۔۔۔

خالہ خدا کے لیے۔۔۔۔۔

مجھے اسامہ کے پاس لے چلیں۔۔۔۔۔

وہ ان کے پاؤں میں آ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

اور ہاتھ جوڑ جوڑ کے منت کر رہی تھی

شائستہ بیگم اس کی یہ حالت دیکھ کہ بے بسی سے آنسو بہائے جا رہی تھی۔۔۔۔۔

نجمہ گڑ بڑا گ ئی تھی

اٹھو ایشنال یہ کیا کر رہی ہو میں تمہیں لے جاتی ہوں اسامہ کی طرف بیٹا

وہ اسے تسلی دیتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی ی

پھر اسے سہارہ دے کے کھڑا کیا

وہ پھر بھی لڑ کھڑا رہی تھی

اور ہاشم ملک کو اشارہ کرتے ہوئے ایشنال کو لے کے داخلی دروازے کی طرف

بڑھ گ ئی۔۔۔۔۔

رات کے سائے پتہ نہیں کب اس قصر پہ اترے تھے اسے خبر نہیں ہوئی ی تھی

وہ سیڑھیوں پہ گھٹنوں پہ تھوڑی جمائے بیٹھی

باہر ویران درختوں کو دیکھ رہی تھی

''ڈیڈ کہتے ہیں کہ وہ پاکستانی جاسوس ہے۔۔۔۔

تو کیا وہ مجھے دھوکہ دے رہا تھا

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

بے وقوف بنا رہا تھا۔۔۔۔

نہیں

اس نے سختی سے خیال کو ذہن سے جھٹک دیا تھا

پھر اٹھ کھڑی ہوئی ی

وہ اس وقت بہت ڈپرس لگ رہی تھی بکھرے بال سرخ متورم آنکھیں چہرے

پہ آنسوؤں کے نشان تھے۔۔۔۔اور کاجل کی سیاہ لکیریں۔۔۔۔وہ صدیوں

کی بیمار لگتی تھی

وہ ننگے پیر ہی تھکے تھکے قدم اٹھاتی سیڑھیاں اتر کے نیچے گ ئی

نیچے خاموشی تھی

ہال ویران پڑا تھا

شاید ڈیڈ جا چکے ہیں

اس نے سوچا

پھراس کے کمرے کی جانب مڑ گ ئی

اندر گھپ اندھیرہ تھاجب سے وہ گیا تھاپہلی بار وہ اس کمرے میں آئی ی تھی

اندر ہر طرف اس کی خوشبو بسی ہوئی ی تھی

ایک ایک چیز کو چھو کے جیسے وہ اسے محسوس کر رہی تھی

وہ ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھی وہاں اس کے پسندیدہ پرفیوم کی شیشی پڑی

تھی۔۔۔۔

اس نے اسپرے کیا تو خوشبو پورے کمرے میں پھیل گ ئی

اس نے ناک سکیڑ کے خوشبو کو اپنے اندر اتارا

اسے لگا وہ اس کے پاس ہے

اب وہ اچھا مخصوص کر رہی تھی

وہ کمرے سے باہر جانے لگی جب ٹھوکر لگنے سے کوئی ی چیز نیچے آ گری

وہ چونک کے پیچھے مڑی

پھر جھک کے اسے اٹھایا

وہ ایک بلیک کلر کی ڈائری تھی

اور ڈائری میں سے کوئی تصویر بھی گری تھی

جو اندھے منہ پڑی تھی

جس کی بیک پہ تحریر تھی

one and only queen of my world......

جیا کو دھچکا لگا

اس نے تصویر کو موڑا

تو ایک معصوم چہرے والی لڑکی جس نے اونچی پونی کر رکھی تھی۔۔۔۔ مسکرا رہی تھی

وہ لڑکھڑا کے دو قدم پیچھے ہٹی

ڈائری کانپتے ہاتھوں سے کھولی

دل بری طرح دھڑک رہا تھا

جیسے جیسے وہ تحریر پڑھ رہی تھی آنسو خود باخود گر رہے تھے

آخراس کی برداشت جواب دے گئی۔۔۔

ڈائری اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی

تصویر کے اس نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے

تھوڑی دیر میں اس نے پورے کمرے کی حالت بے ترتیب کر دی تھی

ہر چیز زمین پہ بکھری پڑی تھی

اور وہ پاس ہی گھٹنوں کے بل دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بیٹھی تھی

جب داخلی دروازہ کھلا اور کوئی اندر داخل ہوا اس نے سر نہیں اٹھایا

جنرل نے ایک نظر اسے پھر کمرے کی بکھری حالت دیکھی اور آگے بڑھ گئے۔۔۔

صوفے پہ بیٹھے اور سر پیچھے گرا لیا

آنکھیں موندھے بیٹھے انہیں تھوڑی ہی دیر ھوئی ی تھی جب انہیں اپنے گھٹنوں پہ کسی کالمس محسوس ہوا

انہوں نے چونک کے آنکھیں کھولی

تو دیکھ کہ جیاان کی گود میں سر رکھے بیٹھی تھی۔۔۔۔

ان کادل رورہا تھا

لیکن بظاہر ضبط کر کے بیٹھے تھے

''ڈیڈ مجھے معاف کر دیں''

اس نے رندھی ہوئی ی آواز میں کہا

وہ چپ رہے۔۔۔۔

ڈیڈ میں نہیں چاہتی تھی کہ مجھے اس سے محبت ہو لیکن میں اس سے محبت کر'' بیٹھی میں بہت بری ہونا۔۔۔۔ محبت کرنے والے بہت برے ہوتے ہیں نا ڈیڈ۔۔۔۔ لیکن سوچتی ہوں کہ کیا وہ اندھے بھی ہوتے ہیں'' یا محبت انہیں

اندھا کر دیتی ہے"؟

وہ ان کی طرف پلٹ کے ان کے دونوں ہاتھوں کو سختی سے تھامے آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بے بسی سے کہہ رہی تھی

لیکن ڈیڈ بس ایک آخری دفعہ اس سے ملنے دیں۔۔۔۔بس ایک دفعہ۔۔۔۔۔"

اس نے زور زور سے روتے ہوئے ماتھا ان کے ہاتھوں پہ ٹکا دیا

وہ بھی بے آواز رو رہے تھے۔۔۔

میں اس کو نہ دیکھوں نا ڈیڈ تو مجھے اپنی بینائی ی جاتی ہوئی ی محسوس ہوتی ہے"

اس کی آواز نہ سنوں تو لگتا ہے صدیوں سے قوتِ گویائی ی سے محروم ہوں۔۔۔۔وہ میرے ارد گرد نہ ہو تو میں پاگل ہونے لگتی ہوں۔۔۔۔میں اتنی بے بس کیوں ہو گ ئی ہوں ڈیڈ۔۔۔۔

"محبت تو آزادی ہوتی ہے پھر یہ قید کیوں کر دیتی ہے

وہ ہچکیاں لیتے ہوئے کہہ رہی تھی

انہوں نے بغیر کہے اپنے بازو اس کے گرد حمائل کر لیے

وہ ابھی تک سسک رہی تھی۔۔۔۔

اور باہر رات ویسے ہی ویران سنسان خاموش سی پگھل رہی تھی

جس وقت وہ کمرے میں داخل ہوئی اس وقت اسامہ آنکھیں موندھے لیٹا تھا

سر بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹکائے وہ تھکا تھکا سا لگتا تھا۔۔۔

کسی کے قدموں کی آہٹ سن کے اس نے آنکھیں دھیرے سے کھولی۔۔۔

سامنے وہ سفید کپڑے پہنے کھلے بکھرے بالوں والی لڑکی لال سوجھی ہوئی

آنکھیں دوپٹہ کندھے سے ہوتا ہوا زمین کو چھو رہا تھا

دروازے پہ اداس سی نجمہ کھڑی تھی

ایک نظر انھیں دیکھ کہ پھر وہاں سے ہٹ گئی

وہ تھکے تھکے قدم اٹھاتی اس تک آئی"

اس کے چہرے پہ کوئی تاثر نہیں تھا

یہ وہی آنکھیں تھی جو ایشنال کو دیکھ کو چمک اٹھتی تھی

آج وہاں صرف ویرانی تھی۔۔۔۔

اور قدم ساکت تھے

بیڈ کے کونے پہ ٹک کے بس اس کا ویران چہرہ دیکھ کہ رہ گ ئی

وہاں اب سوائے نشانات کے کچھ نہیں تھا

ان دونوں کے پاس الفاظ نہیں تھے

بس خاموشی تھی

کیا کھویا ہے اسامہ "؟"

وہ یہاں سود وزیاں کا حساب لینے آئی ی تھی

"اپنا آپ"

اس نے مختصر جواب دے کہ رخ دوسری جانب موڑلیا

اور کیا پایا ہے "؟

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے جواب کی منتظر تھی۔۔۔۔

اور وہ نظریں چرا رہا تھا۔۔۔۔۔

"اللہ کو"

وہ پر اعتماد لہجے میں بولا تھا

وہ اداسی سے مسکرا دی تھی۔۔۔۔

"تمہیں پتہ ہے ایشنال جب تمہاری حیدر سے شادی ہو گئی تھی تو میں بہت بری طرح سے ٹوٹ گیا تھا مجھے میری دنیا ویران لگنے لگی تھی میں اللہ سے روز شکوہ کرتا تھا کہ ایک چیز چاہی تھی زندگی میں آپ نے وہ ہی نہ دی میں بدزن ہو رہا تھا۔۔۔۔اس لمحے میں یہ بھول گیا تھا کہ اس نے مجھے کیا کیا دیا ہوا ہے میں محتاج نہیں ہوں کسی کا میں اپنے پاؤں سے چل سکتا ہوں ہاتھوں سے کھا سکتا ہوں اللہ نے مجھے ڈاکٹر بنایا۔۔۔۔وہ نہ چاہے تو میں دو قدم چل بھی نہیں سکتا۔۔۔۔۔

وہ سانس لینے کو رکا۔۔۔۔۔

پھر اس نے مجھے بتایا کہ میں واقعی ہی نہ چاہوں تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔۔۔ تم سانس بھی نہیں لے سکتے۔۔۔۔۔

جب میں قید میں تھا تو سب کچھ بھول گیا تھا تمھیں بھی۔۔۔ادھر میں نے یہ دیکھا کہ لوگوں کی زندگی میں کیسے کیسے دکھ ہے۔۔۔۔۔مجھے اپنا دکھ اس وقت کچھ نہیں لگا۔۔۔۔۔جب میں نے اس چھوٹی بچی کی آنکھوں میں زندگی کی خواہش کو مرتے دیکھا۔۔۔۔۔اور تب تو دکھ بالکل ہی ختم ہو گیا جب اس لڑکے کی آنکھوں میں اعتماد کی موت دیکھی۔۔۔۔۔

وہ تیز تیز لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔۔

وہ اپنا دل اس کے سامنے کھول کے رکھ رہا تھا۔۔۔۔

اور وہ اتنا بولنے والی لڑکی خاموشی سے سن رہی تھی

تب تم میرے ذہن سے محو ہو گ ئی

جانتی ہوایشنال۔۔۔۔۔

جیسے چیزوں کی اکسپائی ری ڈیٹ ہوتی ہے ویسے ہی انسانوں کی بھی ہوتی ہے ایک مدت کے بعد اگر ہم ان کے ساتھ چلیں تو وہ مضر صحت ہوتے ہیں۔۔۔۔۔

ضرورت ان کی ہمیں ہوتی ہے لیکن ہم خود ان سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں۔۔۔۔ کیونکہ ہمیں خود کو بچانا ہوتا ہے۔۔۔۔۔

وہ اب بڑی کھڑکی سے باہر چمکتے سورج کو دیکھ رہا تھا

اور وہ اسے۔۔۔۔

جو کبھی زندگی سے بھرپور ہوتا تھا۔۔۔

"سنو۔۔۔۔۔۔"

میں نے بھی اسے کھودیا ہے۔۔۔۔۔

"میں نے حیدر کو کھو دیا ہے

وہ چہرے کو دونوں ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی

اس نے اسے نہیں دیکھا۔۔۔۔

وہ شیشے سے باہر دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"مجھے معاف کر دو اسامہ مجھے تمہاری آہ لگی ہے۔۔۔۔۔۔۔"

خدا کے لیے

وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ رہی تھی۔۔۔۔۔

"معاف کیا ایشنال"

وہ دو ٹوک لہجے میں کہہ کے اٹھنے لگا۔۔۔۔

پھر بیڈ کے کنارے پڑی بے ساکھی اٹھائی ی

ایشنال یک ٹک دیکھ کہ رہ گ ئی

اسامہ۔۔۔۔۔۔

اس نے صدمے کے زیر اثر صرف اتنا کہا۔۔۔۔۔

کہ وہ خود بھی سن نہ پائی ی

"اسامہ"

وہ اٹھ کھڑی ہوئی ی پھر تیزی سے پکارا

کیا ایک معجزہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ حیدر لوٹ آئے۔۔۔۔۔۔"؟"

وہ امید سے سوال کر رہی تھی

ہر بار معجزے نہیں ہوتے۔۔۔۔زندگی میں ایک چیز ہوتی ہے ایڈ جسٹمنٹ جو"

"کہ انسان باآسانی ہر ماحول میں کر لیتا ہے۔۔۔۔۔

"جن کے بغیر جینا ہے ان کے بغیر جینا ہے چاہے ایک دن یا پوری زندگی

وہ پلٹے بغیر جیسے ہی باہر نکلا

نجمہ سے ٹکرا گیا۔۔۔۔

ان کی آنکھیں نم تھی شاید وہ ساری گفتگو سن چکی تھی

اسامہ۔۔۔۔اس وقت تمہیں میں نے ہی منع کیا تھا آج میں ہی کہہ رہی"

"ہوں۔۔۔۔۔

وہ بہت اکیلی ہے اسامہ اس کا سہارا بن جاؤ اس سے شادی کر لو۔۔۔۔۔

وہ التجا کر رہی تھی۔۔۔۔۔

اور وہ دکھ سے انہیں دیکھ کہ رہ گیا تھا۔۔۔۔

یہ وہ ہی عورت تھی جو پہلے اس کی شکل نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔۔

اندر ایشنال ابھی تک ہچکیوں سے رو رہی تھی

آپ خالو سے بات کر لیں کسی بیوہ کو سہارا دینے میں مجھے کوئی ی اعتراض"

"نہیں۔۔۔۔

وہ سپاٹ لہجے میں کہہ کے لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھ گیا

اور وہ اس کے الفاظوں پہ غور کرتی رہ گ ئی

کیا انسان اتنی جلدی دل سے اتر جاتے ہیں"۔۔۔۔"

شام کا ملگجی اندھیرہ اور تیز برستی بارش کچھ خوفناک سا منظر پیش کر رہی تھی

۔۔۔۔سردیوں کی اس سرد شام میں سات بجے ہی سڑکیں سنسان ہو گئی

تھی

ایسے میں اس بڑے سے گیٹ والے گھر میں بیٹھے دو لوگ تذبذب کا شکار

تھے۔۔۔۔

اور سامنے بیٹھی وہ عورت التجائی یہ لہجے میں ان سے درخواست کر رہی تھی

اور ان دونوں کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا

دیکھو نجمہ اسامہ ہمارے بچوں کی طرح ہیں۔۔۔اور۔۔۔۔ایشنال دماغی"

طور پہ اتنی ڈسٹرب ہے کہ۔۔۔۔وہ ابھی ہماری کوئی بھی بات سننے پہ

رضامند نہیں ہے وہ عدت تک نہیں گزارنا چاہ رہی اسے لگتا ہے حیدر واپس

آجائے گا اس لیے ہم جذبات میں آ کے کوئی ایسا فیصلہ نہیں کر سکتے جو اس پہ

اثر انداز ہو۔۔۔۔۔

ہاشم نجمہ کی طرف جھک کے انہیں آہستہ آواز میں سمجھا رہے تھے۔۔۔۔۔

بس اس کی عدت گزرنے دیں بس۔۔۔۔

شائستہ نے بھی گفتگو میں حصہ لیا

اور نجمہ بھی کچھ سوچ کے خاموش ہو گئی

اور اندر وہ حیدر کی تصویر دل کے ساتھ لگائے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

وہ جتنا جیا کو اس کیس سے دور رکھنا چاہتے تھے وہ اتنا ہی شدید رد عمل کا اظہار کرتی تھی

ابھی ویسے بھی انکوائری ری ہو رہی تھی۔۔۔۔

وہ اس بات کو جھٹلا رہا تھا جو جرنل نے اس پہ الزام لگایا تھا

جرنل اس وجہ سے بھی پریشان تھا

اوپر سے جیا کی بگڑتی ہوئی سی حالت

حالات سمجھ سے بالاتر تھے

انہوں نے اعلیٰ حکام سے اجازت مانگی تھی ملاقات کی

لیکن فلحال وہ اس حق میں نہیں تھے

کم از کم تین سے چار ماہ۔۔۔۔

آخر انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ جیسے ہی انکوائری ختم ہو گی وہ اسے اس سے ملوا دیں گے

مانی تو خیر وہ نہیں تھی لیکن یقین کر لیا تھا

ویسے بھی اس نے ان چار ماہ میں کچھ کرنا تھا۔۔۔۔

محبت کرنے والے کہاں چین سے بیٹھتے ہیں۔۔۔۔۔

اور پھر دن پر لگا کے اڑے تھے ایشنال کی حالت سنبھلی تو نہیں تھی لیکن اس نے خود کو وقت کے سانچے میں ڈھال لیا تھا

اس کی عدت ختم ہوئی ہی تھی۔۔۔۔تو وہ اب چاہتی تھی کہ آگے پڑھ لے

حیدر ہنوز وہی اس کے دل کے کسی نہاں خانے میں تھا۔۔۔۔

لیکن اب وہ خود کو مصروف رکھتی تھی

اسامہ پورا پورا دن گھر سے باہر گزار دیتا تھا

نجمہ پریشان تھی وہ کچھ حل چاہتی تھی۔۔۔

اور حیدر ہنوز ٹارچر سیل میں تھا

جہاں اس پہ روز تشدد کیا جاتا تھا۔۔۔۔

اس کے ناخن تک اکھاڑ دیئے گئے تھے

ان تین مہینوں میں اس نے روشنی نہیں دیکھی تھی

اس کی سکن جھلس گئی تھی۔۔۔۔

لمبی داڑھی آنکھوں کے گرد پڑے حلقے وہ کہیں سے بھی وہ حیدر نہیں لگتا تھا

اس نے بھی حالات سے سمجھوتا کر لیا تھا۔۔۔۔۔

جب اچانک ایک دن وہ اس سے ملنے آگئی تھی۔۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ اس وقت کالے رنگ کے گھٹنوں تک آتے فراک نیچے کالے رنگ کا چوڑی دار پاجامہ پہنے جیل کی سلاخیں پکڑ کے کھڑی تھی۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں کوئی ی روشنی چبھی تو اس نے سر اٹھا کہ دیکھا۔۔۔

وہ سانولی رنگت والی لڑکی جس نے بال آج باندھ رکھے تھے یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی جیسے کوئی ی پیاسا پانی کے کنویں کو دیکھتا ہے۔۔۔

ساتھ وہی خاکی وردی پہنے شخص ہاتھ میں ٹارچ لیے کھڑا تھا

"جاؤ تم یہاں سے۔۔۔"

اس نے اس وردی والے اہلکار کے ہاتھ سے ٹارچ لے کے اسے جانے کو کہا

تھوڑی سی پس و پیش کے بعد وہ وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

اس نے کندھے پہ لٹکتا وہ بڑا سا بیگ زمین پہ رکھا۔۔۔۔

"حیدر شاہ"

اس نے چونک کے سر اٹھایا۔۔۔

دونوں کی نظریں ملی وہ اسے عجیب سی نظروں سے دیکھ رہی تھی

حیدر کے چہرے پہ اس کے پکارنے کے باوجود کوئی ی تاثر نہیں تھا

نہ حیرت نادکھ۔۔۔۔

اس کا دل بری طرح سے دکھا۔۔۔۔۔

وہ یونہی گھٹنوں کے بل سر جھکائے بیٹھا رہا۔۔۔۔

آج یہاں نہیں آؤ گے آج تمہیں میں زہر لگ رہی ہو نگی نا""؟

طنز کرتے ہوئے اب اس کی آواز خود باخود اونچی ہو گ ئی تھی۔۔۔۔۔

وہ اب کی بار اٹھ کہ سلاخوں کے قریب آیا تھا۔۔۔۔

سلاخوں کو اسی جگہ سے پکڑا تھا جہاں سے جیا نے تھام رکھا تھا۔۔۔۔

بہت وقت بعد وہ اس کے قریب کھڑا تھا۔۔۔۔۔

وہ چاہ کے بھی اپنے آنسوؤں ضبط نہ کر سکی۔۔۔۔

اور آنسو لڑیوں کی صورت بہنے لگے۔۔۔۔

بہت برے ہو تم۔۔۔۔۔"؟"

"بہت برے

اس نے اس کے ہاتھوں کے ساتھ اپنا ماتھا ٹکا دیا۔۔۔۔

حیدر کو اپنا ہاتھ بھیگتا ہوا محسوس ہوا

"تم مجھے اعتماد میں تو لے سکتے تھے نا۔۔۔۔"

اعتبار تک نہیں کیا۔۔۔۔۔

وہ زمین پہ گری ٹارچ کی مدہم روشنی میں اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے شکواں کناہ تھی

اور وہ خاموشی سے بس اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

میں یہ سوچ رہی تھی کہ چلو میں اتنی تو سستی ہوں نا کہ تم نے مجھ سے محبت کا" ڈھونگ رچایا۔۔۔۔۔ لیکن کیا اتنی سستی بھی تھی کہ تم نے مجھے استعمال بھی

"کیا۔۔۔۔

کیا تم پاکستانیوں کا فرض تمہیں یہ سکھاتا ہے۔۔۔۔

وہ آنسو صاف کرتی تلخی سے مسکرائی ی۔۔۔

اس نے اب کی بار سر اٹھایا تھا۔۔۔۔

جیا ہمارے فرض میں کوئی ی رشتہ نہیں ہوتا ہم تو اتنے اندھے ہو جاتے ہیں کہ "

ہمیں اپنا آپ بھی دیکھائی ی نہیں دیتا۔۔۔۔

وہ بھی دکھ بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔۔۔

وہ تھوڑی دیر رکی پھر خالی خالی نظروں سے اسے دیکھ کہ رہ گ ئی۔۔۔۔۔

لیکن اس میں میرا کیا قصور تھا۔۔۔۔"؟"

وہ خالی نظروں سے دیکھتے ہوئے کھوئے کھوئے لہجے میں کہہ رہی تھی۔۔۔۔

"میں خود نہیں جانتا کیوں کیسے تمہیں مجھ سے محبت ہو گ ئی۔۔۔۔"

وہ اتنا حوصلے مند مرد اس وقت بہت ٹوٹا ہوا بکھرا ہوا لگ رہا تھا

"صرف مجھے۔۔۔۔۔ صرف مجھے۔۔۔۔"

وہ بے یقینی سے منہ ہی منہ بڑبڑائی۔۔۔

مطلب تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے"؟"

وہ تڑپ کے بولی۔۔۔

گرفت سلاخوں پہ مضبوط ہوئی۔۔۔

"ہاں"

اس نے نظریں چرائی

اس نے ایک تھکی ہوئی سانس خارج کرکے جیسے خود کو نارمل کرنے کی ناممکن کوشش کی۔۔۔

"میں نے دیکھا وہ بہت خوبصورت ہے"

اس نے مسکرانے کی کوشش کی

وہ مسکرا بھی نہ پایا

بس گہری نظروں سے اسے دیکھ کہ رہ گیا۔۔۔

اچھی لگتی ہے تمہیں""؟"

ہونٹ کچلتے ہوئے جیسے اس نے آنسوؤں پہ بند ھ بند ھنا چاہا۔۔۔

مجھے نہیں پتہ کہ وہ مجھے اچھی لگتی ہے یا نہیں لیکن مجھے لگتا ہے کہ جو یہ وقت "

اس کے بغیر گزارا ہے۔۔۔۔تو زندگی سے عاری گزارا ہے ایک دن بھی زندگی

"محسوس نہیں کی ایک دن بھی سانسوں کا شور سنائی ی نہیں دیا۔۔۔۔۔

وہ اب تھکے ہوئے لہجے میں کہہ رہا تھا

اور جیا کا دل چاہ رہا تھا کہ

اس کا دل پھٹے اور یہی اس کے قدموں میں گر کے مر جائے۔۔۔۔

لیکن وہ ضبط کیے کھڑی رہی۔۔۔

تو لوٹ جاؤ نا زندگی کی طرف۔۔۔۔" چلے جاؤ اس کے پاس۔۔۔

وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھی پھر آہستہ آواز میں کہا۔۔۔

اور اس نے ایسے دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو کیسے""؟

اس نے اپنے لال بیگ میں سے ایک رول ہوا کاغذ نکال کے اس کی طرف بڑھایا

ساتھ ساتھ وہ یہاں وہاں دیکھ رہی تھی

اس نے کچھ سوچ کے تھام لیا۔۔۔۔

ساتھ ہی ایک چھوٹا کالا بیگ بھی۔۔۔۔۔

یہ کیا ہے "؟"

وہ سوالیہ لہجے میں پوچھ رہا تھا

"کھول کے دیکھو"

وہ اب خود کو سنبھال چکی تھی۔۔۔۔

اس لیے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"یہ یہاں سے نکلنے کا خفیہ نقشہ ہے اور اس میں کچھ اوزار بھی ہیں

وہ اب سرگوشی میں اسے اطلاع دے رہی تھی

وہ نفی میں سر ہلا رہا تھا

جیسے بے یقین ہو۔۔۔۔

"آخری دفعہ استعمال ہوئی ی وہ بھی اپنی مرضی سے۔۔۔۔"

وہ کندھے اچکا کے جانی لگی

پھر پیچھے پلٹی۔۔۔۔

وہ پلٹنے لگا

جب اس نے پکارا۔۔۔

ادھر ہی کھڑے رہو۔۔۔۔۔حیدر۔۔۔۔۔۔

میں تمہیں دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔۔

اس کا سانس اب گھٹ رہا تھا

عجیب سی ٹیس تھی جو دل میں اٹھ رہی تھی۔۔۔۔۔

سر میں بھی عجیب سا درد تھا

اب وہ کھڑی نہیں ہو پا رہی تھی۔۔۔۔۔

حیدر نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا تھا

وہ اسے ٹھیک نہیں لگ رہی تھی

اسے ادراک ہو چکا تھا

کہیں کچھ غلط تھا

مگر اب دیر ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

وہ سلاخوں کو پکڑ کے زور سے چیخا تھا

جیا۔۔۔۔۔"کیا کیا ہے تم نے۔۔۔۔۔۔"؟"

وہ سلاخیں توڑنا چاہتا تھا جیسے۔۔۔۔۔۔

وہی رہو حیدر مجھے تمہیں دیکھنے دو

وہ کمزور سے لہجے میں کہہ رہی تھی

مجھے باہر نکالو کوئی ی ہے""؟"

خدا کے لیے۔۔۔۔

"یہ مر جائے گی

کوئی ی ہے""؟

وہ چلا چلا کے کہہ رہا تھا

وہ اب گلے کو پکڑ کے زمین پہ بیٹھتی چلی جا رہی تھی

ساتھ ساتھ کھانس رہی تھی

اسی وقت۔۔۔۔خاکی وردی والے کچھ اہلکار تیزی سے اندر داخل ہوئی ی

اور زمین پہ کھانستی جیا کو دیکھ کہ جرنل کو بلانے۔۔۔۔۔باہر کی طرف بھاگے

تھوڑی دیر بعد جرنل بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا تھا

جیا زمین پہ پڑی اپنی آخری سانسیں لے رہی تھی

وہ ہذیانی کیفیت میں اسکی طرف بڑھے۔۔۔۔

اس کا سر اپنی گود میں رکھا۔۔۔۔

اس کے منہ سے جھاگ اور ناک سے خون بہہ رہا تھا

''ڈیڈ پلیز حیدر کے پاس لے چلیں۔۔۔۔''

وہ اٹکتے ہوئے کہہ رہی تھی

یہ تم نے کیا کر دیا جیا۔۔۔۔۔''؟

اپنے ڈیڈ کا تو سوچتی

وہ بچوں کی طرح رو رہے تھے۔۔۔

ایک خاکی وردی والے نے وہ زنگ آلودہ تالا کھولا تو وہ بھاگتا ہوا اس کی طرف بڑھا

اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔

اس کا سر اپنی گود میں رکھا۔۔۔۔

وہ مسکرانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

اس نے حیدر کا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا تھا

آنکھوں کے سامنے دھند چھا رہی تھی

وہ اسے دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

جو آنسو ضبط کیے بیٹھا تھا

جرنل پاس بیٹھا سر تھامے بچوں کی طرح رو رہا تھا

اس کا کل اثاثہ لٹ گیا تھا

"حیدر۔۔۔۔"

"اس نے ہلکی سی آواز میں کہا۔۔۔

"ہاں جیا میں پاس ہوں۔۔۔۔

اس نے بھی بے تابی سے جواب دیا تھا

اس نے اپنا ہاتھ اس کی آنکھوں کے قریب لایا

"ابھی بھی نہیں رو رہے مجھے لگا میں مرنے لگوں گی تو رو دو گے۔۔۔"

اس کی سانسیں اٹک رہی تھی

وہ ہچکیاں لے رہی تھی

اور تب حیدر کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹپک کے اس کے چہرے پہ بہہ گیا

تھا۔۔۔۔۔

"ہوں نا جلد باز محبت کرنے والے یوں ہی جلد باز ہوتے ہیں۔۔۔۔۔"

اب اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھی

بہت ہلکی آواز میں بات کر رہی تھی

"مجھے یاد۔۔۔۔۔"

وہ بات کرتے کرتے ہی خاموش ہو گئی شاید ہمیشہ کے لیے۔۔۔۔

اس کا وجود ساکت ہو گیا تھا

تب پاس بیٹھے روتے ہوئے اس کے باپ کو ہوش آیا تھا

کئی دفعہ زندگی میں آخری مقام پہ انسان کو محسوس ہوتا ہے کہ۔۔۔۔۔"اس

نے کیا کھو دیا ہے"

وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو کے اس کے ساکت وجود کو جنجھوڑ رہے

تھے۔۔۔۔۔

جیا میری بچی۔۔۔آنکھیں کھولو دیکھو تمہارے ڈیڈ تمہیں بلا رہے ہے"

"ہیں۔۔۔

وہ روتے ہوئے اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرے اس سے استفسار کر رہے تھے

پھر انہوں نے ایک نظر خاموشی سے کھڑے حیدر کو دیکھا

جس کے چہرے پہ دکھ کی پرچھائیاں تھی

ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا

انہوں نے تیزی سے اس کا گریبان پکڑ لیا تھا

تم انسان نہیں ہو تم درندے ہو تم نے میری بیٹی کو مار ڈالا میرے پاس زندگی"

"میں کچھ نہیں بچا میں خالی ہاتھ رہ گیا۔۔۔۔

انہوں نے اس پہ تھپڑوں کی مکوں کی برسات کر دی تھی

لیکن وہ ایک انچ بھی نہیں ہٹا تھا

اب یہاں جیا نہیں تھی اسے بچانے والی

پھر تالہ کھول کہ اسے دوبارہ تہہ خانے میں پھینک دیا تھا

گونگا اب اونچی آواز میں کچھ کہہ رہا تھا

ساتھ ہی سلاخوں کے پار جھانکنے کی کوشش کر رہا تھا

اسٹریچر پہ جیا کی ڈیڈ باڈی رکھی جا رہی تھی

نا محرم کی محبتیں قرض ہوتی ہیں اور قرض ایک نہ ایک دن ادا کرنا پڑتا ہے چاہے"

"جان کی صورت میں یا عزت کی صورت میں

اس نے جان دے کے قرض ادا کر دیا تھا

اور وہ بس اسے جاتا دیکھ رہا تھا

اور وہاں خالی ہاتھ کھڑے اس ہارے ہوئے شخص کے کانوں میں جیا کے آخری

الفاظ گونج رہے تھے

میں سوچتی ہوں ڈیڈ یہ محبت کرنے والے اندھے ہوتے ہیں یا محبت انھیں"

"اندھا کر دیتی ہے۔۔۔۔

جواب ان کے پاس تھا

لیکن اب وہ جواب لینے واپس نہیں آسکتی تھی۔۔۔۔

وہ پیپرز کا انبار اپنے سامنے پھیلائے ہونٹوں میں پن دبائے حساب کتاب میں

مصروف تھی۔۔۔۔۔جب دروازے پہ ہلکی سی دستک ہونے سے اس نے

چونک کے سر اٹھایا

پھر مسکرا دی۔۔۔۔

آئیں بابا۔۔۔۔۔

سامنے دروازے پہ ہاشم ملک کھڑے بغور اسے دیکھ رہے تھے

جو اس وقت سادہ سے کالے رنگ کی قمیض شلوار میں تھی کھلے بال شانوں سے

ہوتے ہوئے کمر پہ پھیلا رکھے تھے۔۔۔۔اور گرم شال لپیٹ رکھی تھی

کمرے میں چھوٹا ہیٹر بھی جل رہا تھا

وہ خود کو سنبھال چکی تھی

لیکن چہرے پہ تھکان اور ماتھے پہ تفکر کی لکیریں تھی۔۔۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے اس کے قریب گ ئے پھر وہی بیٹھ گ ئے

کیا کر رہی تھی"؟"

انہوں نے شفقت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔

"بابا وہ یونیورسٹی کی اسائمنٹ ملی تھی وہی لکھ رہی تھی۔۔۔"

آپ بتائیں آپ کیسے آئیں ہیں۔۔۔۔۔"؟"

اس نے مسکرا کہ پیپر سمیٹتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"ایشنال تم نے اپنی اگلی زندگی کے بارے میں کیا سوچا ہے۔۔۔۔"

انہوں نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔

اس کے پیپر سمیٹتے ہاتھ یکدم ساکت ہوئے

سر اٹھا کہ سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا

جو جواب کے منتظر تھے۔۔۔۔۔

"کیا سوچنا ہے بابا میں نے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لیا ہے پڑھوں گی"

اس نے دکھ سے مسکرانے کی کوشش کی۔۔۔۔

"اور شادی" "اب تو تمہاری عدت بھی گزر چکی ہے۔۔۔۔۔"

انہوں نے وہ بات کہہ ہی دی جو وہ کہنے آئے تھے۔۔۔۔۔

اس نے عجیب سی نظروں سے انہیں دیکھا

بوجھ لگنے لگی ہوں آپ کو""؟

وہ تلخی سے بولی

نہیں میرا بچہ بیٹیاں بوجھ نہیں ہوتی۔۔۔ان کے دکھ بوجھ ہوتے ہیں جو ماں"

"باپ کی کمر توڑ دیتے ہیں۔۔۔۔

ہمیں پتہ ہے تم اب خوش نہیں رہتی تم رات کو چھپ چھپ کہ روتی ہو۔۔۔ہم

سے تمہارا دکھ نہیں دیکھا جاتا تمہاری ماں ہرٹ پیشنٹ ہے پتہ نہیں ہماری اور

کتنی ذندگی ہے اور عورت مرد کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔۔

وہ اسے رسان سے سمجھا رہے تھے

میں حیدر کی جگہ کسی اور کو نہیں دے سکتی"

اس نے دوٹوک لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

"وہ مر چکا ہے" ایشو واپس نہیں آ سکتا۔۔۔۔۔"

ان کے یوں کہنے پہ وہ تڑپ اٹھی۔۔۔۔

"بابا۔۔۔۔"

اس کی آنکھیں سرخ ہوئی ی

میں بیوہ ہوں بیوہ کو کون قبول کرے گا"

اس نے بے بسی سے کہا۔۔۔۔

وہی جو پہلے بھی تمہیں قبول کرنا چاہ رہا تھا۔۔۔۔

انہوں نے نظریں چرا کہ کہا

وہ بس انہیں دیکھ کہ رہ گ ئی

ایشنال یہ اپنے باپ کے جڑے ہوئے ہاتھ دیکھو

ضد چھوڑ دو اپنی زندگی میں لوٹ آؤ۔۔۔۔

انہوں نے بے بسی سے ہاتھ جوڑ دی ئے

اور وہ تڑپ اٹھی

بابا مجبور مت کرے

اس نے تھکے ھوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔

میں جھولی پھیلاتا ہوں ایشو۔۔۔۔"میری بات مان لو

انہوں نے منت بھرے لہجے میں کہا

اور اس کی برداشت جواب دے گ ئی۔۔۔۔

بابا خدا کے لیے گناہ گار مت کریں مجھے۔۔۔۔

اس نے ان کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔۔۔۔

"آپ جیسا کہیں گے ویسا ہی ہو گا۔۔۔"

اس نے سر جھکا لیا تھا

جیتی رہو بیٹا"

وہ اس کے سر پہ شفقت بھرا ہاتھ رکھ کے باہر چلے گ ئے

اور اس کی آنکھیں ایک دفعہ پھر برس پڑی۔۔۔۔

اب پوری رات اسے پھر رونا تھا

دل کو اسے بھولانے میں ابھی وقت ضرورت تھا۔۔۔۔

اور وہ رات کے اس پہر سر جھکائے ماؤف دماغ کے ساتھ بیٹھا تھا

وہ اس کا راستہ آسان کر گ ئی تھی

تو کیا مجھے لوٹ جانا چاہی ئے۔۔۔۔۔

اس نے سوچا

گونگا ابھی سو رہا تھا

وہ کچھ سوچ کے اٹھ کھڑا ہوا

اطراف کا جائزہ لیا

نقشہ نکالا

وہ چھوٹا کالا بیگ کھولا

پین نکالا

تب ہی نظر ایک کاغذ پر پڑی۔۔۔۔

ٹارچ ابھی بھی کہیں جلتی بجھتی پڑی تھی

دکھ میں کسی کو اٹھانا یاد ہی نہیں رہا تھا

روشنی بہت مدہم تھی

وہ دیکھ سکتا تھا مگر اس کاغذ کو کھول کے پڑھ نہیں سکتا تھا

اس لیے فلحال اس نے صرف پین نکالا

اور لائحہ عمل ترتیب دینے لگا۔۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اسے جلد از جلد وہاں سے نکلنا تھا

مارخور زنے دکھ منانا نہیں سیکھا تھا

وہ بیڈ پہ بیٹھا قرآن پاک کی تلاوت سن رہا تھا جب دروازے سے نجمہ داخل

ہوئی ی۔۔۔

"اسامہ وہ مان گ ئی ہے۔۔۔۔"

انہوں نے اپنی طرف سے خوشی سے اسے بہت بڑی خبر سنائی ی تھی

لیکن اس کے دل میں کوئی ی ہلچل نہیں مچی تھی

اگر یہی بات وہ پہلے سنتا تو خوشی کے مارے اچھل پڑتا

"مگر وقت وقت کی بات ھے۔۔۔

وہ سوچ کہ رہ گیا

نجمہ اب پرجوش لہجے میں کہتے ہوئے

اسے تیاریوں کا بتا رہی تھی

وہ خوش تھی

اسامہ خوش نہیں تھا

مطمئین نہیں تھا

اب وہ ایشنال نہیں تھی

حیدر کی بیوہ تھی

جگہ مقام نام بدل چکا تھا

شاید دل بھی۔۔۔۔

جس وقت اس نے تہہ خانے سے باہر پہلا قدم رکھا تھا

اس وقت صبح کی مدہم روشنی پھیل گئی تھی

اکادکا دکانیں کھلی ہوئی تھی۔۔۔۔

اس نے بہت دنوں بعد سورج دیکھا تھا

آنکھیں جلنے لگی تھی

ملگجے لباس۔۔۔۔اور بکھرے بالوں کی وجہ سے وہ فقیر معلوم ہوتا تھا

اس نے اس چھوٹے کالے پرس سے اپنا پاسپورٹ نکالا

اس نے ٹیکسی روکی۔۔۔

اور ڈرائی یور کو ائیر پورٹ کا کہہ کے خود شیشے سے باہر دیکھنے لگا

اب وہ آزاد تھا

لیکن دل میں افسوس تھا

جیا کی موت کا۔۔۔

شام کے سائے پھیلنے لگے ساتھ ہی اس کا دل ڈوبنے لگا۔۔۔۔

آج اس کے نام کے ساتھ اسامہ کا نام جڑنے لگا تھا

دل بے چین تھا مضطرب بھی

سارے مہمان ہال میں جمع ہونے لگے تھے

لان ویران پڑا تھا

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

پارلروالی ابھی اس کادوپٹہ سیٹ کر کے باہر نکلی تھی۔۔۔۔

اسی لمحے اس نے خود کو شیشے میں دیکھا تھا

پیچ کلر کے لانگ فراک میں اونچے جوڑے اور ہلکے سے میک اپ کے ساتھ وہ

بہت حسین لگ رہی تھی

لیکن مسکرا نہ پائی ی تھی

ابھی وہ ایسے ہی بیٹھی تھی کہ لائی ٹ چلی گ ئی

وہ اسی پوزیشن میں بیٹھی رہی

جب اسے اپنے چہرے پہ کسی کا لمس محسوس ہوا

وہ گھبرا کے اٹھ کھڑی ہوئی ی

کون۔۔۔۔۔۔

ککلک کون۔۔۔

اس کے منہ سے گھٹی گھٹی آواز نکلی

اس کی کمر کے گرد گھیرا تنگ ہوا تھا

وہ اندھیرے میں ہاتھ پاؤں ہلا رہی تھی

اس کے منہ پہ بھی کسی نے ہاتھ رکھا ہوا تھا

جب اچانک پورا کمرہ روشن ہو گیا

پھر وہ سانس نہیں لے پائی تھی

ہوش اسے تب آیا جب دروازہ زور زور سے بج رہا تھا۔۔۔۔شاید کافی دیر سے کوئی دستک دے رہا تھا

وہ ابھی بھی اس کے بالکل قریب کھڑا تھا

جس لمحے اسے دیکھا تھا تب دل دھڑکنا بھول گیا تھا سانسیں تھم گئی تھی

اور اب سانسوں کا شور اتنا تھا کہ باقی ساری آوازیں مدھم تھی

وہ ابھی بھی بے یقین تھی

یوں لگ رہا تھا جیسے خواب ہو۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ایشنال تم ٹھیک ہو۔۔۔''؟''

باہر ہاشم ملک دروازہ بجاتے ہوئے کہہ رہے تھے

لیکن اسے آواز کہاں آرہی تھی

وہ یک ٹک اس کی صورت دیکھ رہا تھا

اس نے ہاتھ اٹھایا اور اس کے چہرے پہ پھیرنے لگی

یوں جیسے محسوس کرنا چاہ رہی ہو

آنکھوں سے آنسو ایک قطار کی طرح بہہ رہے تھے

اور ان کا وقت جیسے تھم گیا تھا

''ایشنال کچھ تو بولو۔۔۔۔۔''

شائستہ بیگم اور نجمہ کی فکر مندانہ آواز گونج رہی تھی

اور اسی لمحے دھڑام کی آواز سے دروازہ کھل گیا تھا

پھر سب جیسے وہی جم گئے تھے۔۔۔۔

سامنے کا منظر نا قابل یقین تھا۔۔۔۔۔

وہ جیسے ہوش میں آتے ہی دور ہٹی تھی۔۔۔۔

ہاشم ملک نے اسے دیکھا تھا

وہ وہی تھا بلیک جیکٹ پہنے وہ شخص وہی تھا

سب بے یقین تھے

اسامہ کا چہرہ سپاٹ تھا

آخر سب اس ٹرانس سے باہر نکلے تھے۔۔۔۔

"تم زندہ تھے حیدر۔۔۔۔"

سب سے پہلے اسامہ بولا تھا

لہجہ ہنوز سپاٹ تھا۔۔۔۔

"ہاں۔۔۔۔"

مختصرا جواب آیا تھا

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"میں اپنی بیوی کو لینے آیا ہوں۔۔۔۔"

وہ ایک نظر سب کو دیکھ کہ وہاں سے جانے لگا۔۔۔

پھر مڑا

ایک نظر ایشنال کو سجا سنورا دیکھا

پوچھ سکتا ہوں اتنی تیاری کیوں۔۔۔"؟

لہجے میں طنز تھا

ایشنال نے جلدی سے سر اٹھایا

ایشنال کی یونیورسٹی میں نائٹ پارٹی تھی اس کی سب فرینڈز جا رہی" تھی۔۔۔۔میرے کہنے پہ اس نے بھی بر ٹیسپیٹ کر لیا۔۔۔۔"انار کلی کا "رول پلے کر رہی ہے۔۔۔۔

اسامہ نے سہولت سے جھوٹ گھڑا

وہ ایک نظر ایشنال کو دیکھ کہ پھر آگے بڑھ گیا

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ایشنال نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا

وہ اب بھی ویسا ہی تھا کچھ نہیں بدلا تھا

اس کی ہر غلطی پہ پردہ ڈال دیتا تھا

پھر آہستہ آہستہ کمرہ خالی ہونے لگا تھا

سب سے پہلے روتی ہوئی نجمہ نکلی تھی

منہ باپ بچوں کو ہر خوشی نہیں دے سکتے

قسمت سے نہیں لڑ سکتے

پھر شائستہ بیگم ایشنال کی طرف آئی تھی

اس کا ماتھا چوما تھا

"ہمیشہ خوش رہو۔۔۔اللہ نے تمہاری سن لی۔۔۔"

اسامہ سے نظریں چرا کے وہ باہر نکل گئی

"جاؤ تمہارا شوہر تمہیں لینے آیا ہے تمہاری خوشی میں ہم خوش ہیں۔۔۔۔۔"

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ہاشم ملک اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کہ

اسامہ کا کندھا تھپکتے باہر نکل گئے تھے۔۔۔۔

اب کمرے میں صرف اسامہ اور ایشنال تھے۔۔۔۔۔

"اسامہ۔۔۔۔۔"

وہ اس کے قریب جا کے پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔۔۔۔

"مت رو ایشنال۔۔آج تکلیف نہیں ہوئی مجھے۔۔۔"

وہ اداسی سے مسکرایا

اتنا کچھ کھو دیا ہے۔۔۔۔۔

اک تمہیں کھو دیا تو کیا ہو گیا

تم شروع سے اسی کی تھی۔۔۔۔

تم نے اسی کا رہنا ہے۔۔۔۔

"میری دعا ہے تم خوش رہو۔۔۔۔۔"

وہ مسکرا کہ کہتا ہوا جانے لگا

لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے مڑا

"ایشنال تمہیں تمہارا عشق مجازی اور مجھے میرا عشق حقیقی مبارک ہو۔۔۔۔۔"

وہ کہتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا

وہ وہی کھڑی اس کے لفظوں کے بارے میں سوچتی رہی۔۔۔۔۔

ایک سال بعد۔۔۔۔

ٹھنڈی ساحل کی ریت پہ وہ ڈوبتے سورج کو دیکھ رہے تھے

پانی کی لہریں ان کے قدموں سے ٹکرا رہی تھی

اور وہ اس کے کندھے پہ سر رکھ کہ بیٹھی تھی

بال ہوا کی وجہ سے اڑ رہے تھے۔۔۔۔۔

محبت۔۔۔۔۔"کرتے ہو مجھ سے۔۔۔۔۔"؟"

اس نے اس کی طرف دیکھ کہ عجیب سا سوال پوچھا تھا۔۔۔۔۔

"پتہ نہیں کرتا ہوں یا نہیں لیکن تم ساتھ ہو تو لگتا ہے زندہ ہوں۔۔۔۔"

اس نے محبت سے چور لہجے میں کہا

ساتھ ہی اس کے ماتھے سے بال ہٹائے تھے

اسی لمحے اس بڑے ہال میں۔۔۔۔۔نوبل پرائی زاناؤس کیا جارہا تھا

اور سب جانتے تھے اس دفعہ بھی یہ ایوارڈ کس کا ہے۔۔۔۔۔

award goes to mister osama khan....

ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔۔۔۔۔

اس نے اس ایک سال میں معذور بچوں کے لیے بہت کام کیا تھا

اب وہ اپنی زندگی سے خوش تھا۔۔۔۔

وہ بیساکھی کے سہارے اٹھا

اور اسٹیج کی طرف بڑھ گیا

اور اسی لمحے ایشنال اٹھ کہ چھوٹے بچوں کے ساتھ فٹ بال کھیلنے لگی

ڈوبتے سورج کو دیکھتے ہوئے اس نے اپنے جیب سے وہ مڑا ہوا کاغذ نکالا تھا

جہاں اس کی وہ آخری تاریخ تھی

حیدر۔۔۔۔۔۔جب تم یہ خط پڑھو گے تب تک شاید میں نہ رہوں۔۔۔۔میں" زندگی سے لڑتے لڑتے نہیں محبت سے لڑتے لڑتے تھک گئی ہوں۔۔۔۔انسان تب تھک جاتا ہے جب اسے محسوس ہو کہ یہ رفاقت تو بے سود ہے۔۔۔۔محبت کرنے والے صلہ کہاں مانگتے ہیں۔۔۔۔ایک طرفہ محبت اس دنیا کی اذیت ناک حقیقت ہے جس میں ایک شخص سو جاتا ہے اور اسی کی محبت میں گرفتار شخص پوری رات جاگتا ہے۔۔۔۔۔یہ محبت کا فلسفہ ہے کہ ۔۔۔۔ایک کا دامن بھر جائے تو دوسرا خالی ہاتھ رہ جاتا ہے۔۔۔۔ایک کی دھڑکن کو قرار ملتا ہے تو۔۔۔۔تو دوسرے کی دھڑکنیں تمام عمر بے قرار رہتی ہیں۔۔۔۔۔۔ہم سب محبتوں میں گرفتار ہیں۔۔۔۔۔۔لیکن ہم سب کو محبتیں ملتی نہیں ہیں۔۔۔۔۔تمہاری محبت نے میری دھڑکنوں کو بے قرار کیا

تھا۔۔۔۔ تمہارے فراق نے میری دھڑکنوں کو روک دیا۔۔۔۔

کبھی فرصت ملے۔۔۔۔۔ کبھی میں یاد آؤں تو تمہاری آنکھیں تمہیں نم لگیں

تو سمجھ لینا میری دھڑکنوں کو قرار مل گیا۔۔۔۔

خط فولڈ کرتے ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے آنکھوں کو زور سے رگڑا

اور ایشنال کی طرف بڑھ گیا

جو مسکراتے ہوئے اسے پکار رہی تھی۔۔۔

Zubi Novels Zone

ختم شد

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپکے لیئے لائے ہے دنیا کا سب سے بڑا
ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور
ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہے جو ناولز آپکو کہی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM 👉 ZNZ.LIFE

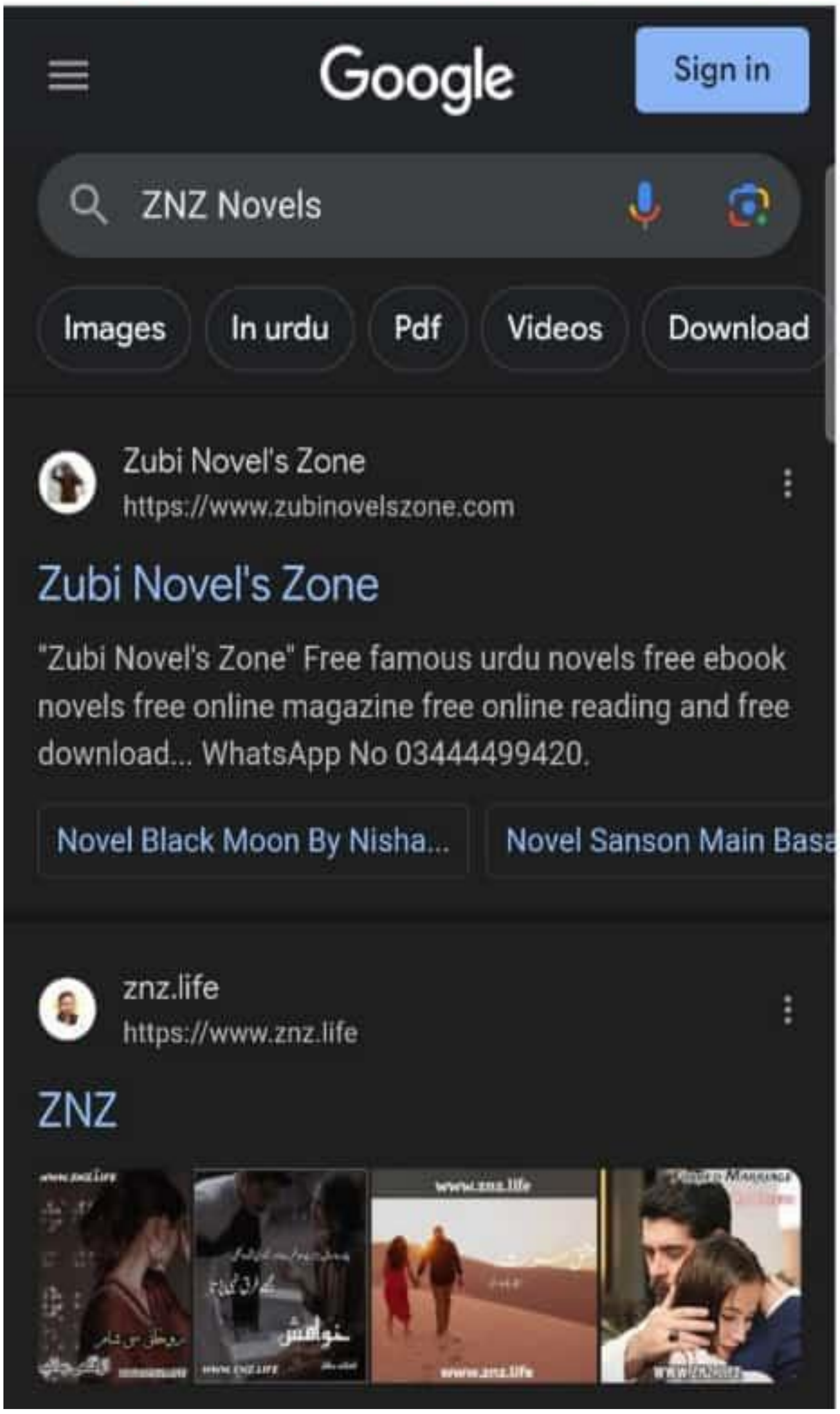


تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر
جائے اور ٹائپ کریں
ZNZ NOVELS
ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے
گے جسکی سکرین شاٹ آپ
سامنے دیکھ سکتے ہے کوئی بھی
ایک سائٹ وزٹ کریں اور
اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے
بآسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں
مزید کے لیئے رابطہ کریں

0344 4499420

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.znzlibrary.com/

https://www.znz.today/

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول،افسانہ،کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسیپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WHATSAPP CHANNEL LINK

Channel Join Now